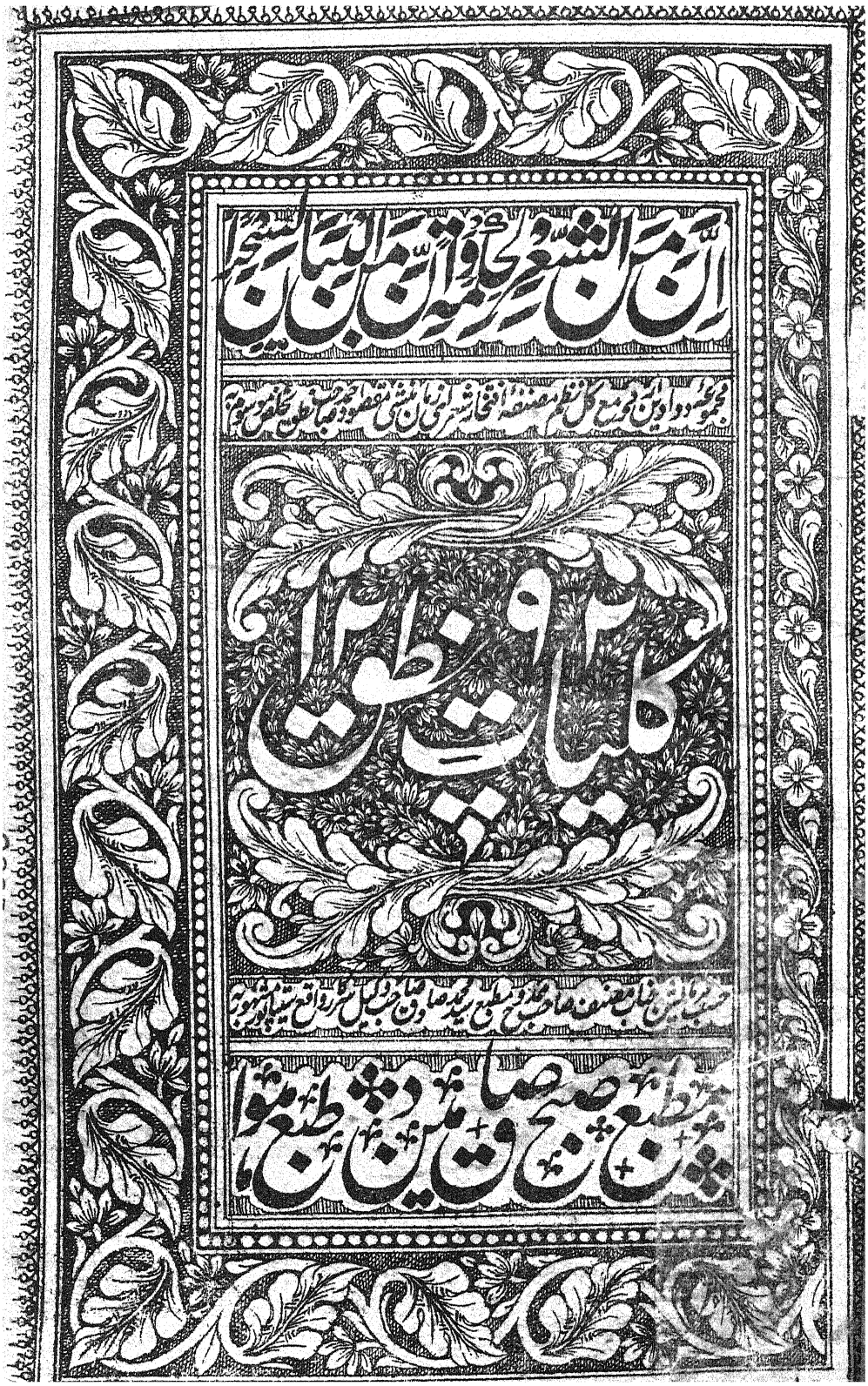
ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

مجموعہ دواوین مع مجموعہ کل نظم مصنفہ افتخار شعرا زمان منشی مقصود احمد صاحب خلف منشی

کلیات ظفر

حسب فرمائش جناب مصنف صاحب مجدد مطبع سید محمد صادق صاحب دلیل سرور واقع پشاور مشہور

مطبع صبح صادق میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان اول محمد مقصود احمد
صاحب متخلص بہ نطق مسمی بہ تاریخی
دیوان نغز نطق
۱۲۸۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریر میں یہ حمد حق نے ہنگام رقم رکھا
وہیں بسم اللہ گویا رکھا جہاں ہی قلم رکھا

کیا جب عزم لکھنے اوسکا اسم پاک لکھنے کا
سر صفحہ سر سجدہ قلم نے دمبدم رکھا

اشارہ تھا یہی برباد ہوگی شوکت دنیا
تقضا نے اسلئے دوش ہوا پر تخت جم رکھا

دکھایا یہ قیامت کا اثر اشک ندامت نے
کہ محشر تک ہمارے نامۂ عصیاں کو نم رکھا

ہوی جمعیت اضداد اوسی صانع کی قدرت ہے
اوسی نے خاک و باد و آب و آتش کو بہم رکھا

عجب انداز کے ناز و ادا والے کیے پیدا
عجب نقشونمین اونکی طرز دلکش با قلم رکھا

وہ قد آفت کا بخشا جو کہ دی سیدھا قیامت کو
وہ طرۂ لفتین دین جنمین بلا کا پیچ و خم رکھا

بھنو و نمین خم کمانو نگاہ مژہ مین تو تیر دنکا
نظر مین آبداری تیغ کی خنجر کا دم رکھا

کمی ثابت کرے دونون ہست و نیست کی بھلا
دہن کے نکتے مین گویا طلسمات عدم رکھا

شہادت کو زبان خار ہای تشنہ حاضر ہے
کہ ہم نے جوش وحشت مین بیابان کو نم رکھا

رہی جانکندنی کی رات بھر امید جلدی کی
سحر تک انتظار یار نے آنکھ و مین دم رکھا

۲

جواب آنکھونکو کب سے دیا تہا خون دل جسنے
جگر نے بات ہم جسکو نہین کہہ لی دیدہ تر کہا

یہی کہتا رہا اب وہ چلی ہونگے اب تی ہین
شب وعدہ دل بیتاب کو دیدیکے دم کیا

نہ اندیشہ کیا سرکارہ پر خوف الفت مین
جزاک اللہ تو نے نطق مردانہ قدم رکہا

کب تک ای طالع وہان اسکے صبح تو لیجائیگا
لائیگا حسرت بہرا پر آرزو لیجائیگا

عشق ہر جائی ہوتکا آبرو لیجائیگا
در بدر خانہ بخانہ کو بکو لے جائیگا

ای کبوتر ہو سمندر رہی تو بال و پر جلین
خاکنامہ میرے سوز غم کا تو لے جائیگا

ہاے وہ دل جان سے بہی جسکو کہتے غریز
کیا خبر تہی ایک سوخ تند خو لیجائیگا

ناز کیئی بازوی قاتل سے ہوتا ہی یقین
زخم کا مشتاق داغ آرزو لیجائیگا

تبکدی ہو آے کعبہ کی زیارت کر چکے
ایمان پہر اشتیاق جستجو لیجائیگا

جب کبہی آیا ترا دیوانہ قد باغ مین
قمریون سے جہین کر طوق گلو لیجائیگا

تیری چالاکی سے ہوتا ہی یہ غمزہ یقین
ناز پر جور و ستم مین بیش تو لیجائیگا

کیا خبر تہی ہم تو آوارہ ہین گی ای صبا
تیرا جہوکا راہ چلتے اوسکی بو لے جائیگا

اے عدو سچ سچ بتا کیون قتل کرتا ہی مجہین
اوسکی مہندی کو ندہنی کو کیا لہو لیجائیگا

بزدلے کا دل بڑہا کر جان اوسکی لیجئے
مجہسے کیا بازی جانبازی عدو لیجائیگا

نطق اگر چندی رہی گا یوہین سودای کلام
طور پر بہی ہمکو ذوق گفتگو لے جائیگا

تو سادہ ہے مثل رخ ای یار دل کا
کہ انکار بوسہ پہر اصرار دل کا

بلا دام ہے گیسوے یار دل کا
کہ ہر حلقہ پیندا ہے دو چار دل کا

نہ جائے مرے پر بھی آزار دل کا
رہے دست بر دل ہی بیمار دل کا

بلائین خریدار گیرے ہوئے ہین
شب غم مین ہے روز بازار دل کا

وہی عشق سمجھے تھے ہم کھیل جسکو
ہوا جی کا روگ اور آزار دل کا

ہوے آپ بیچین اثر سے قلق کے
ذرا کا گیا ایک بھی وار دل کا

کہان دل جو غمزہ پہ راے مانگتا ہے
نہین ہون مین انسان دو چار دل کا

پتا مال ہی کا تھین کیسی قیمت
کجا بوسہ اونکو ہے انکار دل کا

پڑا اس مین برسون کرا ہا کیا ہے
یہ سینہ کبھی گھر تھا بیمار دل کا

جلانا ستانا دکھانا مسلم
مگر جرم بھی اے دل آزار دل کا

تجھے چھیڑتا ہے تقاضو نسے ہر دم
نھین پیر لینا کچھ اے یار دل کا

وہی روگ تجھکو ہے جو میر کو تھا
سنا نطق نالہ ترے زار دل کا

ہو جاے سامنا جو تمہارا بہار کا
اوڑھ جاے رنگ باغ سے سارا بہار کا

گلشن مین رنگ لالہ و گل کا اوڑا دیا
میدان تیرے رنگ نے نارا بہار کا

پہلوی گل مین دی ہی جگہ مجمہ سی خار کو
کرتا ہون شکر ای چمن آرا بہار کا

گلشن مین دیکھتا ہے وہ گل چاندنی کی سیر
چمکا ہوا ہے خوب ستارا بہار کا

پیری مین بھی ہی ہین جوانی کے ولولے
اپنی خزان مین رنگ ہے سارا بہار کا

جاتا رہا جنون کا وہ شور و شر تمام
سر ہی خزان نے کیا جن اوتارا بہار کا

دل مین خیال عارض رنگین یار ہے
شیشے مین رنگ بھر لیا سارا بہار کا

بولے وہ دیکھکر دل داغی کو چاک چاک
لالی کا ہے یہ پھول ہزارا بہار کا

عہد شباب رفتہ نے پھر کی نہ بازگشت
موسم نہ آیا نطق دوبارا بہار کا

دکھلای زخم دل جو دل افگار آپ کا
بھولے یہ سب ہنسی لب سوفار آپ کا

عالم ہے وقت سیر خریدار آپ کا
بازار گرم ہے سر بازار آپ کا

تھوڑی کرم مین بندہ ہون کا سراپکا
آپ یکبار میرے مین سو بار آپ کا

پہیلی ہی چاندنی سے جو برقع الٹ دیا
ماہ چہاردہ ہے کہ رخسار آپ کا

ہر دم کے انتظار نے ہمکو کیا ہلاک
انکار سے بھی قہر ہے اقرار آپ کا

جنس گناہ ہم عوض خلد بھی ندین
محشر کو ہو کرم جو خریدار آپ کا

چشم کرم ہو یا کہ نگاہ عتاب ہو
مدنظر رہون مین ہی سرکار آپ کا

دربان او مٹاہی درسے جو بیٹھین گلی مین ہم
آنکھین دکھای روزن دیوار آپ کا

انگڑائی لیجی تو دوپٹہ سنبھال کر
سینہ کہین ندیکہ لین اغیار آپ کا

پھیلا رہا جو دام فریب وفا یہین
ہوگا نہ کون کون گرفتار آپ کا

صورت جو دیکھ لین گی تو ایمان جائین گے
کلمہ پڑہین کافر و دیندار آپ کا

کر یاد ہی نہین کی نہ پوسی کی ذکر پر
عمزہ نہ اوٹھہ سکے گا یہ ہر بار آپ کا

آسیب بن کے ہمکو ڈراتا ہے جب تب
سر چڑہ گیا ہے سایۂ دیوار آپکا

مین نطق کی فریب تہا سنتا تہا جان دی
آہستہ نام لیکے گئے یار آپ کا

لہو مین رنگا ہون تن غم مین گواہ ہی رنگ حنا تیرکا
تو دیکہہ یا یکا ان بہی لجہاتہ مین مکر کوئی جگر کا

سر تکتا ہون تری در پر تو ہنس کے کہتے ہین کوئی ہاتہ ہو گرسکا علاج کرتا ہی درد سر کا

چلی تھی گھر سے عدو کے کہ آئی رسوائی
کیا ادھر کو
حضور دیکھا ہی کچھ تماشا ہمارے اس خنجر کے اثر کا

یہ زرد گل رخ کر و بر ہی کہ جیسے برگ خزاں رسیدہ
یہ سیمیت سر د اوسکی پیش قد ہی کہ جیسے سایہ کسی شجر کا

سخن ہے اول تو آنی ہی مین جو خبر ہوئی مین گئی کہی
تو منہ لپیٹی پڑی ہی ہنگی کرینگے حیلہ وہ درد سر کا

ہزارون میٹھی مین انجمن ہے مین کون کس کو تر ہو دیکھے
ذرا ہو ی رشک تو ہی مصنف خیال رکھون ہر کسیکا

مریض الفت کی وہ سیر ی دکھائی دیدار اودسدم ہے
جب اوسکی ہوتی تہین بند آنکھین اوٹھا نا شوا رنظر کا

ترت ہا ہو تہین یہ سیل در اسا تمہہ لگا ہی قاتل
کہین ہو آسان جلد مشکل پڑ ہا ی ہا تہ ایک اوجر کا

عجب یہ کچھ درد لا دوا ہی ل سیمیت پر ہوا ہی مکر
نہ نام جسکا مین جانتا ہون پتا نہ معلوم کسی کا

تمہین سے آنکھو محبت تردد ذرا ہی ہر گز نہی گوئی
لہو ہی گانہ دلکا جسدم تو خون ہو جود جگر کا

جو کوئی دلبر آفت جان وہ عہد طفلی ہی قیامت
بلای قہری ہوا تہی ہے یہ سر جسدم تہا ہہ بہر کا

جلا مین جسکی کیا زنالہ نہ درد دل ہی کبھی نکالا
نہ مجھ مین عادت سپند کی ہی نطق نہ مین خواص اگر کا

اوس رخ ادا سی دیکی کبھی مین خفا نہ تہا
شکوہ جو تہا سو وہ گلہ دوستانہ تہا

ملنا جو چاہتے تو نہ کہل سکتے کیون گرہ
کچھ عقدہ لاحل آیکا بند قبا نہ تہا

جتنا جلا ہون رات کو مین سوز جسے
اے شمع رو چراغ بہی اتنا جلا نہ تہا

پوری ہماری عمر کی ہوی چکے تہے دن
مرنا تہون پر ایک قضا کو بہانہ تہا

ہر بوت سے تہے بزم مین پاک ہم
کیا دوستی لگی کے سوا مدعا نہ تہا

خلوت کی بزم مین نہ جماتا شب کو کیون
کچھ اور مدعی کا اگر مدعا نہ تہا

آوازہ تہی تغیہ سرایان باغ کا
اے رشک گل ترا سا کسی کا گلا نہ تہا

نظارہ باز آتے تہے جو دور سے
اے شاہ حسن مرجع کل آستانہ تہا

الفضا

ہر لحظہ ہمکو تازہ شکایت تھی ہجر مین
ہر دم اونہین نیا آنے کو تازہ بہانہ تھا

چشم بتان کی دور مین کچھ پیر چڑھا بہت
اتنا تو آسمان کبھی فتنہ زا نہ تھا

در پردہ عرض حال کا موقع ملا تھا خوب
ہنگام خواب حیف ہی شوق فسانہ تھا

غصے نہو جو لے لیا بوسا حضور کا
کہیے تو اسمین خرچ ہوا کیا حضور کا

پاتا ہے تیور و نسے اشارا حضور کا
مجبور کیسے سیر ہو کتا حضور کا

جی چھوٹ جاے آپ اگر امتحان لین
کیا بلبوس ہے چاہنے والا حضور کا

تھی مست حسن ہو گئے مست شباب بھی
بتو ہوا ہے نشہ دوبالا حضور کا

سو عیب ہین جسمین ہمارے نکالتو ذکر کیا
تصویر کو بگاڑ دے چیرا حضور کا

پوچھو نہ وجہ خندۂ بیجا کی شیخ جی
ہنستا ہون دیکھکر مین قیافا حضور کا

لایا نہ تاب برق تجلی تو کیا عجب
موسی نہین تھا دیکھنے والا حضور کا

گمراہ کر دیا ہے فریب جمال نے
بندے خدا کے پڑھتے ہین کلما حضور کا

جوہر مگر خدا نے نکالا ہے جان کا
کیسا لطیف جسم بنایا حضور کا

چشمک کرین جو غیر تو آنکھین نکال لون
پاجاؤن اگر ذرا بھی اشارا حضور کا

کرنا ہے ہمکو کشور وحشت کا انتظام
ہی آج قصد جانب صحرا حضور کا

جھپکے نہ کیونکر آنکھ کہ بجلی کی ہے چمک
پردے سے دفعتہً نکل آنا حضور کا

ہے رنگ کیف گریہ خونی سے آنکھ مین
مین نے پیا ہے جام مینا حضور کا

سودن ہوی یہ آہ کہ دل لوٹ ہو گیا
آنکھون مین پھر گیا قد بالا حضور کا

سمجھا مین جب حسن ادا و ادای حسن
دل کی لیے تھا حسن تقاضا حضور کا

کچھ نطق کو نہ گنجی پر اتنو نمین ایک بہی
ایسا نہین ہے چاہنا والا حضور کا

نہ دل دے حسینو نکو نادان اپنا
ذرا نیک و بد سمجھے انسان اپنا

ہوا ہے نہ ہوگا تو اے جان اپنا
نہ نکلا نہ نکلی گا ارمان اپنا

نہ چھیڑ وکہ او لجبین گے ہم مثل گمنیو
مزاج اندلنون ہے پریشان اپنا

وہان تیری خوبی کا پہوپچا جو شہرہ
پری چہوڑ دیگی پرستان اپنا

تو دیکہے جو آئینے مین اپنی صورت
تو سو جان سے خود ہو قربان اپنا

نہین ہین یہ سینے مین داغ محبت
گلونسے بہرا ہے گریبان اپنا

بہت چوکے ناحق لیا اونکا بوسہ
جتاتے ہین وہ روز احسان اپنا

ندوگانیان ہم بہی کچہ کہ نہ بیٹہین
ذرا منہ سنبہالو مریجان اپنا

قبا تنگ کرتی ہی وحشت مین ہمکو
گلا گہونٹتا ہے گریبان اپنا

شکایت تو ہم حق سے اوس تنگی کرنے
کرین کیا کہ ہے جان پہجان اپنا

نہین نبض بہی ناتوانی سے چلتے
مگر ہو گیا جسم بیجان اپنا

تری آرزو مین تو مرمٹے ہمسم
ملا خاک مین ہای ارمان اپنا

دلا ے ناوتس یار لے جا بغل سے
عوض اوسکے رہنے دے پیکان اپنا

نہین میری فریاد بلبل کا نالہ
سن ای گل ذرا کہولکر کان اپنا

یہ اشعار ہین نطق موج بلاغت
محیط فصاحت ہے دیوان اپنا

اوس گل کی ہجر مین جو دم اپنا نکل گیا
اچہا ہوا خلش گئی کانٹا نکل گیا

گلشن مین باغ باغ ہون کہکا نکل گیا
صیاد کے نکلتے ہی کانٹا نکل گیا

وہ بت بغل سے دیکے یہ فقرا نکل گیا
چولی مری مسک گئی شانا نکل گیا

وعدہ خلافیون سے ہوا حسن کو زوال
بگڑی جو ساکھ اونکا دوالا نکل گیا

دمبازیان تو اوس بت عیار پر ہین ختم
قابو مین آکے دیکھئے کیسا نکل گیا

ای بت تجھے خدا نے عنایت کیا وہ حسن
آگے ترے حسینون کا نقشا نکل گیا

چادر جو باد صبح نے اوس غنچہ سے لوٹ دی
خورشید کا چمک کے نکلنا نکل گیا

بیتابیون کا حال نہ کچھ پوچھئے حضور
اوجھلا یہ رات منہ سے کلیجا نکل گیا

اوس طفل کا پتنگ ہوا اس قدر بلند
ٹکرا کے آسمان سے مڈھا نکل گیا

کوئی بزور کہانسکے دوسرے کا رزق
چکی کے منہ سے صاف نوالا نکل گیا

توڑا ہوا چمن مین زر گل کا باغبان
فصل خزان مین تیرا دوالا نکل گیا

رندون کی ہوم سنکے نہ لایا حسد سے تاب
مسجد سے شیخ لیکے مصلا نکل گیا

ہون اب آب ضعف سے تن مین نہین ہے خون
سینے سے تیر یار کا پیسا نکل گیا

پیرہن تہا نہ خوب لیکن عشق سے
غمزے سے تیرے دم ہی مسیحا نکل گیا

ہان راز کہل گیا مگر انصاف شرط ہے
مین رو کتا تہا گر یہ کونالا نکل گیا

گھوڑ دوڑ نظم عرصۂ معنی مین جب ہوئی
آگے ہمارے فکر کا گھوڑا نکل گیا

راز الفت چھپ گیا سب سمجھے سودا ہو گیا
چاک ہو کر پیرہن پردہ ہمارا ہو گیا

سنکے میرا حال ہنستی ہین او نہین کیا ہو گیا
کیا نہ وہ بدنام ہونگے جب مین رسوا ہو گیا

شیخ پر جل چل گئے تقدیر کے میرے کباب
بادہ تہا انگور ہی مین اور سرکا ہو گیا

کس قدر سینہ خدا جانے ہوا بیدرد
آہ جو دم تا بلب آیا وہ نالا ہو گیا

آرزو مند اوس سہی قد کے ہوئی لوگ اس قدر
رفتہ رفتہ سر سے سر تمنا ہو گیا

دور رکھا تھا جو اوس مہ رو کو مجھ سے رات بھر
ای شب فرقت ترا منہ اس سے کالا ہو گیا

ای وڑی سو دائیوں کی ہوش موج بوی کل
ای جنون کیا تو سن وحشت کو کوڑا ہو گیا

حسن یہ ہر ہر قدم ٹیکا خرام ناز سے
حور کی تصویر ہر نقش کف پا ہو گیا

دم میں جل بھنکر پتنگی خاک یکسر ہو گئے
اے چراغ ابتو کلیجا تیرا ٹھنڈا ہو گیا

ہر کبوتر ہو گیا گردان قصر یار کا
جو گیا لیکر ہمارا خط وہین کا ہو گیا

جب کیا وعدہ وفا بوسے کا ہو کہنے لگے
ہمنے ٹالا تھا بہانے سے تقاضا ہو گیا

میں نے ہر جوش جنون سے بنگیا لڑکونکا کھیل
وہ اودہر جوش جوانی سے تماشا ہو گیا

کٹ گئی فرقت کی شب واجب ہے تشکر کردگار
بیشتر غم سے ادٹھوا ے ذوق تڑکا ہو گیا

سینہ تب فراق سے آتشکدہ ملا
دل کی جگہ بغل میں سمندر جلا ملا

کیا مال و زر ہے جو گنج غنا ملا
سب کچھ ملا اگر دل بیدعا ملا

ملنے کی کب امید تھی شکر خدا ملا
کوئی صنم میں دل مجھے گویا پڑا ملا

آواز بیٹھ جائیگی مجھ سے نہ بحث کر
بلبل کسی گوئی سے جا کر گلا ملا

رنج و ملال عیش و طرب ہے خدا کی دین
جو کچھ دیا وہ یا ہمیں جو کچھ ملا ملا

اے خار اسکو توڑ کے میرا نہ دل دکھا
سو دشت جہان کی ہے یہ ایک بلا ملا

اوس بیوفا کو چھوڑ بھی سکتی نہیں ہم
یاس وفا ہی کیا کرین جیسا ملا ملا

تقسیم یون شباب کی دو دو تین تین ہوئین
صاحب کو جوش حسن ہمین ذوق ملا ملا

بدلی جو تو نے آنکھ زمانہ بدل گیا
نظرین پھرین ملین رخ مژگان پھر ملا

انصاف سے تو اوسکی ہین خوبیان تجا
جسکو ہر ایک عضو بدن آئینہ ملا

کیون سجدہ ریز اپنی جبین نیاز ہے
کسکا یہ راستی مین ہمین نقش پا ملا

گو خاکسار یو نسے ہے گردن جھکی ہوئی
پر نے نیاز یو نسے سر عرش سا ملا

کیا دم کیا ہے ناک مین طفل نہیر نے
آفت ملا ہے قہر ملا ہے بلا ملا

مضمو نسی یہی جوڑ یکی بندش ہی حسب تر
کچھ بڑھ کے ذہن سے تمہین گیسو رسا ملا

جور و جفا نے پھیر دیا اوس طرف کو دل
واللہ ان تو نکے بدولت خدا ملا

ای ذوق تو نے عمر حسینون مین کی بسر
پھر کیسو ا نمین کوئی تجھے باوفا ملا

11

کیا کرے کب تک سنائی خود وہ حیران ہو گیا
چاہ سے ظلم مجھکو راحت جان ہو گیا

مین جو درد ہجر سے اوس گلکی گریان گیا
رات بھیگی اس قدر شبنم سے طوفان ہو گیا

ناقہ لیلی کا شاید آگیا مجنون کو دھیان
یا ابھی کہتا تھا نالی یا حدی خوان ہو گیا

رات دو دو آہ پھیلا تھا غم رخسار مین
اس تکلف سے کہ بس گیسو پریشان ہو گیا

مر گئے پر بھی نہ چھوٹا حسن سے وہ ارتباط
جو ہمارے خاک کا ذرہ تھا افشان ہو گیا

تھی امید آیا کریگا گور پر وہ بھی گئے
کیا غضب ہے قتل کر کے وہ پشیمان ہو گیا

دلفریب او سکا ہے ہر شیوہ کہ دلمین جو رسے
غم بھی اس انداز سے آیا کہ ارمان ہو گیا

سر مین سودا تھا کبھی کاکل کا پر اب ضعف سے
دھیان ہی اودھر کا ہو احواب پریشان ہو گیا

وحشت دل آدھمی اب جی مین اچھا تو ہے
گھر کا یہ نقشہ ہی گر پڑ کر بیابان ہو گیا

بھا گئی آشفتگی نسبت سنی زلف یار کی
دل پریشان ہو کے اپنا سنبلستان ہو گیا

باعین لطف نظارہ جلوہ ہے نظر کیلا
منظر کیلا

اونکے غصے سے ڈرا کرتے تھے پر لوٹی بہار
چہرہ جب گرمی سے دمکا تو گلستان ہو گیا

دل پر ایسے نقش تھے جلوے قد پر نور کے
رات جو نالہ اوٹھا سرو چراغان ہو گیا

چشم بد دور آج تو اوس نے کیا ایسا بناؤ
مجھکو غش آ گیا آئینہ حیران ہو گیا

سنب خم و چم کہو دیا حضرت زوال حسن نے
آپکا گیسو مرا حال پریشان ہو گیا

پاک قابو مان لیا وعدۂ فردا یہ کیا
دلکو اپنے کیا کہون کیسا نادان ہو گیا

نطق اوس دمبازکی وعدے سے ہم واقف ہین خوب
تیری خاطر سے کہے دیتے ہین ن ہان ہو گیا

اوسکی گلی تو دست جولائی تو لائی کیا
دل ہی نہین پر ایسے ہم آتے تو آئے کیا

زلفین تری بنای وہ کھیلی جو جان پر
ہاتھو نپر ایسے کالو نکو کوئی کھلائے کیا

زاہد کو خاک دق شراب کباب ہو
مارا ہے اوسکا منہ تو خدا نے وہ کیا ہی کیا

ایدل نہ تجھکو ننگ نہ اوسکا خیال ننگ
چپ چپ یہ آہ آہ ہی کیا ہائے ہائے کیا

ای دل کریگا تو وہی جو تیری جی مین ہے
اس عشق کے مقدمے مین میری ای کیا

رو کا جو نالہ صدمے سے آنسو نکل پڑے
جب یون کہلے تو کوئی محبت چھپای کیا

آتے کو جھڑکیان ہین تو جاتی کو گالیان
اونکی گلی مین کہیو کوئی آئی جائے کیا

جتنا اونہین مناؤن بگڑتے ہین اور ہی
قسمت بگاڑ پر ہو تو کوئی بنائے کیا

بوسے کو آج آہی مین کل دی گئی تھے دل
کیا خوب تو خوب کہی تھے لائے کیا

آپہی کبود ہونگی وہ لب بار رنگ سے
کافی ہے صرف بان فقہ مسی لگای کیا

مستی ناز و جوش جوانی مین کیا حجاب
جب غنچہ کھل کے گل ہو بدن پھر حیای کیا

ہوتا ہو چاندنی مین جو ای دل عرق عرق
وہ گرم جوشیونکی بھلا تاب لائے کیا

اے نطق مرہی رہ کہ بہت آچکی ہے رات
سونے نہ دیگی آج تری ہائے ہائے کیا

دل نے کسیکی آنکھ کا عاشق بنا دیا — مرشد نے آج ہمکو پیالا پلا دیا
سرمہ جو تو نے آنکھ مین ای دلربا دیا — فتنے کو قہر قہر کو آفت بنا دیا
کرتی ہے صرف شمع کو گل باد صبح گاہ — آہ وہ غضب کہ دل ہی بجھا دیا
گر پھونک بیٹھی شعلہ مزاجی مہیسان — لوگر مئی خیال نے دل ہی جلا دیا
نقش خیال سے تھی ذرا دلکو دل لگی — خانہ خراب ضعف نے وہ بھی مٹا دیا
جب زہن پڑی تو سویدا کو دیکھکر — دل میرا پھیر دینے کو دھتا لگا دیا
کیا چیر نقش فرش تھا پہلوی مین — رشک عدو تراش نے دشمن بنا دیا
لذت کچھ اپنی چاہ مین بھی ہمکو کم نہ تھی — لیکن تبھی لگاؤ نے اور ہی مزا دیا
کی آرزو جو پردہ اوٹھانیکی دیکھئے — شوخ ستم ظریف نے مجھکو اوٹھا دیا
اے روے یار آئینہ وقف جلا رہا — تیری صفا نے خاک مین افسو ملا دیا
گر مئی شوق مین جو مین اونسے لپٹ گیا — اف کرکے بولے چھوڑ دی سینہ جلا دیا
دھن بندہ گئی جو سینہ زنی کی فراق مین — دست الم نے رات کو رسا بجا دیا
کیون سوزن جفا سے نہ گردون فگار کرے — تہمت یہ خم پر ہے کہ تو مسکرا دیا
کیا بخت و جذب نالہ و دست و نگہ کو رو — جو کچھ ہمین خدا نے دیا نارسا دیا

گلگشت مین تفحص مزاج اونکو پاکے نطق
نکہت کو جای گرد صبا نے اوڑا دیا

دل سے لیکر تا بسر میدان رستا خیز تھا — اوسکی خال و خط کا سودا زور شور انگیز تھا

نازِ غمزے مین کوئی نادر کوئی خنجر نہ تھا
قتل پر مجھ بیگنہ کے سب کا خنجر تیز تھا

رات کو اوسکا غمِ فرقت بلا خونریز تھا
دم کشاکش سے گلی کو ایک تیغ تیز تھا

ہاتھ ملواتا تھا عالم کے ترا جوشِ شباب
کیا بلا سینے کا انگیزِ اشتیاق انگیز تھا

شاید اوس رشک پری نے صبحدم کھولے تھے بال
موجۂ بادِ صبا گیسوی عنبر بیز تھا

روبرو میرے مرے ملک کہنہ مشق کے
نغمۂ رنگین نوایانِ گلستان ریز تھا

اور کیا کرتا وہ شوخ ای اشتیاق فتنہ خیز
وصل کا وعدہ دروغ مصلحت آمیز تھا

گلشن کوئی صنم کی یاد مین شبا دبیان
نقشِ پا گویا پیالہ رنگ کا لبریز تھا

لطف پنہان کو نگاہ سہو کرتی تھی عیان
اوسکا انداز تغافل التفات آمیز تھا

آبلے پڑ گئے منہ مین جگر بن بن گیا
جامِ مے مین بے ترے رات آبِ آتش تیز تھا

کچھ دلون سے اب نظر آتے ہین سینے مین کہ زخم
ورنہ زخم آلے رہے جبتک کہ ناخن تیز تھا

درجۂ تمکین کو پہنچا تھا مجنون عشق مین
میرے آگے گرد بادِ دشت وحشت خیز تھا

میرے دل مین یار نے جسے موج نفس
خونین دو بالکی ناوکِ خونریز تھا

آرزوئی وصل مین انگڑائیان لیتا تھا
کیا نسیم صبح کا جھوکا بھی شوق انگیز تھا

کوہکن ای عشق تھا کیا تلخ کامی کے لیے
ای ہوس کو اس لب شیرین کو کیا پرہیز تھا

رات تیری غم مین ساقی تھا جو شِ آنسو تلک
ساغرِ دیدہ سے جام غم تلک لبریز تھا

حلقۂ ماریہ زن تھے سب دیوار کے
رات کیا غم خانہ میرا آہ ظلمت خیز تھا

تیر سا لگتا تھا اگر دلبر اہل شوق کے
زمزمہ مرغ سحر کا کتنا درد آمیز تھا

بوسہ ہائی لب کے غم مین جان ہی جاتی رہی
اوسکا لپکا تھا مجھے حسن چیز کا پرہیز تھا

ناز و انداز و ادا ان سب مین شوخی تھی مگر
بعد اسکی عشوہ چالاکی و غمزہ تیز تھا

تیشہ فرہادنی جو نقش کہودا سنگ پر
مطلق وہ آرایش عشر تگہ پرویز تہا

دیکھی جو اوسکی چال گرفتار ہوگیا
زنجیر دل کو موجۂ رفتار ہوگیا

توبہ جو کی تو توبہ کا پندار ہوگیا
ہلکا گنہ سے ہوکے گران بار ہوگیا

سیر مین ہوای زلف جو بہڑی ہو بیخبون
دل مین جما خیال تو آزار ہوگیا

گل تک نسیم میری رسائی محال ہے
خار و خس چمن کا ہوادار ہوگیا

یہ سوچتے نہین ہین کہان کس طرح کہو
جی مین ہین خوش کہ وصل کا اقرار ہوگیا

ملنا جو اوس سے ترک کیا درد دل بڑہا
پرہیز سے مین اور بہی بیمار ہوگیا

فرط قلق سے رات کو پکڑے دل و جگر
تیری گلی مین مین کوئی سوبار ہوگیا

زنجیر پا نو مین ہے علی بند کی پڑی
مفسدی کا چور آج گرفتار ہوگیا

ہمدم کراہتا ہے دل زار درد سے
پہلو ہمارا خانۂ بیمار ہوگیا

شوخی سے مثل برق ندی خصت نگاہ
خود حسن ہے نقاب رخ یار ہوگیا

اللہ ری تاب رخ کہ نظر کو ہے خیرگی
در بہی فروغ حسن سے دیوار ہوگیا

جسد لینے تاک جہانک کا لیکا تجہے پڑا
غرقی کا نام مطلع انوار ہوگیا

رسوائی جنون نے یہ چہپا کیا سلوک
اونکی تو شان بڑہ گئی مین خوار ہوگیا

زنہار سے ہوئے تہے مرے لب آشنا
خود ظلم سے وہ تہک کے کم آزار ہوگیا

وہ ڈر سے میری نالونکے سو یا عدو کی بات
کسکا نصیب یکہئے بیدار ہوگیا

کچہ ماجرا سے گریہ تو ای آشنا نہ پوچہہ
پانی لہو ہو بہ کے وہ آزار ہوگیا

ای بت یہ تیری شوق ہم آغوش مین جسے
جسم نزار حلقۂ زنار ہوگیا

بیطاقتی شوق سے تاب نظر نہ تھی | دیدار آپ پردہ دیدار ہو گیا

وصف دہن مین بند ہی میری زبان خلق
کہتے ہین لوگ صاحب اسرار ہو گیا

آنے مین کیون جی آج تساہل نہو سکا | کچھ جذب دل سے عذر تامل نہو سکا
کیون مجھپہ التفات و تفضل نہو سکا | خو ہے تو کیون عدو سے تغافل نہو سکا
کرتے ہین حد کا ظلم پہر اوسپہ یہ لعن ہے | تجھ سے تو ناز کا بھی تحمل نہو سکا
بیصبر دل نے آتی ہی بدظنی سی کیا | کمبخت سے ذرا بھی تامل نہو سکا
مجھکو خلش تھی جور پرایے غیر کے | ورنہ نہین کہ مجھ سے تحمل نہو سکا
اوس لب کا بوسہ لیکے نہ ہمسے رہا گیا | وہ چاٹ پڑ گئی کہ توکل نہ ہو سکا
ذکر رقیب جو وہ بگڑی تو کہہ چلا | مین بھی بہرا ہوا تھا تامل نہ ہو سکا
بوسے کی ہے ہوس مجھے اوس مست ناز سے | جسکا حریف لب قدح مل نہو سکا
چمکا رہا وہ چہرہ بدولت جمال کے | یعنی چراغ مال کا تھا گل نہ ہو سکا
خانہ خراب چاہ کا کیا پیار کا تھا وقت | وہ ذبح کر رہے تھے مگر غل نہو سکا
ساتھ اونکے گھر رقیب کے لے ہی گیا قلق | اس شکل پر بھی مجھسے تامل نہ ہو سکا
بیطاقتی شوق سی بخش کہا کی گر پڑے | پردہ بھی دیکھنے کا تحمل نہ ہو سکا
مشق ستم کا جب سے اونہین پڑ گیا مزہ | تب سے تو دو گھڑی بھی تغافل نہو سکا

توڑا مژہ در الا کہہ مگر خوش رہی مین خلق
ہمسر کسی کی زلف سے سنبل نہ ہو سکا

سنائی کون اونکو قصہ درد نہان اپنا | جلیس اونکے نہ اپنے ہین اونکا قصہ خوان اپنا

جان جذب داں ہے تیرے کا صدا نہیں اوٹھتا
پہلو بھی دے سے ستم آرا نہیں اوٹھتا

مرکز بھی دریار سے بند انہیں اوٹھتا
مچلا ہے یہ مردا کہ جنازا نہیں اوٹھتا

بتیاب سہی پر نہ مجھی دیجئے طعنے +
تھوڑا ہے کہ مین درد سے چلا نہیں اوٹھتا

ہم جانو مگر ضبط کی مجہ مین نہیں طاقت
پردہ نہیں رہتا ہے جو پردا نہیں اوٹھتا

لعنت ہے برہمن ترے بیر حرم پہ تو نیر
جا کعبے سے اب بیا مصلا نہیں اوٹھتا

بیمار سر آزار کہ ہوتے ہین تو اچھا
اے عشق مگر تیرا اگر ایا نہیں اوٹھتا

کیا جیتے ناچار اوٹھاتے ہین حفائین
دل اوس سے کئی بار اوٹھایا نہیں اوٹھتا

لیکر سر بستر جو پڑا عشق کا آزار
پہر وہ صفت پیکر دیا نہیں اوٹھتا

کثرت سے جنون داغ اوٹھائے نہیں جاتے
قارون کا ہے تو خزانا نہیں اوٹھتا

روتا ہون لگاتار تو کہتے ہین وہ ہنسکر
کیون آپکے مُنہ پر سے یہ سہرا نہیں اوٹھتا

ساقی اب مے گون تو مرے لب سے ملادے
نشے مین ہون اب مجھسے پیالا نہیں اوٹھتا

آئنہ بنے بیٹھے ہین ہم روبرو اونکے
حیران کو کچھ لطف تماشا نہیں اوٹھتا

بس بیٹھہ گیا بیٹھہ گیا نطق یہان پر
اب آپکے در سے نہیں اوٹھتا نہیں اوٹھتا

ہم بھی بدلے جو مزاج بت بد خو بدلا
سو رہے پیر کے مُنہ اوسنے جو پہلو بدلا

بیقراری کا نہ تسکین سے پہلو بدلا
ہل گیا عرش پر ایدل ذرا تو بدلا

اس قدر محو ہوا جلوہ حیرت زا کا
آئینے نے نہ ترے سامنے زانو بدلا

گنج خط لوٹ تو لون بوسونسی پر خوف یہ ہے
بیچ مین لاکے نہ لین انمئی گیسو بدلا

گالیونسے نہ تجھے لطف نہ مجھکو لذت
جان من بوسی سے بوسی کا نہ لی تو بدلا

یہ خموشی دل گستاخ نہیں بیم رضا
جی میں کہتا ہے وہ لیکا دم قابو بدلا

ہر سزا کا میں سزاوار ہوں لیکن یارب
اپنی رحمت کی طرف دیکھ نہ تو بدلا

عکس رخ سے وہ ہوا سرخ خجالت سے سپید
رو بروئے یار کے رنگ گل و شبو بدلا

اور کیا چاہتے ہو آپ نے دونا تو لیا
بیدمانی کا ہیں چشمان سخنگو بدلا

شب غم کون تھا کروٹ کا لوانی والا
اضطراب دل بیتاب نے پہلو بدلا

کچھ نہ ٹھہرا ترے دانتوں کی صفا کے آگے
کیسا کیسا در غلطاں نے نہ پہلو بدلا

بے اثر دیکھ کے گریۂ کو ہے پانی پانی
عرق شرم کے قطرہ نے ہر اک سو بدلا

ابر دیکھا ہوا غم لیسے نرالا مضمون
خوب اوستاد نے مطلع کا یہ پہلو بدلا

نقش بستر کی طرح بستر غم پر میں نے
ناتوانی سے کسی روز نہ پہلو بدلا

ایک پہلو کو کئی مرتبہ باندھا اے نطق
کیا مضامین نے اشعار میں پہلو بدلا

نزع میں ہے انتظار قاصد محبوب تھا
قابض ارواح سے میں طالب مکتوب تھا

یہ ستم اول نہ تھے نہ یوں معتوب تھا
اس طرح جہ سے ترا پہلا تغافل خوب تھا

اف رسی بیداد حسینان اف بسی بیتابی
ہر ستم پر حکم صبر حضرت ایوب تھا

مصریوں کی آنکھ کا تارا بنا ہاں دیکھنا
شہر کنعان میں جو نور دیدۂ یعقوب تھا

گو زمیں ہی میوہ تھا لیکن حلاوت یہ تھی
ہمکو خرمائے لب شیریں بہت مرغوب تھا

اور تو جو کچھ لکھا تھا سو لکھا تھا خط میں
یہ ترا شر تھا سلام غیر ہی مکتوب تھا

جسکو دیکھا آپ ہی بیگانہ ہی دیکھا اوسے
سالک راہ محبت جو ملا مجذوب تھا

خامشی حسن طلب بھی نظر عین رضا
دل سی خواہان وصل کا وہ لب محبوب تھا

تل کا بوسہ دیکھا لا اونچی ایکی دانی پر
جس سے سارا خرمن خوبی مجھی مطلوب تہا

غیر سے بے گنتی بوسونکا نہ تہا کچھ حساب
مجھ سے خالی لطف تک احسا نمین محسوب تہا

گل کو رخ غنچے کو اوسکا دہن کہنی تشبیہ فرض
الغرض ہر رنگ مین در پردہ وہ مطلوب تہا

اڈہہ گئی تہی ای صبا غنچونمین گل ہونیکی رسم
رنگ و بوئی یار سے ہر خوبرو محبوب تہا

قاعدہ وہ غالب و مغلوب کا جلتا نہ تہا
حسن کے باعث وہی غالب مین ہی مغلوب تہا

نطق تعریف مذاق اہل دنیا کیا کرون
میوۂ خام نہال حرص تک مرغوب تہا

آنکہون مین جوش حسرت دیدار دیکھنا
باندہا کیا نگاہ نے طومار دیکھنا

عیسے کا معجزہ ہو جب اے یار دیکھنا
ٹھوکر کسی لحد مین ذرا مار دیکھنا

ہمسے ذرا عداوت خونخوار دیکھنا
جب دیکھنا ہمین اوسے تلوار دیکھنا

دیتا ہے کیا فریب وہ عیار دیکھنا
پہلو کلام کا دم اقرار دیکھنا

بوسے کی آرزو نہ تمنا وصال کی
منظور کچھ نہین مگر اے یار دیکھنا

کرتا ہی عرض بوسہ وہ دی مین لبکی دل
اولٹا یہ ہمسے ناز خریدار دیکھنا

تیر نگہ مین خون کا دہبا ذرا نہین
کیا صاف میرے دل سی ہوا پار دیکھنا

منظور ہے کیا کوئی تازہ فریب پھر
کیون ہی یہ بار بار ادہر ای یار دیکھنا

وہ جب تک آئین آئین یہان آن نکہنچے
قسمت مین مرے دم تہا نہ دیدار دیکھنا

ہوتے ہین جلوہ برق تجلی کے رنگ مین
منظور ہے جو طاقت دیدار دیکھنا

یہ حرف تیرے آنے سے چہرہ بحال ہے
تو اوٹہتی اوٹہتے پھر مجھے بیمار دیکھنا

ہنگامہ ہوگا ہمسے یہ چہا نہین گریز
رکہین گی ایکدن سر بازار دیکھنا

۲

اے یار اب جو آئی تری عہد حسن میں
یوسف کو ہو نصیب نہ بازار دیکھنا

جھاڑو تو کوئی یار میں دیتی ہی ہے صبا
تنکا سا ہی مرا بدن زار دیکھنا

موجود روی یار ہی حاضر حیکور ہے
نکلا ہی چاند یا اولی الابصار دیکھنا

پستے نہیں ہیں دل ہی فقط شہر کوفہ و شام
چانین ہی ساتھ جاتی ہیں رفتار دیکھنا

اولش جب آپ نے جام شراب ناب کیا
تو شوق دل یہ پکارا وہ بے حجاب کیا

میں خوش ہوں اوسنی جو بیداد کی عتاب کیا
یہ دل وہی ہے کہ جسنے تجھے خراب کیا

ہوا یہ ولولہ و جوش بے حجاب کیا
شباب یار نے کار شراب ناب کیا

خفا ہو گئے دل نے یہ اضطراب کیا
کیا نہ ضبط بنا کام سب خراب کیا

لپٹ گیا سر بازار اوسنی روسے
جنون کی صدقے تجھے آج کامیاب کیا

نہیں ہے خال کا پیوجہ نقطہ چہرے پر
خدا نے خود تجھے خوبی میں انتخاب کیا

مرے ہی نکلے گی بوسے یار کے دنے
کیجیو اور گھر سے دیا واہ کیا حساب کیا

ادا میں ناز میں غمزے میں حسن و خوبی میں
تجھے تمام حسینو نمیں انتخاب کیا

ہزار دن نقش قدم رو کیش اپنی یا ہیگا
جو اوس گلی میں گزر تو نے آفتاب کیا

بر نگ جام نگہ مست کر تی ہے تجھے
تمہاری آنکھ نے ہر میکدہ خراب کیا

صدای صور سی جو تیرے نالہ کشن جو نکلے
تو شور حشر نے خاموش ہو کے خواب کیا

وہ چھیڑنے کو مرے دل لگی سمجھتے ہے
زمین ہل گئی میں نے جو اضطراب کیا

یہ شبکلاں کی گرمی ہو آنکھ کے ٹھنڈک
کہ تجھ سے شرم کی تیلے کو بے نقاب کیا

وہ ایک دم تھا کہ جب عشی جان جاتی تھی
یہ ساری عمر کا تھا عیش جو حساب کیا

وہ صبح گھر کو گئے سو گیا ہمارا بخت
تمام رات کی جاگے ہوئے نے خواب کیا

وہ کیا مزہ تھا جو قاتل کے زیر تیغ تھا
کسی نے مجھ سے نہ ذبح اضطراب کیا

یہ گرمیان سبھی اف اف رے تشنہ لب مشتاق
دہان زخم میں تیغ نگہ کو آب کیا

گلی گلی دل خانہ خراب لے نکلا
تلاش یار نے اے نطق کیا خراب کیا

نطق جانا تھے اوس گھر میں اگر ہو جانا
دیکھنا آپ سے باہر نہ مگر ہو جانا

اپنا کر لینے کو بس نیم نگہ کافی ہے
کچھ بڑی بات نہیں دل کا ادھر ہو جانا

ناز و انداز و ادا سب ہیں اوسی کی جانب
ضبر کو چاہیے ایسے میں ادھر ہو جانا

جگنو دنکی او نہیں رات میں گویا ہی بہار
گرمئی گریہ سے اشکوں کا شرر ہو جانا

میرے سینے کو تڑپ کر نہ دلاسق کرنا
نہ کہیں پردہ در زخم جگر ہو جانا

غم سے یہ رنگ ہے میرا کہ ہوا تیرا مزاج
بات کی بات میں بس نوع دگر ہو جانا

حرم نظارہ پر آنکھیں یہ نکلوا لینا
اس قدر دشمن ارباب نظر ہو جانا

میں جو روؤں تو کہے ہنسکے ستمگر ظالم
اے بت اتنا ترا پتھر کا جگر ہو جانا

دیکھ اے شوق تماشا تجھے سوجھی کیا ہے
کیسے ہر موے مژہ کا ہو نظر ہو جانا

وہ نہو پاس تو نعم البدل اوسکا ہی خیال
چاہیے غم کا عشرت میں بسر ہو جانا

کوخفا سنکی وہ کافر ہوا پر سن تو لیا
بے اثر نالہ میں مطلق تیرا اثر ہو جانا

اہل بینش کو دکھاتے ہے بہار گلشن
اوسکا ہر رنگ میں نیرنگ نظر ہو جانا

کٹ گئی وصل کی شب نطق بہت بہتر تھا
موت کا تیرے لیئے خواب سحر ہو جانا

یہ نیا ایک رقیب اور ہمارا نکلا
آئینہ کا آئینہ ہی گھورنے والا نکلا

کیسے گھونسے یہ لگاتا ہے مری چھاتی پر
دل بیتاب تو بغلے مجھے گھونسا نکلا

اے برہمن سبب گریہ بتو تکا غسم ہے
دیدۂ تر نہیں گنگا سے ہی چشما نکلا

وہ بت پردہ نشین جھانکنے آیا در تک
میر اسودا ہی کوئی روز تماشا نکلا

دشت سے دشتِ عدم جو تنِ خستہ پہنچا
دو قدم منزلِ مقصود سے آگے نکلا

ٹیس بیطور شبِ وعدہ رہا کرتے ہے
ہو نہو دل میں مقرر کوئی پھوڑا نکلا

پردہ داری غمِ پردہ نشین ختم ہوئی
جی گیا منہ سے مگر نام نہ اوسکا نکلا

سد گیا عشق کی صدمونکو مگر آہ نہ کے
اتنی امید نہ تھی دل سے یہ جتنا نکلا

اوس نے کہدو ترے بیمار نے صحت پائی
ہی وہ فصیدہ سمجھ لے گا دم اوسکا نکلا

چھوڑ کر گھر ہے غریب الوطنی کسکو پسند
مجھکو کاوش نے عزیزونکے نکالا نکلا

وہ مہ چاردہ سے چودہ برس کے سن میں
چودہ حصے سے ہی جوبن میں زیادہ نکلا

رات اے رشک قمر کسلے جگائی تھی نصیب
صبح کو آیا ہے تو شام کا نکلا نکلا

نطق بیطاقتیٔ باد صبا کو دیکھو
اوس گلی ہی میں ہی خاک اوڑاتا نکلا

شاد ہو کر دی مبارکباد کیا
اوسکا وعدہ اے دل ناشاد کیا

گو کہ میں کیا ہوں مری فریاد کیا
پر فلک تیری بھی ہے بنیاد کیا

فخر آیا بخوت اجداد کیا
ایک مشت خاک بے بنیاد کیا

ہم ادا کرتے ہیں رسم عاشقی
ورنہ اپنی بے اثر فریاد کیا

کیوں سنیں ہم ناشکیبائی کی طعن
غم میں سر کا پھوڑنا فریاد کیا

اس تلافی کا سبب کہلا نہین — تم نے پھر سوچی کوئی بیداد کیا
انکے ماتھون کے ہین یہ پھول سے — نازنینون کی دلا بیداد کیا
تھی جہری میرے گلے کو تیز سی — اور تھا وہ غمزہ جلاد کیا
پڑ گیا کیون دشمنون کی دل مین میل — یار میرے بے اثر فریاد کیا
پھر وہی اے طفل ہے مشق جفا — آگیا بھولا سبق پھر یاد کیا
کچھ سنا ہمنے نہ اوسکے دہن مین — آپنے ناصح کیا ارشاد کیا
جھیل لین گے جی کڑا جب کر لیا — ناز غمزے کیا ستم بیداد کیا
چاہتے ہین ہونٹھ کیون نہ ہم جگر — یاد آئی لذت بیداد کیا
زخم دل منہ کھول کر رہ گئے — تجھ سے قاتل کی کرین فریاد کیا
مین تہ تیغ ستم تڑپا تھا کب — پھر تو کہ کیا اے ستم ایجاد کیا

مر گیا کیا نطق دیکھو تو سہی
اب وہ کہتے ہین ہم ہین شاد کیا

مین یہ نہین کہتا ہون کہ غم انہین اچھا — لیکن جو ہو بیجا نہین اچھا نہین اچھا
روز آئین عدو تب تو نہ بدنام ہو وصل — مین آؤن کبھی تو مرا آنا نہین اچھا
خود بین ہین جو کہتے ہین برا اہل صفا کو — آئینے کا کیا جرم جو چہرا نہین اچھا
کیون مجھکو برا کہتے ہین خو اپنی تو دیکھیز — وہ کونسی اچھے ہین جو بندا نہین اچھا
دل غمسے جو افسردہ ہو سنے سے نکالون — وہ مردہ ہی گھر مین ہو سو رکھنا نہین اچھا
راتو نکو جگاتا ہی آنکھہ کا لگنا — تعبیر سے یہ خواب زلیخا نہین اچھا
بس وہین نصیبو نکو برا کیون کہین ناسخ — اچھی جو یہ ہوتی تو وہان کیا نہین اچھا

دو آپ سے بوسہ تمہین توفیق کب اتنی | مانگون تو یہ کہتی ہو تقاضا نہین اچھا
مین مرد ہون کافر ہون نہ گھر میرا لحد ہے | اتنا بھی تو دہیر اشب یلدا نہین اچھا
دیکھو نہ کہین جان منا مین نکل جاے | مان نا رتو اچھا ہے پر اتنا نہین اچھا

سنبھلو نہ بہت محو ہو الفت مین تو فی
بد کام کا اے نطق نتیجا نہین اچھا

کیا پانگا پہاڑ اجو گریبان کسی کا | اے دست جنون کھینچ تو دامان کسیکا
چاہے مرا دل کھینچ رہے سینے ہی کمر کر | جراح مگر رہنے دے پیکان کسی کا
سودا کیا حضرت جبرئیل کو قاصد | آیا نہ کبھی خط کسی عنوان کسی کا
بیوجہ دگر گون نہین نگلگو نہ عارض | لا ریب وہ گل رات تہا مہمان کسیکا
ایسے بھی بگڑتا ہے کوئی گشتونکی مرزی | چل دی یکہہ کے لاشہ تو ہے پہچان کسیکا
خوبی نے مرے شوخ کی پریون کو کیا مات | جائیگا خیال بت پرستان کسی کا
ایجاد ہی غمزہ ابروے صنم کا | کعبے مین بہی چھوڑو نگا نہ ایمان کسیکا
کیا ناز کبھی سانس بہی لیتے نہین ڈرتے سے | سنتے ہین کہ نازک ہے بہت کان کسی کا
جز خام سخن ارمان کی خنجر نہ نکالے | وہ اور نکالے کبھی ارمان کسی کا
مان آہ سحر کا رنسیم سحر ے کر | اوڑ جاے جو منہ رو کے ہو دامان کسیکا
کیا دم ہے اس رشک سے آئینے کو توڑون | یہ بہی ہوا ہو کہین حیران کسی کا
کیا روئی ہے تو نے تری بے اثری کو | گیسو بہی نہ دم بہر ہو پریشان کسی کا
یون گہر مین مرے اجنبی ہے عیش کا مذکور | جیسے کوئی ناخواندہ مہمان کسی کا
نالی تو نیان اسے بجز بیخبری دہر مین | پر کیا ہے نہین پاتے ادہر کان کسی کا

اب ہم جو کئی دسی نہین چھیڑتے اونکو
کہتے ہین ولی ہوگیا شیطان کسی کا

روکا جو کہین آج تو یون فیصلہ ہوگا
یا ہم نہین اب یا نہین دربان کسی کا

مین بوسی کو ترسون وہ کرے قبضہ لبون پر
اے نطق چبالون جو ملی بان کسی کا

یا الٰہی یہ دل ہے گھر کس کا
چاک سینہ ہے چاک در کس کا

ایسا نالہ ہے شعلہ ور کس کا
کہ عدو پھونک دے نہین گھر کس کا

دل ہزارون مین لی ہین پڑے
اے خدا ہے یہ رہگذر کس کا

مجھ سے کیون اس قدر رگریز خصور
یہ تو کہئے کہ دل ہے گھر کس کا

کچھ پیر وہی بس مین کرتے نہین
ورنہ ہوتا ہے یہ بشر کس کا

دل مضطر بہر خدا کے لیئے
دیکھ ہوتا ہے پردہ در کس کا

اوسنی کیونکر یہ آبرو پائے
اشک مقبول ہے گھر کس کا

کان تک بھی اوسکے پہنچے گا
نارسا نالہ ہے اثر کس کا

نالہ نغمی کا دے رہا ہے مزہ
اس کھڑی کان ہی ادہر کس کا

کیون چھپاتے ہو آؤ کھل کھیلین
پاک الفت ہی جیب و در کس کا

نہین ہے بہ نخل الفت مین
پھول کیسا اجی ثمر کس کا

دل ہی چھلنی یہ خون گرفتہ ہو
ہدف ناوک نظر کس کا

اس گلی سے جو پانوا وٹھتے نہین
نطق دیکھو تو ہے یہ گھر کس کا

لکھتا ہے قصہ یار کو حال تباہ کا
خامہ ہو تیر نالہ کا دودہ ہو آہ کا

عالم نظر پڑے گا بگولے کی کاہ کا
چل اوفلک حریف نہو میری آہ کا

سینے سے عرش تک ہو وہی ایک سی کشش
کھینچا تو کوئی دیکھے مرے مدآہ کا

مین شاہ ملک عشق ہون یکھو مرا تزک
لشکر غم والم کا ہے ڈنکا ہے آہ کا

اوس سیم تن نے دولت دیدار سے مرا
دامن ہوا ہے دامن دولت نگاہ کا

بچتا نہین ہے لاکھ اوڑے طائر اثر
پھیلا ہوا ہے جال مرے دود آہ کا

لو ہم تو خو کو روتے تھے نکلی سمجھ بھی خوب
وہ ظلم اوسپر اور تقاضا نباہ کا

ٹکڑے مژہ پر آنکھو نمین کچھ خون دیکھ لو
پوچھو نہ حال ہم دل غمران پناہ کا

اے دل تجھے ہو مژدہ محرومی ابد
وہ عہد کر رہے ہین عدو سے نباہ کا

بس ایک تیر رہ گئے دونون دل و جگر
مارا وہ تیر یار نے ترچھی نگاہ کا

پژمردگی و زردی و کاہیدگی سے مین
گویا نکلا ہوا سبزہ ہون راہ کا

پھیرون تو مثل قبلہ نما پھر اودھر پھرے
وہ روے پاک قبلہ ہے مرغ نگاہ کا

زاہد مین نہ حسن پرستی سے منع کر
حسن عمل ہے نام یہان اس گناہ کا

کیا قحط ہے اثر کا ترے روزگار مین
چھٹتی ہے پہلجھڑی سی یہ نقشہ ہی آہ کا

تصویر ضعف ہون مجھے جنبش محال ہے
اے درد کیا کرون یہ عصا لیکے آہ کا

تشبیہ آج دی گئی [illegible] سے
لو رنگ جم گیا مرے بخت سیاہ کا

سب سے بڑی ہوئی ہے لگاؤ مین تیری آنکھ
افسر کرا سکو ناز و ادا کی سپاہ کا

اوس نقش پا کا منطق یہ نقشہ صفا سی ہے
خاکہ اوڑا رہا ہے رخ مہر و ماہ کا

زاہد نہین یہ وجہہ تو ہمنے نہین تا کا
جلوہ سخ اصنام مین ہی نور خدا کا

بیمار محبت نہیں طالب ہے شفا کا
چڑھتا ہوں مرے آگے نہ لو نام دوا کا

منون پئے مرگ مین کیون ہونگا قضا کا
خنجر ہے ابھی تیز ترے ناز و ادا کا

کیا عیر سے وعدہ تھا جسے یاد دلائی
عقدہ نکلا لچھ گرہ بند قبا کا

ہر دل مین ہی نقش صنم نقش بھائی
چھاپہ جو اوڑائے ترے نقش کف پا کا

یہ عشق ہے وہ جن جو نہ چلنے دے عمل کو
الفت وہ مرض ہے جو اثر کھودی دوا کا

کیا تاب گزر عیش کا ہو کشور دل مین
فوج غم و اندوہ ہے روکے ہوئی نا کا

کیا بخت ہے چھوٹے ہی لوتھی مئی گلرنگ
تھا زخم کا انگور جس انگور کو تا کا

آئینہ ہے شرمندہ تمہاری کف پا کو
صورت نظر آتی ہے یہ نقشہ ہے صفا کا

وہ گھر ہے ہمارا کہ سرشام فلک سے
پرتو نکی طرح روز اوتارا ہے بلا کا

نقشہ ہے یہ گل کا تری تصویر کے آگے
بیروپ ہو بیرنگ کا جیسے کوئی خدا کا

جی چھوٹ گیا نازبتان دیکھ کے یہ بھی
ابجد صلہ بندی کو نہین عشق خدا کا

جو ہو خلل انداز یہان آنے نہ پائے
خلوت مین نہو دخل تکلف کا حیا کا

کیا آمد و شد یہ ہے کہ آیا بھی گیا بھی
تھا موسم گل یا کوئی جھونکا تھا صبا کا

تکلیف مین ہون ہوش ہے ساقی سے قرابت
ساغر کوئی للہ مئی ہوش ربا کا

بیرنگ بھری سا گئی حسن عنصب ہی
تصویر ہے اوس حور کی تصویر کھا کا

ہان سچ ہے حسینونکی نہین اونہ فریاد
بند ہنی نہ سنا تا تہ کبھی وزد حنا کا

ای ذوق میے گا نہ کبھی دل سی ہیون کے
پتھر کی لکیر ہین ہین مرا نقش وفا کا

جو دل عزیز جان سی تھا وہ بھی چھٹ گیا
اندھیر ہے مین کو چہ گیسو مین لٹ گیا

یہ ناتوان ہم تری فرقت مین ہوگئی
دامن جب اضطراب کا پکڑا تو چھٹ گیا

ضبط فغان نے کام کیا رات کو تمام
ایسا دہوان گھٹا کہ مرا دم ہی گھٹ گیا

لینے لگا لپٹ کے جو بوسی شب وصال
کہنے لگے مین آکے ترے گھر مین لٹ گیا

دونون نے دی ہی اب سی دوراہی پر دہی
زاہد سے کعبہ پر برہمن سے چھٹ گیا

پھر پھر کے گرد سر کے کیا جانکو نثار
صدقے مین آج آپ کے یہ سر بھی چھٹ گیا

مرتا ہون مین تو ہمت مردان عشق پر
کیا تیشہ لیکے کوہ سے فرہاد جھٹ گیا

پیری کی آتے طاقت و تاب و توان گئی
سب قافلہ شباب کا دم بھر مین لٹ گیا

نازک تھی وہ بغل مین ہی مصحل ہوئے
نکہت کا دم کنار مین غنچے کے گھٹ گیا

اوس جان جان کے جاتی ہی بس دم نکل گیا
تنفس بنا ہی چھٹ گئی تن دامن چھٹ گیا

کرتی ہی قافیہ کی ہی تنگ قافیہ
ای نظم اس غزل مین مرا جی ہی چھٹ گیا

۲۹

غم دوری سے برحال ہی ہر شب اپنا
آہ شعار روح ہی کو ہمین قالب اپنا

چھلا طوف ہی گرد حرم یار مہرین
رات مین پہاندی کو دیکھہ لو لین ہم اپنا

عشق بھی ہی خفقان بھی نہین چارہ کچھ
سخت مشکل ہی کہ سودا ہے مرکب اپنا

دل لگی سے تو رقیبونکی فراغت پائی
درد دکھہ کہتے تو کچھ ہم بھی کہین اب اپنا

ہوش رہتا نہین کیا وصل مین تقریر کرین
بھول جاتی ہین تجھی دیکھہ کے مطلب اپنا

وہ ہوا ہی تو مری گرد بھی ایک آندھی ہے
اوڑکی جائیگا کہان چھیڑے مرکب اپنا

گردش آنکھونکی غضب جنبش ابرو آفت
سحر اپنا وہ دکھائی ہی یہ کرتب اپنا

ہی فلک سیر سی کیا سیر فلک کی حاصل
نشے مین اوڑتے ہین پیروا ہی مرکب اپنا

جھوٹی عدو سے تسلی نہیں ہوتی لکو
اس عبارت سے نکلتا نہیں مطلب اپنا

بات اوس چھوٹے سے منہ کی ہے بھی ای غنچے
ہوگا وہ عیسے مخجل بند ہی کہ لب اپنا

جلوۂ یار سے روشن ہیں ہماری آنکھیں
شفق وہ ذرہ ہیں ہم مہر ہے کوکب اپنا

وہ ترک تیغ کھینچے کے جب روبرو ہوا
جلاد چرخ ستم کے آرزم جو ہوا

اے دوست میں ستم کش لطف عدو ہوا
پہنچا یہ حال پر کہ سر رحم تو ہوا

آئینہ سادگی سے عبث روبرو ہوا
توڑیں گے وہ جو عکس کہیں دو بدو ہوا

کس در پر شباب میں ہے گرمئی جمال
زاہد کا تجھکو دیکھکے ٹھنڈا وضو ہوا

جلاد کا جو ہاتھ پڑا درمیان میں
فیصل وہ اپنا قصۂ تیغ و گلو ہوا

گلچین فرد سینۂ پر داغ ہم ہی ہیں
ای شوخ تو اگر چمن رنگ و بو ہوا

جوش شباب کا یہ وہی ایک نشہ ہے
جو اونکو تازہ اور مجھے آرزو ہوا

سرگرمئی تلاش سے ہر نقش پا مرا
پس ماندونکو چراغ رہ جستجو ہوا

وہ کون چیر پھاڑ تھی جو صلح میں تھی
بگڑی گا کیا بگاڑ جو ای جنگ جو ہوا

بڑھ بڑھ کے کہانی پر سر شوخ خون چکان
تیغ جفا سے نطق بھی کیا سرخرو ہوا

اثر سے جذب کے وہ شوخ دیدہ آیا تھا
بزور رات کشیدہ آیا تھا

مری فغاں کی ہوا سے چمن ہوئی گلزار
بہ رنگ گل نہ گریباں دریدہ آیا تھا

فشار قبر سے زیر زمین نہ چین ملا
فلک کے ظلم سے آفت رسیدہ آیا تھا

منائی آپ جو آئے ہیں خیر چلتا ہوں
وگرنہ ہو کے نہایت کشیدہ آیا تھا

تمہارا شیفتہ خال ابھی ادھر بیتاب
مثال مردم کژدم گزیدہ آیا تھا

سرور تمہا دل و جان کو منور آنکھیں تھین
وہ راحت دل و جان نور دیدہ آیا تھا

دریغ برق تجلی یہ صرفہ جلوے کا
چلا مین وہ یسا ہی جیسا ندیدہ آیا تھا

سحر سے ہے یہ خلش رشک کو کہ آئینہ
تمہارے سامنے کیون آبدیدہ آیا تھا

کیا نہ زلف نے سنبل کو سرنگون آخر
مقابلی کو وہ گیسو بریدہ آیا تھا

وہی تو نطق نہ تہا رات جو کہ محفل مین
تمہاری شان مین پڑہتا قصیدہ آیا تھا

وصلت کی شب بہی خون تمنا ہی دل ہوا
ٹالا جو شرم کو ادب اگر مخل ہوا

آنکھونکی پتلی پتلی سویدائے دل ہوا
اونکا سا خال خال حسینونکا تل ہوا

اے شوق بی ادب تو وہان چل میری سات
سو بار تیرے فعل سے مین منفعل ہوا

دل بہی ملی تو سایہ کے سونپین ہے مزا
کیا لطف اگر بدن سے بدن متصل ہوا

کیا آرمی خیال رخ رشک شمع تہی
شعلہ بہڑک کے داغ جگر مشتعل ہوا

اے اضطراب دل تجہے غارت کرے خدا
آہی تو لا یا یار کو آہی مخل ہوا

بستر سے یون وہ صبح اوٹہا جیسے سیر پہول
گرمی شوق وصل سے یہ منخجل ہوا

پہر پسیج اوٹہے مرے دود فغان سے رات
لیکن ایک نرم ادسی بت کا دل ہوا

قہر خدائی جوش جو مارا ازل کے دن
دوزخ مین آگ پہلوی عاشق مین دل ہوا

بس بس گیا مین بار غم ہجر یار سے
وہ ناتوان ہون داغ ہی جہاتی کو سہار ہا

یہ حسن وصف ہی جو لکہا وصف حسن نطق
رخسار حور صفحہ تو ہر نقطہ تل ہوا

وحشت مین مجھہ سے اب کوئی کم ہی بڑا ہوا
آج آہو دنسے میرا قدم ہے بڑھا ہوا

گانے مین آپ کی نہین لے سکتے اس قدر
جتنا ہمارا نالے مین دم ہے بڑھا ہوا

کچھہ بھی نہین ہے مجھہ سے بلا نوش کے حضور
گو اور بادہ خوار و مین جم ہی بڑھا ہوا

وہ ہے ہنر فشان یہ فقط ہے ثمر فشان
کچھہ شاخ سے بھی دست کرم ہے بڑھا ہوا

مور و نیان کہان ہین یہ شمشاد و سیر مین
بوٹا سا اونسے قد صنم ہے بڑھا ہوا

اے شیخ جی کسی غم دین کا فراغ ہے
ہمکو تو ان بتون ہی کا غم ہے بڑھا ہوا

بلبل ہی کہندو مجھہ سے نہ بحث فغان کرے
نالی مین میرا صور سے دم ہی بڑھا ہوا

جتنے ہین نطق عرصہ معنی کی شہسوار
اونسے مرا کمیت قلم ہے بڑھا ہوا

کچھہ مشورہ اغیار سے پہر نام ہمارا
دل ڈوبکے نہ کیون لے بت خود کام ہمارا

نی جاے وہان کیا کوئی پیغام ہمارا
کٹتی ہی زبان اوسکی جو لیتا نام ہمارا

جنبش ہے نزاکت سے نہین اونکے لبونکو
بس خاتمہ ہے حسرت و دشنام ہمارا

کچھہ شرم بھی ہے اے دل بیتاب کہان ہے
قاصد کے زبان اوپر یہ پیغام ہمارا

بیداد و ستمگار قیسونسے تقاضا
فرماتی ہے کہ یہ ہے کام ہمارا

اللہ سے ڈر ایسے بھی کیا ہا تہ مین ناز کی
اے بت دل بیتاب ذرا تھام ہمارا

آئے تھے تلاش گم گشتہ کو بس ہم
اور آپکے کوچے مین ہے کیا کام ہمارا

آرام کجا عیش کجا تو سی نہ جب ہو
تو عیش ہمارا ہے تو آرام ہمارا

دیدار طلب ہو کے پہر احسان بلا لے
چل جاے تصور سے اگر کام ہمارا

بدنام ہین ہم تو مین سر فہرست یہ ڈر ہے
جب صور تو پھونکے نہ لگے نام ہمارا

ہمسے یہ اونہین ضد ہی کہ محفل سے نکالین
شامت زدہ کوئی ہو جو ہمنام ہمارا

جب تک ہے رہ و رسم ہمین نطق تو نسے
تھوتے ہے نہ کچھ ٹھیک نے اسلام ہمارا

نہ آبرو کہین اے سوزن رفو دینا
پہٹے ہین زخم جگر کے نہ پانون تو دینا

گلو تمہین ہی اپنی شگفتگی کی قسم
پے تسلیے عاشق اوسکی بو دینا

مین اپنی زیست سے ہون سیر اقتضا یہ ہی
بلای جان کوئی معشوق تند خو دینا

تو لیگئی ہے مرے کس قدر سلام و پیام
ذرا نسیم تو ہی داد آرزو دینا

رقیب سے تو رہین ہمکناریان نزدات
ہزار رحم کا باعث ہو میرا جھو دینا

شراب کیسے پیین ہای کسکی ساتھ پیین
ہماری رونے کی اے ابر داد تو دینا

حریف تو تنکرین طعنہ تہی جامی
اگر شراب نے ساقی ہو تو لہو دینا

ہزار ظلم ہین منظور لاکہہ جور قبول
پر ایک صدمہ رشک عدو نہ تو دینا

ستم ہے ایک تو دینا ہی غیر کو بوسہ
پھر اوسپر اور غضب میرے روبرو دینا

وہ گل ہین نطق صبا جنکو ملتی دلتی ہے
رو ابھی رکھی نزاکت نہ اونکی چھو دینا

اس چمن مین میری دل کی کب نکلتی ہی ہوا
پھولتی پھلتے ہین بس وہ جنکو پھلتی ہے ہوا

تیرے رخ کے روبرو ای گل یہ جلتی ہی ہوا
باغ مین پھولونکو دہر دہر کر مسلتی ہے ہوا

بلبلا ایسی صفائی عارض گل مین کہان
چشم بد دور اوسکی گالونپر پھسلتی ہی ہوا

ایک شب آرام کرا کر ہمارے بام پہ
آہو سے تا صبح ٹہنڈی ٹہنڈی چلتی ہی ہوا

کس قد نازک ہین گل اندام انکے کہ ہر جو کے ساتھ
سرخ ہو جاہین گویا غازہ ملتی ہی ہوا

تیری بوی پیرہن ای یار پا جاتی ہے جب
نکہت گل سے چمن مین چوٹ چلتی ہے ہوا

صدمۂ قرب عدو کیا کہیے جب ہے حال یہ
رشک آتا ہے جو تجھ سے ملکے چلتی ہے ہوا

اوسکی کوچے سے اگر گلزار جانی کو کہو
ہر جگہ مٹی پلٹتی ہے مچلتی ہے ہوا

نطق کیا اوسکا خرام ناز اپنی گھر مین ہے
اس لطافت سے کہان گلشن مین چلتی ہے ہوا

صحرا مین رہونگا نہ گلستان مین رہونگا
دیوانہ ہونگا مین کوئی انسان مین رہونگا

ہون درد جسم مری عشاق مین جا ہے
کیا عیش ہون جو زخم حسینان مین رہونگا

کچھ قدر نہ کم ہوگی مین انسو کا ہون قطرہ
انکھون سے جو گر جاونگا دامان مین رہونگا

ذلت سے ملی خلد تو دوزخ اوسی سمجھون
گر پٹکے نہ مین کوچۂ جانان رہونگا

روکوگے اگر مجھکو سلاسل سے عزیزو
سرگشتہ تصور سے بیابان مین رہونگا

نازک ہے مزاج اتنا تو چھیڑیگی صبا ہی
نکہت کی روش مین نہ گلستان مین رہونگا

اے حور مرے پاس وہان تو جو نہوگا
دوزخ ہی اگر روضۂ رضوان مین ہونگا

جاتا ہون گلستان تجھے اے چمن آرا
مین خار تو ہو کر نہ گلستان مین رہونگا

پھولونمین نہین رنگ و فا بوی محبت
کیارہ کی کرون گا نہ گلستان مین رہونگا

نکلونگا مین زنجیر سے آواز کے مانند
اب فصل بہار آئی نہ زندان مین رہونگا

لے اوڑ مجھے اے جوش جنون سوے بیابان
انسان ہون نہ سنسان بیابان مین رہونگا

عیسے جو چلے چرخ کو اعجاز یہ بولا
تم جاؤ یہان مین لب خوبان مین رہونگا

جب اختر اقبال مرا اوج پر آیا
اپنی جو محبت نہ بنا کینہ بنون گا

جس سمت سے بنے گا دل جانان مین رہونگا

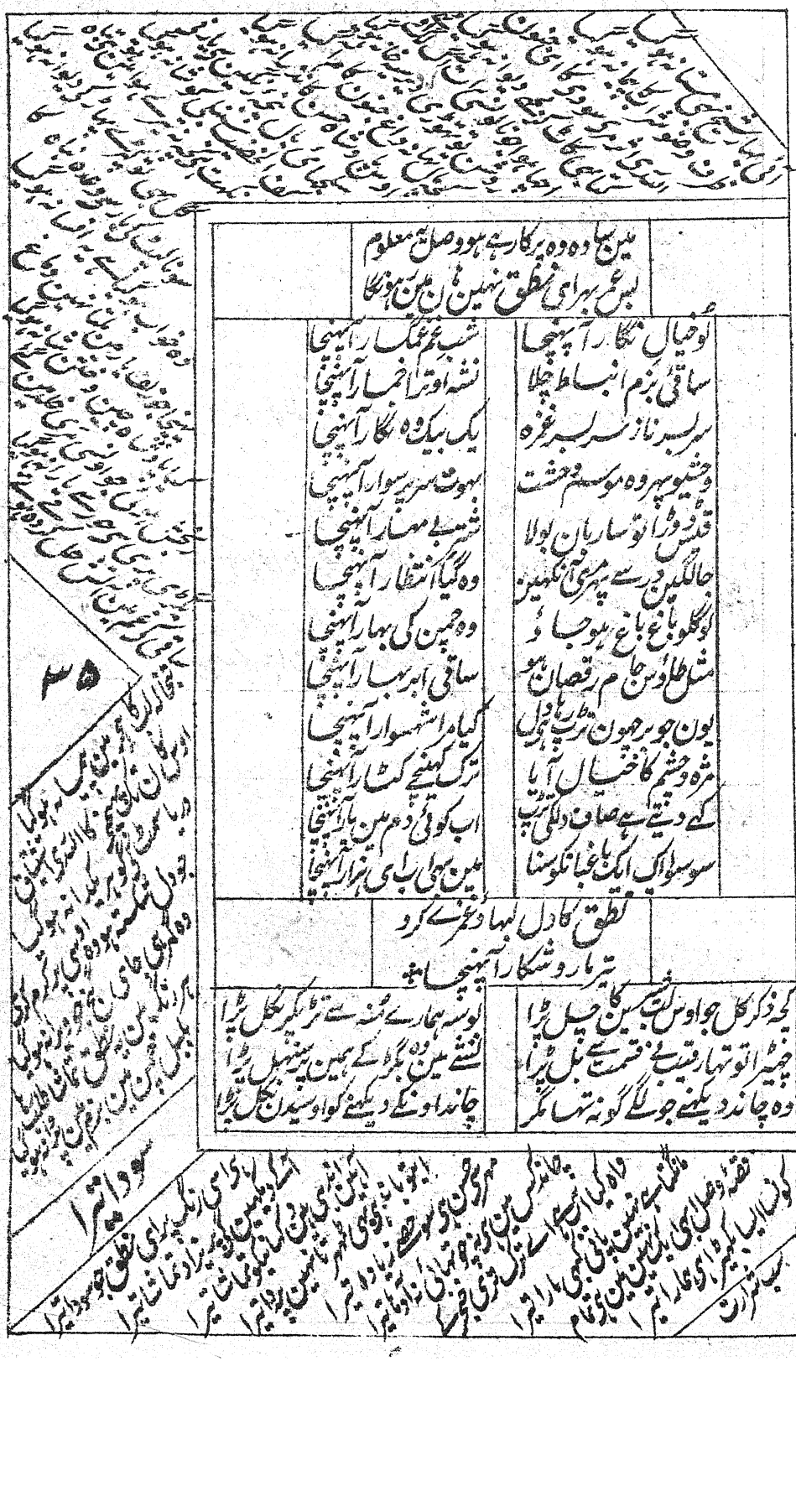

ہوس

مشتمل بر خط دلبر ہوس کیش

ایدل وہان رقیب یوہین آنکھ جائینگے
کمبخت تو بھی چل یہان گھر مین چل پڑا

یارونسے دوش پر نہ سنبھالی سنبھل سکا
پہنچا جو کوئی یار زمین مردہ محل پڑا

باہم ہماری اونکی نظر پیار سے لڑی
دورِ شیشۂ وفا و محبت مین بل پڑا

تصویر سے جہان کوئی صورت نظر پڑی
مانند طفل بس دل ناداں مچل پڑا

عیش ستان کو لگتا ہے ورنہ مراد دو
اے یار دیر ہوون یہان سر کے بل پڑا

بہٹ بیٹ پڑین بہال ممناکی ڈالیان
ایسا یکایک انکی پھپھو ونسی پھل پڑا

بے او سکے آئے انجمن آرائیان کہان
جلنے کی آرزو مین جلے بس کنول پڑا

قاتل کے پانون پر جو گرا مین جھکا کے سر
خنجر کو آفرین کہ برابر اوگل پڑا

دل کا ہجوم یاس مین کیا پوچھتے ہو رنگ
یہ سمجھو کشت زار مین تیری کا دل پڑا

بتیا بیونمین رات پہر آگے رہا نہ ہوش
اتنی خبر ہے منہ سے کلیجہ نکل پڑا

دلکا قلق تو کم ہوا نالوسی رات نطق
پر یہ قلق ہے نیند مین اونکی خلل پڑا

وہ گل شباب مین چمن آرزو ہی اب
ای عندلیب دیکھہ عجب رنگ بو ہی اب

صاحب کی بی نیازی و غفلت تو دیکھنا
کوئی نہ آرزو ہو یہی آرزو ہے اب

بے تیرے باغ مین ہون نشانہ نسیم کا
ناوک مرے دماغ کو پھولونکی بو ہی اب

فرقت مین جانتا ہون بخن بھی حرام ہی
پہلی مئے طہور تہی مئے لہو ہی اب

تہی خواری جنون ہے جو پہلی گھر کے موا
پانی کا قطرہ ہاتھی ہی آبرو ہے اب

گیسو امنڈ دنکو ہے سنبل مراد
رخ اہل آرزو کو گل آرزو ہی اب

چلئے گا وہ مزہ کہ بہت دن رہیگا یاد
بدمست دل حریف مئی آرزو ہے اب

ہر غمزے کی کمر مین ہے خنجر لگا ہوا
اتنا کبھی نہ تھا جو ستم مین غلو ہے اب

اوسکو بھی گن لیا ہی رقیبو نمین تنک نے
آئینہ ہر گھڑی جو ترے روبرو ہی اب

کھوئے گئی ہین آپ تمہاری تلاش مین
بس جاؤ بیٹھو اپنے ہمین جستجو ہے اب

پہلی ہی تند تھی مگر اتنی نہ آگ تھی
بجلی نہی ہو شعلے سے یہ کون خو ہی اب

یہ نطق ناتوان ہی کہ تار نگاہ ہے
کچھ کہیے تو واہمی سے مرے روبرو ہے اب

کب ایسی ویسے سانپ ہین لفظ دوتا کی سانپ
ڈستے ہی ڈس کے مار رکھتے ہین یہ ہین بلا کی سانپ

آیا زوال حسن کو گیسو قلم ہوئے
چلتے ہوئے حضور خزانہ لوٹا کی سانپ

کشتہ عدو جو اوسکی گلی مین ہوئی تو کیا
مارے سے کچھ شہید نہون کم بلا کی سانپ

موئی جو مدعی تھی سر اونکا کچل دیا
مارے گئے حضور کے دولت سرا کی سانپ

زلفون نے اوڑکے جھوٹھہ کو سچ کر دکھایا
تھے کہانیون مین سنے تھی ہوا کے سانپ

بیتی ہین انگلیان تری کیا دلمین جسکیان
ڈستے ہین کیسے مجھہ رنگ حنا کی سانپ

لاکھون ہی دل نگل گئی گیسو حضور کے
اسنے خدا بچای کہ یہ ہین بلا کے سانپ

الفت ہی جسمین ہو تو موئی کو ئی نہین
بچھو نہ خال کے ہین نہ زلف دوتا کی سانپ

سر مین انہین کی سیاہہ ہی گنج رح
کیونکر نہ مال دار ہون لفظ دوتا کی سانپ

بس دور ہی سے دیکھکے زلفونکو دور بھاگ
دنیا مین انکو جان ہی اب خدا کی سانپ

مشاطہ چھیڑتی ہے نہین کاٹتی اوسے
کیلے ہوے ہین کیا تری لفظ دتا کی سانپ

پیر داغ دل کا زلفونمین چلتا نہین پتا
طاؤس کو نگل گئے یہ ہین بلا کے سانپ

مشتر پڑے ہین شانے نے جب سے زبان لی
قابو مین لے تری زلف دوتا کی سانپ

اے گنج حسن و عید کی دولت نہ چھوڑیئے
مشتاق تو ہے لاکھ سے قابو مین آئیے
مر کر بھی قبر مین مجھے لہرن ہی آئیے گی

گیسو و رخ مین لاکھ ہمین بن بنا کی سانپ
مارے ہین من کے سے یہ لعل و جواہر کے سانپ
یاد آئیگی وہ زلف و سین کے جبا کی سانپ

زلفون کے پیچ سے نہین بچتے ہو لطف کیون
کیا کھیلتے ہین آپ سر قضائے سانپ

ترے بغیر ہوئی سخت بیقراری رات
یہ لال لال ہین آنکھین گواہ بیداری
یہ انتظار رہا تیرا مثل تارون کے
سبز شکن ستارے زمین پر ٹپکے
بایں خیال کہ وہ ہونگے خواب حیرت مین
جو نام آپکا لے لے کے شب چلائے
سیاہی شب فرقت کی وجہ ظاہر ہے
نیاز و ناز مین تھا معرکہ شب وصلت
ترے فراق مین آکر بنے مرے ہمدم
پوچھو اہل جہان حال تیرہ بختون کا
قمر کو دیکھ کے ہالے مین رات بھر ماہ
کف دہیکتی تھے بام عرش پر کیا گیا

دل و جگر ہی کو تنہا کی کٹی ہے ساری رات
کہ جاگ جاگ کے کالی ہے ہمنے ساری رات
کٹی ہے آنکھو مین اے ماہ اپنی ساری رات
ہماری حال پہ افلاک رو دیے سارے رات
کہانتکی آہ زنی ہمنے سانس ساری رات
بہت حضور کی کی ہمنے پردہ داری رات
ہمارے غم مین سیہ پوش ہے ہماری رات
ادھر ہنسی تھی ادھر جوش اشکباری رات
فغان نالہ و فریاد و آہ و زاری رات
ہمارے دل سے ہے روشن کہین تمنا رہی رات
ہمین ہی گھیرے رہا شوق ہمکناری رات
سحر کے بام ترا موج بیقراری رات

جگر کو تھام کے بت سنکے لطف رہ جائے
وہ آکے دیکھتے حالت اگر ہماری رات

وہان رقیبوں میں تھا شغل بادہ خوارانہ رات
لہو کے گھونٹ یہاں پیتے تھے گھٹا ری رات

وہان رقیبوں میں ہوتی تھی گرمی بوسہ و کنار
یہاں تھی یاس کے عالم میں دم شماری رات

وہان ہنسی تھی رقیبوں کے پانچ گانا تھا
یہاں تھی نالہ و فریاد و آہ و زاری رات

وہان وہ غیر کے پہلو میں محو شوخی تھے
یہاں تھی بیکلی دل کو بیقراری رات

وہان رقیب سے لپٹ لپٹ کر وہ
یہاں تھی بیکلی و بیکسی ہماری رات

وہان تنہا کو تھی شب کاتنکوہ دشمن سے
یہاں تھی صورت بیمار مجھکو بھاری رات

وہان رقیب کے محفل میں بیحجاب تھے وہ
یہاں تھی اونکی محبت کی پردہ داری رات

وہان تھی دشمن یاس عدو امید افزا
یہاں تھی یاس عدو بیامید واری رات

وہان فروغ پر اختر تھا بخت دشمن کا
یہاں تھی تیرہ روزگاری رات

وہان جیہی تھی دل غیر میں وہ نوک پلک
یہاں تھی سینے میں ڈوبی چھری کٹاری رات

وہان تھا مرہم داغ بعد وصال اونکا
یہاں تھی تیغ فراق اور زخم کاری رات

یہاں تھا تار رگ جان کو رشتہ جانکن غم
وہاں وہ چھیڑتے تھے غیر و میں تھا ری رات

یہاں رہی مجھی تا صبح نزع کی انجمن
وہاں وہ زلف سیہ غیر نے سنواری رات

وہان وصال عدو سے شب رات تھی تفق
یہاں تھی دسمبر محرم کی شب بھاری رات

سوئے تھے وہ آکے میرے گھر رات
تھی شام سے رونق سحر رات

کرتا تھا خلش جو ضبط یہ رات
ہر نالہ تھا دلکو نیشتر رات

دن بہر تمہیں اب نجانے دونگا
رولوایا ہے مجھکو رات بھر رات

پیشانی و صبح پر یہ تل ہے
یا وصل کے میرے مختصر رات

کیا حال شب وصال کہیئے
کچھ تہی ہی نہ قصہ مختصر رات

گیسو ہے قریب عارض روز
یا ہجر کی ہے دراز تر رات

وہ چہرہ نہین ہے گیسوون مین
دن بیچ مین ہے ادہر ادہر رات

رونے ہی سے کم ہو گرمیٔ ہجر
ٹھنڈی ہی ہو بلا سے بھیگ کر رات

قسمت کو ملا تھا حیلۂ خواب
تھا جھوٹھہ بیچ اونکو درد سر رات

رخسار و نمین ہے فروغ خورشید
ہوتی ہی نہین ہے اونکے گھر رات

کیون تارون کی چاند پر ہی چمک
کیا بیٹھے تھے آپ بام پر رات

آنا ہے نہ آئے سے زیادہ
ہے صدمۂ انتظار ہر رات

دیکھو نہ سحر وصال مین نطق
اللہ کرے ہو رات بھر رات

تو آسمان بلا نہ تو ساتون زمین الٹ
اے اضطراب پردۂ پردہ نشین الٹ

بعد فنا نہ مجھکو کوئی دفن کیجیو
دل بیقرار ہے نہ کہین دے زمین الٹ

جیسے الٹ رہی ہے تو برگ گل ای نسیم
اوس نو بہار ناز کا برقع یون ہین الٹ

مرتا ہون شوق قتل مین تلوار کھینچ اوٹھہ
دامن کمر مین باندہ ذرا آستین الٹ

آئینے مین نہ دیکھہ صنم حشم سحر ساز
ڈرتا ہون مین نہ جائے جادو کہین الٹ

گلگشت باغ مین نہ یکایک الٹ نقاب
اے گل دم نسیم کا جائی کہین الٹ

کیا مجھکو اس سے ذوق کچھ اوسکی نہین نقاب
چل او صبا نہ برگ گل یاسمین الٹ

پیش و کہی ہین جو عشاق کی صفین
پردہ الٹ کے تو اوہین پردہ نشین الٹ

باندہے ہین اضطراب کے مضمون یک قلم
ڈر ہے زمین شعر بجائی کہین الٹ

۴۰

لہرا رہی نطق بلا مار زلف یار
ڈر ہی مجھی کاٹ کے جائی کہیں دولٹ

دم آرہے تو دلاسا ہے عبث
جھوٹھ ہے جب ہی تو وعدا ہے عبث

میرے پاس آئے کہ ہوں آزار دوست
پھول کی پہلو میں کانٹا ہی عبث

جاگ غافل کچھ تماشا دیکھ لے
اے مرے طالع تو سوتا ہے عبث

یوہیں کہدو سو ہیں ناکام ہم
درد سر کا تمکو حیلا ہے عبث

دل میں جب بیٹھی تو کیا آنکھوں سے شرم
لے اوٹھا بھی دوپہ پردا ہے عبث

لے اوٹھے جاتے ہیں تیری بزم سے
تو رقیبوں کو بٹھاتا ہے عبث

کچھ اثر ہی جب نہیں ہوتا وہاں
آہ ہے بے سود نالا ہے عبث

جنکہ عشق اوس بحر خوبی سے نہیں
پھر خروش و جوش دریا ہی عبث

خود سمجھتا ہوں مگر مجبور ہوں
جانتا ہوں اوس سے شکوا ہی عبث

ایک تو ہو تجھ سے مطلب ہے ہمیں
ہو نہو یہ ساری دنیا ہے عبث

بوسہ لب پر ہے جب اونکو کلام
تیرا ابدل اور ارادا ہے عبث

نطق لے آیا نہ وہ بت گور پر
ہم نہ کہتے تھے کہ مرنا ہے عبث

تقریب کچھ تو فلک کی برائے رنج
وقت نشاط بھولے ہوئے یاد آئے رنج

دل سے خیال عیش دے پانوں جما دیا
جسدم ہجوم کرکے یکایک سمائے رنج

آدم کا تن ازل میں جو عریاں نظر پڑا
تقدیر نے اوٹھا کے اوڑھا دیئے رنج

اوترا ہی پیش چرخ کے ای بخت بیگزر
پاس آتے آتے میرے کہیں ہو نہ جائے رنج

واقف نہ ہوں حشر و عذاب سے مجھ سے تھے — ہم خوش تھی نزع میں کہ ہوئی تو بھی رنج
اس غم کدی میں بس سے ہنسی زخم کی مرے — خندہ ہی نالہ لب حزیں نوای رنج
مرتی رہی ہیں حسرتیں مٹتی ہی ہیں امید — آئی دیا ردل میں ہمیشہ وہای رنج
ہو ہو گئے خصور کے تا ہو نسی دلفریب — بن بن گئی نشاط یہ بن بن آئی رنج
دیوان کا ہر ورق کف افسوس مل گیا — غزلو نمیں حال یاس ہے یا ماجرای رنج

گل ہو چراغ جان کہیں نطق خوف ہے
چوبای چل رہی ہی جہانمیں ہوای رنج

میرے پہلو سے خدا کی لئی تو تیر نہ کھینچ — دل جدا آپ سیگا دیکھای بت بی پیر نہ کھینچ
اثر غم سے وہ خاکہ ہی ہیگا نقاش — رنگ تو پھر لیگی گا مری تصویر نہ کھینچ
خونبہا بوسۂ بازو مجھے دینا ہوگا — یہ اگر ہو نسکے مجھسے تو شمشیر نہ کھینچ
ہو سکا ہر تار ہماری رگ جان ہی ظالم — دیکھہ مشانی تو وہ گیسوی گرہ گیر نہ کھینچ
ہے علاج خفقان جلوۂ دلدار ضبیح — چارہ گر میرے لئے تو عرق شیر نہ کھینچ
نقش شیرین تو نزاکت سی ہی دلپر مری رنگ — کوہکن سنگ پر ایسے کے تو تصویر نہ کھینچ
جان لی اسکو بھی منجملہ نعمات وہان — کھینچکر نالہ کبھی حسرت تاثیر نہ کھینچ
ناز کے صدقے نزاکت کی نثار ای قاتل — بس مرا کام ہوا رہنے دی شمشیر نہ کھینچ
مستی شوق میں ہو دست فشار قبض کمان — انتظار مئی گلرنگ و مژا میر نہ کھینچ

نطق تاثیر کمان دم کہیں بیٹھ جائی
ضعف از حد ہی تو اب آہ گلوگیر نہ کھینچ

ذلیل میں نہیں لطف ندو عدو کی طرح — عزیز ہون مجھی سمجھو تم آبرو کی طرح

خوش آتی ہی لب پر زبان سی ہمکو تو کیطرح
پکارتا ہی سگ کوی ماہرو کی طرح

تری قسم مجھی دی پکی مبھیجے مئے ناب
پلا رہے ہین گلا گھونٹ کر لہو کی طرح

دہرا ہی روبرو آئینہ قد کو دیکھتے ہو
اوڑائے تم نے یہ سر و کنار جوی کی طرح

انہین سے آبرو ئے عشق ہی سدا ہی ناصح
عزیز ہین ہمین آنسو ہی آبرو کی طرح

جہان پڑی ہین وہین یاد گل مین وہ ہمیں
چمن ہین ہین تو خزان مین یہ آبجو کیطرح

خموش کہول کی منہ غنچہ رہگیا ناچار
کچھ اوس سی بن نہ پڑی تیری گفتگو کیطرح

وہ رند ہون کہ بغل مین ہی جنکی دل شیشہ
رگون مین دوڑتی پھرتی ہی مے لہو کی طرح

وہ رند ہون ہوے شیشے مین جب ہوا ہی حمن
تو لی چلے مجھے مغ دوش پر سبو کی طرح

ذری سی بات مین ہوتا ہی کچھ سی کچھ کافر
ہمارا دل بھی ہی نازک کسیکی خو کی طرح

مثال تیغ تو لگ جا گلے سے اوقاتل
کبھی تو جوش مین آجا مرے لہو کی طرح

جوابی گوشۂ غربت کو چھوڑ دیگا مطیع
پڑا پھرتا وہ آوارہ گل کی بو کیطرح

بدلتی اب نظر آتی ہے دلربا کی طرح
کیا ہی آنکھ مین شوخی نے گھر حیا طرح

مٹونگا پر نہ اوٹھونگا تمہارے کوچے سے
زمین پکڑی ہی سبزے نی نقش پا کیطرح

الٰہی اوسکی کمر تک کہین پہنچ جائین
رسا ہون ہاتھ مری گیسوی رسا کی طرح

کہین ہے کان مین بلبل غیبت کی حق مین
رسائی اپنی جو گل تک ہوئی صبا کیطرح

مین اوسکی گھر جو گیا تو کمال غصے سے
وہ بولی خیر ہو نازل ہے بلا کی طرح

یہ وہ زمانہ ہی مہر و وفا و شرم و حیا
ہوے جہان سی نایاب کیمیا کی طرح

چلا ہے وہ فلک حسن جب تعلی سے
تو مہر و مہ ہوے پامال نقش پا کی طرح

۴۳

ستم ناداں کا

ترا اسیر ازل سے ہون ہی سہی قسمت
ہوا ہی طوق گلو خلق فاختا کی طرح

جو بیٹھے سایہ اوسے دیکھی اوسکی آنکھون مین
اوڑا اوڑکے خاک پڑی چشم نقش پا کیطرح

بہرا تہا غیر نے پہلے سے جانے کیا کیا
برس پڑی مرے آتی ہی وہ گھٹا کی طرح

کسی سے دل نہ لگایا یا جہان فانی مین
ہم آئی اور گئے باغ کی ہوا کی طرح

ہوا ہی خون تمنا ترے دل کا یہ نقشہ
کہ سب کو صاف نظر آئی کربلا کیطرح

نہونگے جوشش وحشت مین سد رہ کانٹے
کبھی جہاڑ سے اوڑ لجھونگا مین ہوا کی طرح

تری زبانی مین ہین مبتلای عشق اکثر
مرض یہ پہیل پڑا شہر مین وبا کی طرح

مثال رد دل اوٹھکر عدو کی پہلو سے
تو بیٹھہ پاس مری نقش مدعا کی طرح

نہوگی کچہ خبر ای مطق اونکی کانونکو
تمہاری آہ چلی جائیگی ہوا کی طرح

وصف دہن مین چپ ہون ہی بات ہیطرح
کرنا پڑی ہی نفی کی اثبات ہیطرح

بوسے کا نام لیتی ہی نفی ہوگا لیان
بکنے لگے ہو یار خرافات ہے طرح

دل توڑنے ہو بند و نصیحت سے شیخ جی
ڈہاتی ہو کعبہ قبلۂ حاجات ہی طرح

درد فراق سے ترے ای یار ہے دور
ہر ہر گھڑی کٹی ہی کے رات ہی طرح

پڑتا نہین ہے منہ جو کرون بوسے کا سوال
وہ شوخ بدزبان ہی یہ بات ہی طرح

ہر دم ستم ہین اسپہ کیے کو مانگتے ہین
جرم وفا کی پائی مکافات ہی طرح

بی پردہ ہون حضور اگر دنکو جلوہ گر
آنکھین دکھائین مہر کو ذرات ہی طرح

ای یار نالہ کش تری فرقت مین کون تہا
ہلتی تہی رات ارض و سموات ہی طرح

جسدن کہلے گا جان ترا دین نہین گا تو
چوری چہپی ہی شب کے ملاقات ہی طرح

صاحب مبارک آپکو عاشق نئے
بجلی گری تبسم جانان سے دفعہ

عمسے چھٹی قدیم ملاقات کی طرح
آئی ہی ہمکو مرگ مفاجات کی طرح

درد فراق ہی ہے بر احوال عشق کا
ہے ہے کرا تا ہی وہ دنرات کی طرح

مین رو رہا ہون گی جب سے تم خوشی کی طرح
وہ رنج دوست ہون آتا ہی غم خوشی کی طرح
گجر جو آج شب ہجر مین نہین بجتا
ہوا داغ پر نزاد پیار سے جو کہا
ہوای نغمہ نہی ہی غرض شوق کباب
بسر فراق مین کرتا ہون متقی کی طرح
ہماری آنکھ یہ محو جمال کسکی ہے
لگا وہی بت پردہ نشین سے لازم ہے
لگائی یار نے ذرے پہ لف چھونی پر
چمن مین کس کے لب شوق چوم چوم لیا
نہ عشق کیجیے ایسا کہ روگ ہو جائے
گلے مین یار کے چنپا کلی کا بردانہ
مرے سوا جو کوئی اون لبو کا بوسہ لے
مثال ٹھیک نہین عرصہ قیامت سی
ترے فراق مین جی کھولکر کرون نالے
صدای خندہ گل دی جو تو پی حقہ

ہنسا دیا مجھے جا و پھر ہنسی کی طرح
جو درد دل مین ہی او مہتاب گدگدی کی طرح
بلا سی کان مین بجتی دہر م گھڑی کیطرح
ہوا پر آگئے اوڑنے لگے پری کیطرح
بسر فراق مین کرتا ہون متقی کی طرح
کھلی ہوئی ہی جو دنرات آرسی کیطرح
چھپا دون عشق کو ہی حسن خانگی کیطرح
کہ کہان اوتر گئی کالی کی کچلی کیطرح
دہان غنچہ مین پا کر تری ہنسی کیطرح
لگائی جو کہین دل تو دل لگی کی طرح
خوشی سی پھول بنا پھول کر کلی کیطرح
الہی سکا ہی کالا ہو منہ مسی کی طرح
دہان یہ فتنے کہان ہین سی گلی کیطرح
اگر گلی مین ہون سو راہ باتسی کیطرح
شگفتہ غنچہ ہو مہتاب کا کلی کیطرح

شب فراق ترا دل فگار سرد ہوا | اندھیرا مار گیا اوسکو چاندنی کیطرح
نگاہ ناز سے دم بھر مین ہو گئی بسمل | گلے پر اپنی مگر پھر گئے چھری کیطرح

وہان یار کو ہرگز نہ کہیو جوہر فرد
نہ نطق کہا ہو د ہو کہا تو منطقی کیطرح

مری نگاہ وہان رحم سے ہو کیا گستاخ | کبھی نہ جس گل رخ پر چلی صبا گستاخ
ادب ادب کے صدف مجکو عرب حسن نے دی | جو ہو چلا مین دم عرض مدعا گستاخ
معاملہ ہے مرے دل کے ساتھ یون غم کا | کہ آشنا ہی ہو جس طرح آشنا گستاخ
ہزارون گل ایمان پڑنے لگین سکندر پر | جو دیکھے رخ کی طرف ہو کی آئینا گستاخ
نہ رعب حسن ہی جسکو نہ سطوت تمکین | یہان نہو گا کوئی میرے شوق سا گستاخ
جفا و جور یہ مجھپر کہ نام سے سہمون | یہ مہر و لطف عدو پر کہ ہو گیا گستاخ
نہ بزم یار مین ثانی مرا ادب مین کوئی | نہ تجھ سے مین کوئی مجھ سا دور سا گستاخ
چل او ادب ہون رک کے بدمزاج تک | وہ بیحیا کہین کہ لین مین اب ہوا گستاخ
وہ مست حسن جوانی مین مست شوق شباب | وہ بیحجاب قیامت ہی مین بلا گستاخ
ذرا نرو کئے مستی شوق مین دل کو | یہ دیکھئے کہ یہ ہوتا ہے تا کجا گستاخ
کہلا رہا ہے لٹکا تجھے بتاتی ہین | شراب پیکے ہوا وس شوخ کی دلا گستاخ
شب وصال مین ایدل سحر کا کیا ہے پیر | مری تو لوٹ لین ہین لنگر بیحیا گستاخ
ادب سے فایدہ ایدل کہین کی تب ہی یہی | وہ اب یہی کہتے ہین بے شرم بیحیا گستاخ

مین من حسن مین ہون خاکسار مستحق نعمت حق
کلی کلی ہی دریدہ دہن صبا گستاخ

ایدل وہ بت کہ جسکو ہی جور و جفا پسند
صدقی تری پسند کی کسکو کیا پسند

دل غیر کا پسند او نہین میرا ہی نا پسند
زنگار ہے پسند نہین آئنا پسند

آباد گھر کو چھوڑ کے صحرا کیا پسند
دیوانے دل کی ہای ذرا دیکھنا پسند

بیعانہ جسکا ملک طلب کا خراج ہے
وہ دل کا آئنہ مگر اونکو ہی نا پسند

اسکا تو لطف تب ہی کہ تو بھی بغل مین ہو
یون خال کی آے چاندنی ای مہ لقا پسند

عشق پری ہی زار ہون ای حور خیر ہے
کرتی ہے اوس چڑیل کو میرے بلا پسند

گاہک جسے قبول کرے مال ہے وہی
دل ہی وہی کہ جسکو کرے دلربا پسند

جب ہے سنا کریم خریدار ہے وہان
جنس گنہ ثواب ہے آئی سوا پسند

ناری کو کیون کلام ہو خاکی کے حسن مین
اللہ کو ہوا ہے یہ نام خدا پسند

فرقت کی شب ہے دور ہوا ای چاند دو ہو
تیرے تو مُنہ سے ہے مجھے اولٹا تو اپسند

بھاتی ہی کوی یار کے ہان اوہ گرم لون
چیل اور چمن نہین تمی ٹھنڈی ہو اپسند

ہر شعر ہے رنگا ہی تعلی کی سطح کیون
کیا اس غزل کو گاے کوا ونسے کیا پسند

سنا جو عیش مین نے تو دم فغان فریاد
تو نغمہ ہو گئی اگر سر زبان فریاد

جگر فشان می آنکھین مین دل فشان فریاد
بس ایسے گریہ و فریاد سے فغان فریاد

فسون نازنے منہ پیشتر ہی تسلیم دیا
ہزار طرح کرے وہ مگر گمان فریاد

اذان کعبے مین نا قوس تنگدی مین بنا
سنی کسی نے کہ میری یہان ہان فریاد

سنی نہین جو او نہون نے تو کیون ہو گی بیرحم
نہ رایگان مرے نالے نہ رایگان فریاد

دکھا چکے اثر اوس تک پہنچ چکی ای دل
مری ہوی ہے یہ نالی یہ ناتوان فریاد

میں سینۂ صد چاک کہاؤں اگر اپنا
سینے کو ابھی شرم سی کرلے گل تر بند

تابع کشش دل کے حسینانِ جہاں ہیں
پریاں مری افسون محبت کی ہیں پر بند

ایذا ہو سوا کم ہو جو آزار محبت
سوزش بڑھے ہو جاے جو ناسور جگر بند

ہاں گرنے نہ پائے کوئی ٹکڑا کہیں دل کا
اے دامن مژگان یہ ہماری ہیں جگر بند

ارباب تصور کے لیے دیکھیں نہ آنکھیں
رہتا ہے یہیں خانۂ آباد کا در بند

ہو کاش نقاب اونکی مری آنکھ کا پردہ
اور اونکی ہوں اے رشک مرے تار نظر بند

دل آہ کو اور آنکھ کرے اشک کو کیا بند
کوزے میں نہ دریا ہو نہ مٹھی میں ہوا بند

بلبل کے طرح ہم بھی گلچیں کی اوڑاتے
ہو جاتی نہ دل یکے اگر ایک کے پا بند

تب جائے گی سوزش مرے ناسور جگر کے
مرہم تو ہو منہدی تری پسی ہو حنا بند

حد ہو گئی بس اے دل بیتاب تپش کی
لے لد ذرا رحم کہ دم ہونے لگا بند

گلزار میں آمد ہے بت پردہ نشیں کی
نکہت سی کہو جاکے کرے راہ صبا بند

جی میں ہے ذرا پھیریے میدان سخن میں
مدت سی ہمارا فرس طبع ہے جا بند

خیال نقاب اونکی ہے رنگین گل تر سے
تار رگ گل کا کوئی نازک سا لگا بند

قلقل سے بہت ہجر میں سر میرا پھرایا
ہو جاے خلق اسکو ہو شیشے کا گلا بند

رنگ اور رونق کا تمہیں تو لاتی نہیں تاب
شوخی میں کہے اے شوخ ہے منہدی تری پا بند

بے تابیٔ دل سے تو نہیں ٹرپنے لگا شب بھر
ہر بند سے ہو جائیگا تا صبح جدا بند

اوس زلف سیہ فام کا دل میں ہے تصور
شیشے میں مرے بدلہ پریوں ہے بلا بند

نکہت کو اوڑا کھول کے تو زلف چمن میں
اور آہو نسے کردوں میں رم باصبا بند

تخصیص نکر اسمین کوئی خار کہ گل ہو
لگ چلنے مین اے نطق ترہ مثل صبا بند

کہیں تیرے آنے کو نہین مثل صبا بند
دیوار کو پہاند ونگا جو دروازہ ملا بند

مجنون خود آرا کو یہ زیور ہو مبارک
دیوانی تمہاری نہین زنجیر کے پا بند

بالفرض اگر آگئی بھی جسم پکڑ کر
گاتی ترے ہمراہ تو ہوا و سکا گلا بند

ہان جاگئی سونیکا جو تہا وصل مین تنہا تلف
اب ہجر کی شب دیدہ ہی ایکی سا کہلا بند

مہتاب نکلتا ہے ترا روپ بنا کر
آنکلہ پنی شب ہ مین ای یار ہو کیا بند

کیا کیا مری جانب سے اونہین وہم سوے آئے
سوتے مین قبا کا جو کہین اونکی کہلا بند

اوس شرم کی پتلی کا مجھے سینہ دکہایا
گرہی کا ہون ممنون کہ انگیے کا کہلا بند

وہ زلف عجب خانہ زنجیر ہے جس مین
ایک ایک گرہ مین ہی دل ایک ایک جدا بند

کس بات کی بندش ہی شب غم ہی یہان کون
ایکہی سا ہی دروازہ کیا یا نہ کیا بند

مین بندہ بجان اوسکا ہون یہان جا مری جو دل کو
خوشرو کا مقید نہ طرحدار کا پا بند

بے مغز سر مین ہیرا و ٹہانے کی ہوا ہے
ہوتی ہے حباب مین فقط نطق ہوا بند

ابرو پر اوسکو ترکو تکو تلوار پر گہمنڈ
جو جو جری ہین ہی او نہین ہتیار پر گہمنڈ

نازو ادا کی پشت قوی ہون ہی حسن سے
جسطرح ہو سپاہ کو سردار پر گہمنڈ

غیرون سے وہ ملا مری ایذا کے واسطے
اب تک تہا اپنے زعم مین جسپار پر گہمنڈ

رکہتی ہین ناز اور حسین ناز و حسن پر
کرتے ہین ناز و حسن مرے یار پر گہمنڈ

کرتے اثر جو یار کے دل مین تو بات تہی
ناحق ہے مجھکو خوبی اشعار پر گہمنڈ

میرے تو اضطراب کی پوری ترجمان ہین
تمکو ہی کیا بلندی دیوار پر گھمنڈ

گیسوے روی یار کو سنبل سے کیا نسبت
زیبا ہے گل کو سنبل گلزار پر گھمنڈ

معشوق کی ہی ذات ہے ناز و نیاز کی
ایدل نہ کیجیو کرم یار پر گھمنڈ

ای ذوق اونکی بات کی کیا بات ہی مگر
شاعر ہین ہم بھی ہی گفتار پر گھمنڈ

کیونکر مری زبان سے نہ نکلے سخن لذیذ
چوسے ہین تم تو ن لب شیرین ہن لذیذ

سنگ نمک سے تیغ چٹا کر کیا ہے قتل
لقمہ دہان گور کو ہے میرا تن لذیذ

شاعر ہون تم نہ مجھ سی تعلی کے بیچیو
ہوگا تمہاری بات سے میرا سخن لذیذ

دو میوے یہ مزے کے ہین گلزار حسن مین
خرمای لب لذیذ ہی سیب ذقن لذیذ

بوسے لب و ذقن کے مجھے تم عطا کرو
کہاتے ہین میوے باغ کی مرغ چمن لذیذ

لذت یہ پای نفس کشی کے جواختیار
کہاؤن جو تلخ شے تو مرا ہو دہن لذیذ

ہو صلح بہر شراب پیئن بہر مے اڑین
بہر دے کباب ساقی پیمان شکن لذیذ

میوے کی طرح کہاتی ہین دیوانگان عشق
پتھر ہین تیری تہ کے اے سنگدن لذیذ

دھوئی ہوئی زبان ہے کوثر کے آب سے
واللہ نطق کا ہی نہایت سخن لذیذ

الفت جو ہو دلسے اترا دسکا نہو کیونکر
ہم ہو رہین جسکے وہ ہمارا نہو کیونکر

مر کر بھی ہوی دفن اوسی بت کی گلی مین
اب انکی وفا کا ہمین دعوی نہو کیونکر

جب تک جوانی مین گل تر کا نکالے
پھر خاک کا پتلا بھی تماشا نہو کیونکر

دیوانہ کرے کیون نہ ترا حسن جوانی
جب فصل بہار آئی تو سودا نہو کیونکر

وصفِ دہنِ یار مین منظور ہے دقت
ہر ایک مرا شعر معما نہو کیونکر

اوس رخ کو اگر حسن مین ٹھہرائیے یوسف
تو زلف شبِ خواب لیخا نہو کیونکر

کیا ترکِ محبت کے ستم کرکے شکایت
ای یار جب ایسا ہو تو ایسا نہو کیونکر

ہین عاشق و معشوق تو یکجان دو قالب
بدنام مجھے کرکے وہ رسوا نہو کیونکر

منہ دیکھہ کے کیونکر نہ پڑے آپ کا کلمہ
طوطی کیطرح آئنہ گویا نہو کیونکر

انسان ہون فرشتہ نہین کیون لوں نہ تمانگون
جی کہتا ہون خواہش مجھے اصلا نہو کیونکر

پتلی پسِ پردہ وہ بت پردہ نشین ہے
پھر ہر کوئی مشتاقِ تماشا نہو کیونکر

جب باغ کو تو جای تو جو غنچہ ہو کھل کر
تیرے لیئے آغوش تمنا نہو کیونکر

قابو مین مرے آگئے ہو چلتے ہو فقرہ
بچتے نظر آتے نہین وعدا نہو کیونکر

ابتو لبِ شیرین کا مزہ چکھہ کے پڑی جاٹ
بوسے کی ہوس اور زیادا نہو کیونکر

مرجاون مین جسپر وہ پئے دفن نہ آئے
ای نطق لب گور سے شکوا نہو کیونکر

دلمین رہی جو ارمان برسون سے درد ہوکر
اب نے دم و فغان ہے دم ہای سرد ہوکر

دیوانہ آسمان ہی مجھکو جو چھیڑتا ہے
دونا لو نمین اوڑے گا بس گرد برد ہوکر

مین کیا مرے سے واقف نہ عشق سے تہی
خود دلمین آسمایا بیدرد درد ہوکر

آئی خزان چمن مین مٹی مین مل گئی گل
رنگ بہار اوڑ تا پھرتا ہے گرد ہوکر

مین مرگیا تو وحشت رو رو کہ رہی ہے
کیسا تہکا پڑا ہے ضحاک نورد ہوکر

اگر تری گلی مین کیا خاک قدر پائی
بنکر غبار اوسی مین بیٹھے تے گرد ہوکر

تسکین دل کو دیکے مانند رہ نغل مین
پہلو سے اوٹھہ نہ ظالم تو دلکا درد ہوکر

دنیا وہ بیسوا ہی زاہد کو پھانس لے گی
ممکن نہین ہی بچنا عورت سی مرد ہوکر

چل دو ہونڈہ سانہ میرے اوس عجرت فرو
اے چرخ کیا ملیگا بیہودہ گرد ہوکر

کیا جان پڑ گئی ہے قاتل جو لوٹ آیا
بسمل پہ تپش مین پھر ہین سرگرم سرد ہوکر

اوس انجمن مین میرا اغیار کے برابر
دل کا سا بیٹھنا تھا اوٹھنا تھا درد ہوکر

سیکھی بلا شرارت فتنے بنے قیامت
اوس چشم سرمہ گین کے دنبالہ گرد ہوکر

ای خلق ہر طرح پر دنیا کو جھیل ڈالا
کیا نرم و سخت ہوکر کیا گرم و سرد ہوکر

ای جان جان نکلی فرقت مین درد ہوکر
آیا جو دم لبون پر تو آہ سرد ہوکر

اوڑ جاوی دھوپ تیرے جلوے سے گرد ہوکر
خورشید ڈوب جاوی چہرے سے زرد ہوکر

رنگ وفا و الفت محبوبون پر جمایا
آنکھون نے سرخ ہوکر چہرے نے زرد ہوکر

مردان حق کو جو کچھ ہوتی ہوای دنیا
اکسیر اوڑتی پھرتی گلیون مین گرد ہوکر

جاڑون مین دھوپ کھاوی وہ نازنین جو بیٹھے
تو دھوپ چاندنی سی ہو جاوی سرد ہوکر

دلکو جلا رہا ہی کیا نور صبح وصلت
کرتا ہی مجھکو گرمی کافور سرد ہوکر

ای شیخ چھوڑ خلوت رندونکی بزم مین آ
کیون عور تونکی عادت سیکھی ہے مرد ہوکر

زہرہ و شون نے رتبہ سیارونکا ہی پایا
ای ماہ حسن تیرے دنبالہ گرد ہوکر

دیکھی کوئی تماشا کیا کیا مجھے رولایا
تحریک نے لہ کی ہے اوس رخ کی درد ہوکر

کیا کہیے کیا دکھایا چاہت نے کیا دکھایا
آنکھون مین اشک ہوکر سینون مین درد ہوکر

تو عاشق خدا ہی مین عاشق صنم ہون
ای شیخ یہ ملامت یون بیل درد ہوکر

ایدل نہین ہے بازی لڑکونکی عشق بازی
خود اس مچی مین مارا جاوینگا نرد ہوکر

۵۳

تیرا سخن نہ سمجھے جو لوگ داد دیتے
کیا تاثیر یمین پایا ای نطق فرد ہوکر

غیر و نکو دہو کہا دیکی ذرا وقت ٹال کر
آیا کرین تو آپ مہان دیکہہ بہال کر

دامن نہ کھینچے نا کوئی دامن سنبہال کر
چھیٹین ذرا لہو کی بچا کر حلال کر

جو لہو سے تل گئے وہ بات ٹال کر
فجہ سی کہو تو رکہہ دون بکلیجہ نکال کر

ایدان شوخ چشمونکی تو دیکہہ بہال کر
لے جائین کے نگاہین بکلیجہ نکال کر

ساری بہار بادہ کشی تہی بہار تک
ساقی سبو و جام اوٹہا کہ کہنگال کر

مایوسی سے آنے سی ہم ہوکی سو ہے
اپنے گلے مین دست تمنا کو ڈال کر

نازک بہت ہی موج چکلائی مین نجائی
گنجیدے کا پہول رکہ نادان اوچہال کر

ایسا نہو کہ آپ ہون اپنے فریفتہ
آئینہ دیکہئے نگا ذرا دیکہہ بہال کر

پیاسا جو جونکا ہی تو بسم اللہ دیر کیا
وہ تیغ یہ گلا ہے ستمگر حلال کر

دیدار ہی نصیب ہوا پاکی بوس ہی
پانون تلے ملین مرے آنکہین نکال کر

اللہ نے کیا ہے تجہے پادشاہ حسن
تو آج بی چہری جسے چاہے حلال کر

خوش چشم ہو تو اپنے لئے ہو سکیو کیا
بندی کو کہو رہے گا ذرا دیکہہ بہال کر

دل پہیر دے بتو نسے خدا کی طرف مرا
ای عشق فجہ فقیر کو صاحب کمال کر

اوس صاف صاف ساق کی خوبی نہ پائیگی
لاکہہ آئے شمع آیکو سانچے مین ڈہال کر

جان دی ہی تب فراق مین ایک آہ کھینچ کر
ٹھنڈا ہوا بخار مین دل کا نکال کر

خورشید کا نہ جائی ذرا آجلال مین
مریخ سر جہکائی ذرا آنکہہ نہال کر

تہک گئی ہین اتنی چلین تیری ہاتہ سے
تلوار رین ہاتہ پہ ہین زبانین نکال کر

ای نطق آئینے سے تماشا ہے مدعا
تجھکو جو دل دیا ہی تو محو جمال کر

پتھر پڑین اے آہ تری اولے اثر پر
بجلی کی طرح کوندتی ہی میرے ہی سپر پر

دن بھر تو پھری خاک اوڑاتی ہوئی سپر پر
جب رات ہوئی بیٹھہ کے کاٹی تری در پر

جب پوچھی گھڑیالیوسے کہتے ہین کمبخت
لیلای شب غم کے ہی اب لف کمر پر

یہ جای گا شکل کف دریا جو دہروگے
رومال ٹھہر یگا مرے دیدۂ تر پر

کہتا ہو تن تڑپنا تو سنبل کر شب غم مین
ایدل کہین کچھ صدمہ نہ آجای جگر پر

کرتب ہین حسینونکے زمانے سی نرالے
دل مین اور آتے ہین یہ چڑہتی ہی نظر پر

بیتاب مجھی دیکھہ کے اونکو بھی قلق ہے
دل پر ہے یہان ہاتہ وہان ہاتہ جگر پر

گھونگھٹ مین کی شب وصل موذن نے گلی کو
پہیرین گی چھری شام سی مژگان سحر پر

گل کردو نقاب آج سر شام اولٹ کر
ہان شمع کا یہ قصہ نہ جای سحر پر

دو ہاتہ تھے سو ٹوٹ گئے سینہ زنی سے
کیا وقت قلق رکھینگے دل اور جگر پر

کس بات مین کم تجھکو بنایا ہی برے سے
گیسو تجھی بخشے ہین دیے اوسکو اگر پر

گیسو کے درازی ہی ہمین نطق یہ دہری
پڑجای کوئی پیچ نہ تا زسے کمر پر

کیا تیرے جی مین آئی تہی تلوار دیکھکر
حاضر ہون ترک نجا ادہر ای یار دیکھکر

سنتے ہین گل چمن مین دل اوگار دیکھکر
نکہت اوڑا رہی ہی مجھے زار دیکھکر

حسن بتکی لطف اسیر گیسوے یار کے
آنا در دے مجھکو گرفتار دیکھکر

بوسونسے شاد کام ہون اغیار یا نصیب
چاٹین ہم اپنے ہونٹہ لب یار دیکھکر

مجھپر ہین غیر طعنہ زن کم تو جی
یہ کم نگاہیان تری ای یار دیکھکر

وہ طاقت و تواں فرد دین جان و دل
ایک ایک کرکے لے گئے ہر بار دیکھکر

ساقی پیالہ مجھہ ہی بلاکش کو ہوتی ہے
تقسیم کر تو ظرف قدح خوار دیکھکر

ای بت علاج اب بھی مرے درد کا کر
ورنہ کچھ اور ارادہ ہے دیوار دیکھکر

کیا نام ہوگا قتل سے مجھ ناتوان کے
مار و کسی رقیب کو تیار دیکھکر

بیدم پڑے ہوی ہی شہادت کی شوق مین
جی اوٹھی اونکے تاتہ مین تلوار دیکھکر

ای ذوق درد مژدہ کہ سمنی کیا ہی یہ
بیباک و بدزبان و ستمگار دیکھکر

اب زہ جان نثار و نکالین آپ انتحان
میری طرف نہ دیکھیے تلوار دیکھکر

پچتاؤگے کہین جو فقط حسن پر گئے
دل دیکھیو تو خلق وفادار دیکھکر

چمکے ہ برق آہ شرر بار دیکھکر
جل جای میری گرمی بازار دیکھکر

ٹوٹا دل اپنا لذت آزار دیکھکر
پھیلے ہ پانون وادی پرخار دیکھکر

وہ درد دوست ہین کہ نہین نے ستمگر
ہم چھیڑتے ہین اونکو کم آزار دیکھکر

بندہ تمہاری نذر کو لایا ہی جان و دل
دونون کو لیو لطف سی دوبار دیکھکر

صیاد کا یہ حکم ہے دلکو کرون نہ شاد
چاک قفس سے جانب گلزار دیکھکر

یا اونکے گھر مین رہتی تھی یا اب گلی مین ہم
روتے ہین دور سے در و دیوار دیکھکر

تیرے نہین کے ساتہ نہین ہم ہی ہوگئی
لازم تہا تجھکو وصل کا انکار دیکھکر

عرض جمال و حسن نہ حور و پری کرین
دل دین گی ہم کسی کو طرحدار دیکھکر

ہان میر سے پاس کیا ہی مرا پانس کیا اوتھن
اب اوسے ملین گے وہ زردار دیکھکر

وہ اولے پانون آگے لب بام پھر گئے
ہمکو پڑا ہوا پس دیوار دیکھکر

مطرب سنائی جا یونہین جب تک نہ رات گئی
ساقی پلائی جا یونہین ہشیار دیکھکر

یوسف سے بڑھکے اپنا بتاتی ہین مجھسی مول
لیتے ہین دون کی وہ خریدار دیکھکر

باتین تو ہے کی جو موزون ہوتین تو ہین منطق
محبوب وہ ہوئے مرے اشعار دیکھکر

سر شرمائین تری آگے نجا لو ہوکر
گل سپید آئین نظر شرم سے شبو ہوکر

موت آئی مری معشوق پیرہو ہوکر
تیغ یار ب ہو روان حلق پر اثر ہوکر

گل کو در پردہ غم عشق دکھانے کے لیئے
شبنم آئی ہمہ تن باغ مین آنسو ہوکر

پڑ گئین پیچ نکلنین شدت بیتابی سے
رہ گئی رات قبا جسم پر الٹو ہوکر

آمد و رفت ہی یون رائج جہان مین اپنے
آئی رنگت کی روش اور گئے ہم بو ہوکر

مین جو روتا ہون سر بزم تو وہ کہتے ہین
شرم بھی بہ گئی کیا آنکھ سے آنسو ہوکر

حسن جاتا جو رہا ظلم وہ باقی نہ رہا
خال لب خرہ گئی بنکے ڈنک کے بچھو ہوکر

طوطی آسا ہو جو گویا تو صفاے عارض
منہ پر آئنہ کرے عرض دو زانو ہوکر

دیکھہ پائے تری رفتار جو ای فتنۂ حشر
شور محشر کا پڑے پاؤن مین گھنگرو ہوکر

یاس اس مژدہ دیدار کے جانے ہوئی
اب نکلتی ہے نظر آنکھ سے آنسو ہوکر

اے فلک ہمکو کسی نے نہ دکھایا صید
چشم عالم سے گرے تھے مگر آنسو ہوکر

مانع دید ہماری ہی سیہ بختی ہے
سا منا خ کا ہے رو کی ہوئی گیسو ہوکر

اپنی روداد کا جب مرثیہ ہم پڑھتے ہین
در و دل ساتھ دیا کرتا ہے باز و ہوکر

چند قطرے مری قسمت کی جو ساقی نے دیئے
گر پڑی دیدۂ ساغر سے وہ آنسو ہوکر

مل گئے وہ سر بازار تو یون ٹال دیا
حال دل کہیو کہین راہ ہی یکسو ہو کر

درد بن بن کر رہے دل مین خیال دلدار
اور آنکھو مین جو آجای تو آنسو ہو کر

غیرت عطر پسینا ہی ترا صیقل سے
پیرہن جامۂ گل ہو گیا خوشبو ہو کر

میرا صحرا وہ جنون خیز ہے اے عین جہان
نقش پا بہا گئے ہین لوٹ کی آہو ہو کر

ہے یہی تیری ترقی اگر ای جوش خلق
مار ڈالیگا مجھی میری قضا تو ہو کر

حسن جانان کا مہ و مہر پہ ہی گران
تول لین دیدۂ انصاف ترازو ہو کر

غنچہ دیکھی گا جو تیرے دہن نکین کو
خون دل پیے گا وہ جای گا خیلو ہو کر

ای جنون مژدہ تجھی اور مبارک مجھکو
ہو گیا دشت سے بد تر مرا گھر ہو ہو کر

کس قدر تیرہ شب ہجر ہے ای بخت سیاہ
اوڑ گیا نور ستارونکا بھی جگنو ہو کر

نطق ان خاک کے پتلونکو ذرا دیکھو تو
کیا بلای دل و جان ہو گئی خوشتر و ہو کر

چاہت کا مرے وہم نہ کر اور کسی پر
مر جاؤنگا مین مرنا ہون اگر اور کسی پر

اللہ رے ای بت ترے دیدے کی صفائی
آنکھین مری جانب ہین نظر اور کسی پر

حاصل مجھی کیا تذکرۂ قتل عدو سے
باندھی ہو جو باندھی ہی کمر اور کسی پر

در پے نہ ترے لوگ ہون غمزہ لگاوے
تہمت تو مری قتل کی دھر اور کسی پر

ربط اونکا بڑا غیر سے نان کیا ہی مزہ ہو
آجای مرا دل جو ادھر اور کسی پر

حیف مدنظر آنکھہ لڑانا نہین مجھکو
واہین تو رہین روزن در اور کسی پر

کہتے ہین دکھاؤن جو کبھی حال پریشان
تاڑیگا ہمین کیا کوئی محفل مین کسی پر

آنکھہ اور کسی پر ہی نظر اور کسی پر

تو مجھکو ڈبو یا مری ناموس کو لیکن
چینٹ آئی نہ اے دیدۂ تر اور کسی پر

کہتے ہین وہ فجہ سی مجھے بدنام نہ کر تو
ایسا ہی جو مرنا ہے تو مر اور کسی پر

تیری ہی نظارے کو یہ آنکھین مری سین
اُٹھی ہو اگر بہنے نظر اور کسے پر

معشوق ہین پر رشک سی خالی نہین فجہ سے
مرجائین مون جاکے اگر اور کسی پر

جاتی ہو مرے دلکو کئے غم کے حوالے
کیون چھوڑ چلے اپنا یہ گھر اور کسی پر

کیا جی کو وہ بہایا ہی کہ جب ہی تو نہ بولے
بالفرض دل آجائے اگر اور کسی پر

ہون خود ہی سیہ بخت پریشان ہون اتنے
اے لف صنم جاکے بکھر اور کسی پر

فجہ ہجر زدے پر کہین رونا نہ پڑے خون
جا پھول شفق وقت سحر اور کسی پر

تنہا رشک کا تا زیست مرے جان بکھیڑا
ہم مرچکے اب مار کہ مر اور کسی پر

تم نطق کا میرے غم مین زانو سے اوٹھاؤ
دیکھو کہین دی ٹیکے نہ سر اور کسے پر

لکھہ رہا ہون تمنای عارض یار
میرا خامہ ہے موج باد بہار

مرکے بھی ہی ہوای جلوۂ یار
ذرہ ذرہ ہی میرا آئینہ دار

خون سر سے ہین تیلیان گلنار
اضطراب اپنا ہی قفس کو بہار

کیا ہوئی تیری غیرت اے لیب یار
جان بلب ہو رہا ہو تمین بیمار

دست قاتل کو نازنے روکا
دیکھکر مجھکو جان سے بیزار

حیرت جلوہ کو شک آرا ہے
آئینہ بند ہین در و دیوار

دیکھہ اے شوق دل بہت ہی ضعیف
گرم جوشی سی چڑہ نہ آئے بخار

غم کے ہاتھون ہے دل سمندر ہے
ہر نفس ہے اب ایک موج عبار

بوسہ کسکا نہین نہین مین ہو مجھے — واہ ری تیری خوبی تکرار
کھوندی شرم جور سے ظالم — یہ جو ہے ایک لذت آزار
غیر بھی میرے حال کو پہونچا — صد فی ای شان نیازہی یار
آنکہ نقش قدم نہ کہول سکا — برق تھی تیری شوخی رفتار
ہای فرقت مین سخت جانی سے — ہمکو مرنا بھی ہوگیا دشوار
جلوہ گر ہو کہ جل کے رہ جای — باندہتی ہی جو یہ تکہ طومار
ایسے گالونکو مین کہون کیسا — جسکی حسن صفا ہی آئنہ دار
اوسکا گلچین داغ حسرت ہون — وہ جو ہی رنگ بوسے باغ و بہار

لکہ چلا ایک قطعہ بند غزل
اپنا خامہ کہ ہے بدیع نگار

ہان مجھے دیکھو یا اولی الابصار — چشم بد دور ہیون تصور زار
شور سودای زلف تیرہ ناسر — دیدہ تا دل تجلی رخ یار
وہی لذت ہے ہجر مین گویا — نہین گذری شب وصال نگار
وہی بیٹہا ہی میرے پہلو مین — صورت نقش مدعا دلدار
وہی کہتا ہون اوسکی جلوی پر — ہی تجلی طور کو تکرار
وہی پہرتا ہے میرے گہر بہر مین — جیسے صحن چمن مین باد بہار
جلوہ باقی ہی ہنوز اودہر ہی ہے — اس طرف ہے پاریش انظار
وہ اوسی طرح محو آرایش — چشم حیران ہنوز آئنہ دار
ہے وہی شانہ و خم گیسو — کشمکش مین ہنوز دل ہی ہزار

کوندسی ہے نظر مین بجلی سے — وہی شوخی موج رنگ عذار
ہے لگاوٹ وہی گریز کے ساتھ — کچھ تو انکار اور کچھ اقرار
ناتوانی سے کم نگاہی کا — ہے وہی عذر رزگس بیمار
ہے ستم مین ادا کا حیلہ وہی — بی نیازی مین ناز کا اظہار
کر رہا ہے وہی بہانہ خواب — میرے مطلب کو جانکر عیار
کہہ رہا ہے وہی نہ اکیت سے — میرے آغوش کو عذاب شمار
وہی پڑتا ہی گرم جوشی مین — وفنا ربنا عذاب النار
وہی اصرار وصل اور ہی ہے — ہے اُدھر ہی وہی ہنوز انکار
وہی مکر و فریب ہے وہ شوخ — چڑھ گیا میرے دم پر آخر کار
بوسہ ودل کی پھر نے داد و ستد — گرم ہے ذوق شوق کا بازار
وہی بوسے دوبارہ لینے کو — عمداً کر رہا ہون سہو شمار
لب ہے لب پر بدن بدن سے ملا — وہی اوٹھتا ہی لطف بوس و کنار

کیا تخیل ہین آنکھہ کھول کے دیکھہ
نطق اب تو کہان کہان لدار

استینین جو چڑھا ئین اونکی گہ بیانون پر — تو گریبان تھی دیوانونکی دامانون پر
وہ تڑاقہ تری آواز مین ہنسنا نونپر — بجلیان ٹوٹ پڑین ہیں ات ہست جانون پر
ہان ذرا سوچ کی دعوای عنایت کرنا — تنگ آجاوگے ارمان ہین ارمانون پر
سنکی وہ ذکر پری طنز سے فرماتے ہین — حسن ظاہر ہے اسی کی ہین پریشانون پر
دیکھہ کیا کیا تری جلوی سی ہین عاشق بیتاب — ذرہ سان ٹوٹ پڑے ہین ہیں ستونون پر

گوہر گوش نزاکت سے مگر بھاری ہین
ناتہ رکھتی ہین وہ ہر بات مین بالونون پر

قتل اغیار سے دل کہہ گئے او بار بار
یار اللہ کے ہو ایسے گران جانونون پر

بزم عشرت مرے نزدیک صف ماتم ہے
شمع روتی ہی کہڑی سوختہ پروانون پر

دیکھیے مسلخ قصاب سے کیونکر نسبت
اوس گلی مین تو چھری چلتی ہی انسانونپر

سر سے پا تک ہین ڈوبے خاک مین ناہموار سے ہین
ای پری خوب کبھی چھا گئی دیوانونپر

واہ کیا حسن صفا کا ہی کہا ہونگے طرح
یاہی نظارہ پہلستا ہی تری شانونپر

آج اوس آنکہ کے گردش ہی مخبل بدست
فتنہی قلقل مینا کے ہین پیمانون پر

پہاڑ کہانی کو چہیڑے ہین جب آتا ہون یاد
بس سو تو چھوڑ دون کتی ترے دربانونپر

آنکہین رکتی ہین پیراندہونکی طرح
رحم آتا ہی مجہی آپ کے حیرانون پر

گوش زد ہوگا جہان شور مرے نالون کا
ناتہ کرلین گے مرافیل وہین کانونپر

سیب جنت کی ہوا ہی دمبارک تجکو
دانت اپنا ہی حسینونکے زنخدانون پر

کوچہ یار مین خاک اپنی ملا خاک مین چل
خاک ہی ڈال اب اے مطق بیابانون پر

یہ جوش گل ہی یا کہ ہی سرخی عذار پر
جو ہین ہی یار پر کہ چمن ہے بہار پر

ہی ہر حسین لوٹ دل بیقرار پر
ہر ترک کا ہے دانت تمہاری شکار پر

آیا مجہی شراب پلانے کے واسطے
رحمت خدائے پاک کے ابر بہار پر

شبنم پہنچ گئی ہے رخ آفتاب تک
قطرے نہین عرق کے یہ رخسار یار پر

لے جاکے اوس گلی مین ٹہکانی لگا دیا
احسان ہی صبا کا ہمارے غبار پر

جلدی خبر لے جلوہ دیدار الغیاث
نرغہ ہے یاس کا دل امیدوار پر

وہ میرے بعد ہونٹ کا مکدر ہونا غیر سے
شمت دہر ہین کی میرے ہی مشت غبار پر

میری طرح نرکے گا کوئی اور سے غریز
روئیگی ہمیشہ مری نوح مزار پر

میخانے کی طرف جو کیے آنے مین ترک
کوڑے لگائے برق نے ابر بہار پر

گردش جو اوسکی آنکھ کے یاد آئی پھر گیا
سہرے کی طرح گردش لیل و نہار پر

ای ذوق جذب نالہ مین مجھ اوس کے ہم نہین
آوازی لاکھ بار کسین گے ہزار پر

منحصر ہے آفتاب ہے دندان یار پر
پانی پھر یگا آب در شاہوار پر

صدقے کرو نمین مہر کو قدر نگار پر
وارون گلونکو چہرۂ رنگین یار پر

بولا وہ ترک دیکھ کے مجھ ناتوان کو
تلوار کیا لگائی مردہ شکار پر

آنکھین کنول مین پھیلی ہوئی ہین مگن
عالم ہے تجر نور کا رخسار یار پر

باقی ہی اتنا غم کا اثر بعد مرگ بھی
سبزہ اوگا تو زرد ہماری مزار پر

کچھ تو مزہ ملا تہا ذبیحونکو وقت ذبح
رگڑا کیے گلے کو جو خنجر کی دھار پر

منحصر ہے مین وہ ہون نہین ہون پر نہین ہون
ہستا ہون پھر مین شوق کی دار و مدار پر

کیا لطف ہو خلش مین کہ پانو نکل آیے
رقصان مثال قطرۂ شبنم ہین خار پر

صحن چمن مین مجھکو بعد دفن کیجیو
شاید ہوا سے گل اونہین لیکن مزار پر

جوش وحشت کا ہو تیار ہیں فرحزاد پر
نہین پانی ہین پر یکے تری دیوانی پر

زلف سر کے جوخ ساقی حور اوش سے
صبح جنت کی سفیدی سہری میخانے پر

وقت پر موت تو کیا آئی شب فرقت مین نہ
لاکھ جانین سے مرصدقے ترے اس آنی پر

چاندنی رنگ دکھاتی ہی سیہ روز یمین
روز پہرتی ہی سیاہی می غم خانے پر

جذبۂ شوق نے جب اپنی کشش دکھلائی
تخت پریونکی اوتاری مرے ویرانے پر

وہ شانہ نہ نزاکت سے کہین عارض ہو
طرۂ زلف نہ لٹکایا کرو شانے پر

وصل کی شب پہ ہیچ پراوسکا قبضہ
دانت پیسا کیے عشاق ترے شانے پر

جان دیتا ہو اگو چین پڑا پہرتا ہے
ای بری بھوت چڑھا ہی تری دیوانے پر

بزم میں پہنچی مژہ نظر خوبان ہے
آنکھ پریونکی ہے پڑتی تری دیوانے پر

وہ صدا رند و تکو ای رعد کہ اگر دکھیین
کیا گھٹا چھائی ہے کیا روپ ہے میخانے پر

ہے تجلی گردن مینا سی پہ می گردن
حور کی آنکھ تصدق مرے پیمانے پر

دوسرا مجھسا گرفتار بلا کون ہی عشق
نام میرا ہے لکھا دام کے ہر دانے پر

ہم چھیڑتے ہین اس سے کہ تا ہون وہ خفا اور
بیفایدہ مجھکو دا اطبا کو دکھاؤ
ہے درد محبت کا طبیب اور دوا اور

کیا تشنی تشریب دیدار نہو پھو
وہ تڑپ جو ہوتی ہین تو ملتا ہی مزا اور

دو چار ہی بوسون پر ابھی سے نہو بس کر
خاطر جو میری کی ہی تو ایجان ذرا اور

ہر چند کہ ہی صلح کی باتون مین بڑا لطف
لیکن ہے شکر رنجی جانان مین ادا اور

ای بت نہ سہی تو تری مانند ہزارون
ممکن جو نہین ہے تو نہین ایک خدا اور

بس کیجیے بس اپنی کسی اور سے کہنا
کچھ ہم مین جو باقی ہو تو ساقی ابھی لا اور

اس بیس مین در پر کوئی عاشق ترے تنہا
ایجان فقیہ دنگی تو ہوتی ہی ضدا اور

نالی بھی ہین آہین بھی ہین فریاد و فغان ہے
پر چپ ہین کہ ہی شیوۂ تسلیم و رضا اور

وہ رات ہی ہو ہم کہیں ہاں اور وہ پوچھیں
ای منطق ابھی باقی کوئی ارمان ہی کیا اور

دی بوسہ لب کا دیکھئے کب تک ادھار سے بگاڑ
تو ہی مسیح وقت نہ بیمار سے بگاڑ

ای شک مانون تب تری حسن عمل کہیں
ہوا ہنسنے سے اور رخ یار سے بگاڑ

قالو میں ایدل اچھی طرح کرلے یار کو
نادان دیکھ ابھی سے نہ اغیار سے بگاڑ

دیوانگی ہے دست و گریباں میں ہی مزا
شوریدگی سی ہے سر دستار سے بگاڑ

دونوں میں ناز و سجدہ و نازنین کے رہ
کافر سے تو بگاڑ نہ دیندار سے بگاڑ

ایدل تپ فراق کے صدمے جو اوٹھائیے
میرا ہے کیا بگاڑ ابھی یار سے بگاڑ

قمری و سرو میں گل و بلبل میں ایکبن
ہونا ہی آپکے قد و رخسار سے بگاڑ

اونکو خود اپنے ناز و ادا سے کہاں فراغ
مجھ سے بنا دو ہے نہ کچھ اغیار سے بگاڑ

غیرونکو منطق خندہ بجا کا دے جواب
دو چار منہ بنے ہوئے تلوار سے بگاڑ

شہر لوٹی نہ کیوں وہ بانکی ناز
عمزہ کرتا ہی ہم پہ بانکی ناز

میرے برق خیال کی شوخی
اونکی جلوی کی ہی نشانکی ناز

میری طاقت گھٹا کی ظلم ہے
ہے اینہ لیتہ تھانکی ناز

حیلۂ شرم سے جھکائی وہ سر
دیکھئے مجھ ہی سر گرانکی ناز

ای خدا دی مجھے وہ حسن نیاز
ارنی ہو یہ لن ترانکی ناز

تیغ اوٹھتی نہیں ہے قاتل سے
قتل کرتی ہے نا توانکی ناز

ہی تمہارا نیاز مند جہان
ہو مبارک یہ کامرانکی ناز

جان لے لو عنایت بیداد | خوش کرے دل تو مہربانئ ناز

سب کرشمے تھی حسن تک ای نطق
ناز کیا ہون گیا وہ بانئ ناز

کس ادا مین ہے دلستانئ ناز | ناز ثانی مگر ہو تانے ناز
چشم و ابرو کا جوڑ توڑ ہی خوب | غمزہ انگیز یہ وہ بانے ناز
جان نے تیری باڑہ دنی سے | عاشقون پر ہے تیغرانئ ناز
ستم و جور کے پیام و سلام | آنے جانے لگے زبانئ ناز
کر رہا ہے کہ دم چورایا ہے | یہ مرے پر ہے بدگمانئ ناز
کج ادائی کے یہ ستم الوائے | واد یغا وہ مہربانے ناز
آو بیطاقتی سے زور کرین | نہ سنین طعنۂ گرانئ ناز
ہو گئی اب شب شباب سحر | چھوڑ دین آپ قصہ خوانئ ناز

نطق مجھکو نیاز مند کہا
ای مین قربان قدردانئ ناز

کیون نہو زور حکمرانئ ناز | ہے جوانی مین سب جوانئ ناز
گلشن دیدہ و بہار نگاہ | جلوۂ حسن و گل فشانئ ناز
مار رکھنی کے اپنے تدبیرین | سن چکا ہون مین سب بانئ ناز
دیدہ تا دل ہی ایک جولانگاہ | واہ وا ری سبک عنانئ ناز
کیسے کیسے جوان دے سٹکے | نازکی پر یہ پہلوانے ناز
حسن رفتہ کی ہین بہارین یاد | چن رہا ہون گل خزانئ ناز

ناتوانونکو یار نے پوچھا
ای خوش از زندہ یہ گرانی ناز

الحمد للہ کلام کبر ختم
ہوش اوڑی سن کر تن بدانی ناز

وہ پیرہن جو اوڑھ کے نکلا اے نطق
ہے یہ انداز پیرہنانی ناز

مری سی حسن پرست آنکھ ہے کسی کی بھی
گئی ہے شکل مین تیشے کی آرسی کے پاس

حیای یار کی تسوی حسن زیبا ہے
کہون تو سچ ہی کہ شیطان ہے ولی کے پاس

قضا لحد سے اجازت جو دی نکلنے کے
تو لعنت کی نے جاون بیکسی کے پاس

نہین ہے عارض پر نور کے قریب وہ زلف
سیاہ دیو کا یہ سایہ ہے پری کے پاس

بہشت نقد و امید بہشت رندونکو
رہا عذاب جہنم سو شیخ جی کے پاس

اوس انجمن مین چھپی بیٹھے تھی جو سلامت آئے
یہ جی مین آئی کہ چل بیٹھئے اوسکے پاس

نہین قریب ہین سرخ سرخ رخسار
نہال قد مین دو پھول ہین کلی کے پاس

مین پہلے بیٹھہ چکا اب جو آئی بیٹھے الگ
یہ کیا جو آئی سو بیٹھے وہ آپ ہی کے پاس

زوال حسن مین کیا اونکو تم دکھاتی ہو
پڑے ہوئے ہین جو دو چار دل کسی کے پاس

وہ نطق خستہ نہود یکہہ اونفاضل کیش
مراڑا ہے کوئی شب سے اس کلے کی پاس

جو وہ آکے ہون چارہ فرمای عشق
نہ ہوس آئی پائے کہ پھر آئے عشق

جو وہ زلف کرتی مداوای عشق
تو ہوتا دماغونکو سودای عشق

عدو کا کرو تم مداوای عشق
مجھے رشک سے کیون نہ آجای عشق

یہان اوسکے جلوے نے اوئین صفین
کرے کون کسکا تماشای عشق

شب غم کوئی شکل آرام ہوتے
نہین نسید آتی تو آجائے غش

صبا جب تک نہ اس گل کی بو لائے
ہزارون ہی غش پر ہمین آئے غش

سمجھ بوجھ کر گھر مین اولٹو نقاب
نہ دیوار و در کو نہین آئے غش

ہے قع ہے دیبا کا یا انجمین
پڑے ہین ترے حیرتی کہائے غش

ترپتے تڑپتے تو شل ہو گیا
ذرا دم مین لے لون جو آجائے غش

مرا سر ہو اور انکا زانو ہو پہر
مین اس غش کے قربان پہر آئے غش

تری لف بنتے اگر لخلخہ +
تو ہشیار کرنے تمنائے غش

نہ جو مرگ عاشق کو غش مین گئے
بہلا اوسکو کیا میری پروائے غش

بہر شکل محروم رکہین نصیب
اوٹھے پردہ تو پردہ بن جائے غش

شب غم مین شامت سے تقدیر کے
جو ای نطق نیند آئی ہو جائے غش

گھڑی گھڑی کا جو غم کو نہین تقاضا خوش
تو بوسہ کل جو باقی ہے دو نہو ناخوش

بتونکی عارض رنگین کا ہی نظارا خوش
چمن کی سیر سے بیشک ہے یہ تماشا خوش

خزان رشک سے ہم اور غیر دونون ہین
جو یار ایک سے خوش ہی تو دوسرا ناخوش

بہ رنگ شیشہ و ساغر مثال برق و سحاب
کسیکو آتا ہے رونا کسیکو ہنسا خوش

مین درد مند نہ ساغر نہ شیشہ صہبا
نہ زخم سان مرا رونا ہی خوش نہ ہنسا خوش

کسی کے مرنے مین بہائی ہی غیر کی شرکت
بہار وصل صنم کی ہی سیر تنہا خوش

گھٹا سے برق تو گلشن سے گل نکلتے ہین
کسی حسین کو آتا نہین ہے پردا خوش

یہ کس سوار سمند ادا کے آمد ہے
جو میری خاک سے رقصان اوٹھا بگولا خوش

نہ کہکشان ہی شب وصل ہی لب خنداں
ہنسی ہے دانت نکالی ہے ہر ستارا خوش

خدا کی دین مین مہمان کو سمجھتا ہون
پیو جیو آمد عجم سی ہوا ہون کتنا خوش

بُرا نہین کوئی نیرنگ اوسکی قدرت کا
ہر ایک رنگ تماشا ہی ہر تماشا خوش

فراق مین تیرے ای نطق جی نہین لگتا
نہ باغ خوش نہ بیابان خوش نہ دریا خوش

ای دل تجھی پیدا دمبارک تو ہوا خاص
یعنی ہی کرم عام و مان اُو رجفا خاص

بس ایک مین ہی رشک کا مارا نہ گیا خاص
ہوائی وہان عید کے دن عام سی تا خاص

ای بت تجھی خالق نے حسینون مین کیا خاص
تیرے لیئے ایجاد کیئی ناز و ادا خاص

جو چاہین پلائین مجھے نا فہم اطبا
لیکن ہے مری تربت دیدار دوا خاص

بلبل کو اوڑاتی ہی تو بجا نہین کرتی
اترائی کیون گل کے تو ہمدم ہے صبا خاص

نادان عدو ہی کرم عام سی خوش ہو
مین خاص ہون اسپر بھی مجھپر ہے جفا خاص

نازل ہوئین اون ہی کے لیئے اور بلائین
میرے لیئے اور تری غم کیسوئے تا بلا خاص

ای غنچے نہ ہی کل وہ جو ہر نہین تجھ مین
ہے سایہ لطافت کا اوسی مین صفا خاص

آئی ہی نہتی وہ کہ نکالا مجھے گھر سے
غیر سے شکایت نہین تجھ سی ہے گلا خاص

گالی مجھے دیکر وہ دیا کرتے ہین بوسہ
یہ میرے لیئے بد مزگی کا ہے مزا خاص

غمزے مین یہ شوخی ہی یہ شوخی مین کرشمہ
رکھتی ہی لگاوٹ تری آنکھون کی حیا خاص

صدقے مین تری اور حسینون نے بھی پائی
پیدا ہوئی تیری ہی لیئے ناز و ادا خاص

ہان جلوہ اودہر بھی کوئی اور برق تجلی
موسی ہی نہین ہین تری مشتاق لقا خاص

جو ظلم سون پر ہو ستم وہ نہو مجھپر
مین خاص ہون ان میرے لیئے لازم ہی جفا خاص

اندازِ سخن نطق نے پایا ہے نرالا
ہی اوسکی ہی شاید بعضی کی اداخاص

حسن جاسے بجھا ہاے چراغ عارض
اب یہ اندھیر ہے تل ہوگئے داغ عارض

حسن فتنہ کی ہین نقش کف پا بہر اغ
چند تل ہیں جو نظر آتی ہین داغ عارض

وصل کی رات ہی ہو سونپنی تو فرصت تو کہو
اب گئی دور وہ ایام فراغ عارض

ہین تو کہتا نہین غیر و نکو دیتی ہین بوسے
کہہ رہی ہین تری منہ پر تری داغ عارض

ہی مہ چار دہم چودہ برس کی سن مین
ہی بجا اب جو فلک پر ہو دماغ عارض

وصف رخ مین جو عنبر نمو ان ہو تو وہ کہتی مین
کیا چمکتا ہی مرا لبل باغ عارض

شرم سے رات دوپٹے مین چھپایا ایسا
نکلا مثل دہن ہمکو سراغ عارض

اللہ اللہ ہے کیا سبزۂ خط کا عالم
واہ واخوب ہی سرسبز ہے باغ عارض

وہی اتنک ہی چمکا واہ رے تیرا روغن
صبح پیری ہی ہوا گل نہ چراغ عارض

اس سیہ رو کی چمکتی ہوئی قسمت دیکھو
ہندو خال بنا چشم و چراغ عارض

عاشقانہ ترا بیوجہ نہین نطق کلام
تو کسی کا ہی مگر بلبل باغ عارض

یارب وہ دن بھی ہو کوئی لائی اودہر سے خط
زد پی کی کمر سے مجھے دے کمر سے خط

رونا اب سکا کیا جو لامٹ گئی حروف
تشت شوق مین لگایا تھا کیون چشم تر سے خط

صیدی بہت ہین کوئی کبوتر پکڑ نہ لی
ڈرتا ہون چھین بجای کہین جانور سے خط

تھا کاٹ ذوالفقار کا اعجاز حسن تک
ابتو بڑی حباب کی تیغ نظر سے خط

بھیجا ہی اوسنے باندہ کی نامہ پتنگ سے
اوتر اہی مجھے صحیفہ صفت عرش بھر سے خط

تصویر اوسکی اور یہ آلات خیر ہے
بہزاد موقلم کا ملا لو تو کرسے خط

رنگینیان دکھائین مضامین شوقلی
لا خشم تر لکھین اونمین خون جگر سے خط

دن رات مہر اپنے دل ہی مین کیا کیا مسوسے
شوقیہ اونکو لکھتے ہین کس درد سہر سے خط

ٹکڑا سا چاند کا ہے یہ کیا تیرے نامہ مین
قاصد تو لایا کیا مرے رشک قمر سے خط

آمد ہے اوسکی آمد مضمون فرخی
لاتا ہے نامہ بر بت فرخ گہر سے خط

وہ خط رخ ہے کاتب قدرت کی نامہ کا
نکلے نہ ایسا لوک و نبان بشر سے خط

عنوان میرے نام کا مضمون غیر کا
برسو نمین نطق آج یہ آیا اودھر خط

ان ادا ونمین ہمارا رہی کیا خاک لحاظ
بیحیا شرم ہے سرکار کی بیباک لحاظ

کردیا مست اوسے تاثیر ہوا فی بے
باغ مین ٹوٹ گیا ہمسے تہ تاک لحاظ

اتنی کاوش سے بنا شانہ تو رکتا کیوان ہے
گیسوے یار کا اک کیا دل صد چاک لحاظ

مرمٹے جب ہی حرت مین ہم اے باد صبا
دامن یار کا پھر خاک کرے خاک لحاظ

یونہین رونا ہی تو رہٹ کی ذرا محفل سے
دوست دشمن کا رہی دیدہ نمناک لحاظ

تجھکو پیدا دمین افلاک بنائین اوستاد
تیرا میخ کرے ای بت سفاک لحاظ

اچھی تعلیم تجھی ناز و ادا نے دی ہے
آنکھ مین شرم نہ دلمین بت بیباک لحاظ

پردہ کعبہ کا او تہا زایرونکو عید ہوے
کیون رخ پاک سے کرتی نگہ پاک لحاظ

یار سرمست شباب اور مین بیمست ہوں
جبکہ سر شار ہوا دونون تو رہی خاک لحاظ

ضبط کر ضبط کا موقع ہے تڑپنا کیسا
دامن زین کا کرای بستہ قرا اک لحاظ

شوق کیا دہیا نمین بگڑی ہوئی تو رلا
دیکھیونے کوئی کرتا ہے یہ بیباک لحاظ

۱۷

آپ انصاف کرین نطق کا کیا اسمین گناہ
پاس خلوت مین ٹہاؤ تو کرے خاک لحاظ

رخ ترا شمع اور گردن شمع
بازو و ساق دونون روشن شمع

تیرا گیسو ہے ایک اندہیری رات
تیرا چہرہ ہے ایک روشن شمع

تیرے شانے ہین دونون صاف کنول
تیری بازو ہین دونون روشن شمع

تیرا ہر ایک ناخن ایک چراغ
تیری ہر اونگلی ایک روشن شمع

تیرا جلوہ ہے دل کا چشم و چراغ
تیرا رخ آنکھ کو بھی روشن شمع

تیرا ہر نقش پا ہے ایک چراغ
تیری ہر فندق ایک روشن شمع

نور کی لکہ ارا ایک اور غزل
فکر تیری ہے نطق روشن شمع

تو سراپا پری ہی روشن ہے
ایک شب میری بزم کی بن شمع

خط سے جانا رہا فروغ جمال
بجہ گئی آکے زیر دامن شمع

لاگ پروانو نسی لگاؤ کی ہے
دوستی سے بنی ہے دشمن شمع

دلکی صورت جلی تو بجہ نسکے
بلکہ مہونکی صبا کا دامن شمع

تم سا جب دلفریب بزم مین آئے
کیون پتنگو نسے ہو نہ بدظن شمع

روشنی ہے یہ کسکی آنے کے
گل بنے ہین میان گلشن شمع

آگے کانے کی جل رہا ہے چراغ
زلف کی پاس رخ ہے روشن شمع

صبح کو داغ تھی پتنگ سے نطق
رات سارا لٹا کی جو بن شمع

وہ بام پر آئے ہیں لگا دی تو مرغ
لی اوڑ مجھے ای شوق سکھا دی تو مرغ

ہی ہجر کی شب خود مجھے سودا و مرغ
وہ رات گئی جس میں تھا خوف و خطر مرغ

ہی زمزمہ زن تا رفغان شوق نہاں میں
ہنگام سحر زمزمہ پردہ در مرغ

کمبخت نی کیوں شور مچایا ہی سحر سے
کیا شام شب وصل ہی میری سحر مرغ

یوں خال رخ یار کو دل تاک رہا ہے
ہو بھوکے میں جیسے سوی دانہ نظر مرغ

جدائی شب وصل ہیں رات رہے سے
تا چاشت ہو فرقت میں تہ بال سحر مرغ

بیتابی دل ہی مری یوں لف ضمیمہ
ہو دام میں جیسے تپش بے اثر مرغ

ای موج صبا صبح سے پہلے تو جہری پھیر
گردن سی جدا کر شب وصلت میں سحر مرغ

می نوش شب وصل کو ہو لطف زیادہ
ساقی جو لگا لائی کباب جگر مرغ

کیا مر گیا ہوں شب فرقت سی دہل کر
اب تک نہ صدا آئی کوں لی خبر مرغ

اتنی نالہ دل وصل کی رات ہی چھوڑی
یوں تیر لگا تاک کے اوڑ جاے سر مرغ

وہ گرم روی وادی وحشت کی ہوا ہی
جل جائیں پر و بال اگر ہو گذر مرغ

اے وصل کی عمر ہی یہاں رات دل ای نطق
کچھ خوف موذن ہے نہ ہمکو خطر مرغ

مارے ہے ام ہی بیانسی ہی شکنجا ہی وہ زلف
غرض اپنی لی ہر مایہ سودا ہی وہ زلف

شیخ جی کیا میں کہوں کیا ہی فرج کیا ہی وہ
قبلہ کعبہ ہے وہ رخ کعبے کا پردا ہی وہ زلف

پہلے عارض کو چراغ ید بیضا ہی وہ
تب کہوں دو دو چراغ ید بیضا ہی وہ زلف

خم بخم ہی ہمہ تن اور شکستہ یکسر
مجہ سیہ بخت کا گویا کہ سراپا ہی وہ زلف

بال ہلتی ہیں تو وہ اور ہی اوڑ چلتا ہی
تو سن ناز و ادا کے لیئے کوڑا ہی وہ زلف

شاخ سنبل کی لٹک آئی ہی گویا گل تر
پاس اوس عارض گلرنگ کے رہیا ہو زلف

اپنی ہر بال سی ہی سلسلہ جنبان جنون
اپنی ہر پیچ مین مرتے سودائی ہو زلف

بار بار آکی بلائین جو لیا کرتی ہے
ہو نہو عارض محبوب کی شیدائی ہو زلف

حشر مین جوش ہون سیہ نامۂ عصیان کے
جانتا ہون کہ مری تا شفعی ہائی ہو زلف

پیش ازین قیس فقط شیفتۂ لیلی تھا
جسکی مجنون ہین ہزارون سے وہ لیلی ہو زلف

دل مرا کوچۂ گیسو سے کہان بہاگ سکی
حلقی تو طوق گلو ہی سی پابند ہو زلف

لاکہہ نقشونمین ہی ہا رکھا نقش ہر دار
لاکہہ نقشونمین ہی ہا رکھا نقش ہر دار ہو زلف

جسکا افسون نہین کوئی وہ بچھو ہی دل
جسکا منتر نہین کوئی وہ کالا ہی زلف

عقدہ در عقدہ ہی ہر عقدہ پہ بالا عقدہ
نسخہ حسن مین پیچیدہ دعا ہی زلف

لشکر ناز و ادا کا ہی علم قامت یار
اوس علم کی لئی ای نطق پہریا ہی زلف

لاکہون پڑی ہین کشتۂ تیغ جفائی عشق
ظالم تری گلی ہی کہ ہی کربلای عشق

تیغ نگاہ و خنجر مژگان سے دیکہیے
کس گہاٹ اوتارتا ہی مین جہادی عشق

ملتی نہین ہین عاشق مفلس سے سیم تن
ہتی جو کچہ چڑہی تو بنے کیمیای عشق

نالی سی شور عالم بالا مین پڑ گیا
افراشتہ ہوا علم چرخ سای عشق

کتنے مریض مرگئے کتنے ہین جان بلب
چل او مسیح دیکہہ تو دار الشفای عشق

کیون لے چلا ہی جانب گرداب ناف یار
کشتی دل ڈبوئی گا کیا ناخدای عشق

نہمت ہی بات بات مین اب وہ زمانہ ہی
عاشق مثال فضل ہوا اپنا جیسای عشق

ہمت سے جیلتی ہین بہت سہل سختیان
تن پر ہمارے پہول ہین سنگ فغای عشق

بے بکھوس کرینگے وفا تو یہ کیجے
میری بقا تا کہ آپ کیجئے بقای عشق

نالان نہیں ہوں رنج گلو تنگی شوق میں
چہکار تا ہی بلبل خونین نوای عشق

جز وصیت کاہ اور نہ ای ہوئی ہو کوہ
جیدا ز حسن جہیل ہی ہی وفای عشق

کیا جا میں مطلق غم کوئی کہا ہی سطح
ہم تو ہیں تازہ وارد مہانسرای عشق

خنجر تلے ہے برابر چاک
دل جو اندر تو سینہ باہر چاک

تب گریبان ہم بھی پھاڑینگے
ہوگا جب دامن گل تر چاک

پاس ناموس عشق ثابت جیب
مثل غنچہ ہے دل سراپا چاک

دلمیں ہر آبلے کی پاس ہی واہو
اور ہر داغ ہے برابر چاک

بے اثر ہے جو نالۂ بلبل
کیوں نہ ہے پیرہن گل تر چاک

وے خدا اوسکو طول عمر خضر
اور دل کا دراز ہو ہر چاک

ایکدن تیرا پردہ در ہوگا
سینہ در کا حور پیکر چاک

قہر ہے اوس فضل کو پڑھاتا ہے
بے پڑھے خط عاشقان تر چاک

جان کو جادہ فنا ٹھہرا
خنجر غم کا تھا جو دل پر چاک

میرا سینہ ہے ترے چلمن
بسکہ ہیں چاک کے برابر چاک

ای جنون کیا قبا کو پھاڑا ہی
ہر کلی میں ہیں ساٹھ ستر چاک

مجھکو دیوانہ یہ بھی جان گئے
سنتے ہی ہیں قبا کہ مجھیر چاک

دیکھکر ربط شانہ گیسو
رشکسے دل ہوا سراپا چاک

نامہ بر تجھسی سنکے صاف جواب
مثل خط دل ہوا سراپا چاک

تیری اشعار خوش نے آئی ہمین
نطق دیوان یک قلم کر چاک

آگئے تھے جو وہ قسمت سے فنا ہونے تک
آرما آنکھ مین دم آنکھ کے وا ہونے تک

رونق شمع سوا صبح فروغ مہتاب
بس ہے اے یار تری جلوہ نما ہونے تک

ناز و انداز ہی کر دینگے مرا کام تمام
مین ستمگر نہین رہنے کا جفا ہونے تک

خون جب تک کہ ہو دل کشمکشین ہو کیتے
دیکھین کیا رنگ ہوا ہے عقدہ یکتا ہونے تک

نکہت یار صبا لائی تو ہی گلشن مین
بوی گل آب ہوا ہوا ہونے تک

وعدہ وصل کا ہان جھوٹھ نہین ہے سہی
پر وفا عمر کرے اوسکی وفا ہونے تک

تم تو کوئی دقیقہ نہ ستم مین چھوڑو
سب کو ہم جھیلتے ہین فضل خدا ہونے تک

غم فرقت جو ہی تقدیر مین بجد و حساب
دیکھون کی بار جنون کی فنا ہونے تک

مجھکو لی جائین گی کیون نار جہنم مین گناہ
کیا مذاق نہ سمجھ لیگی سزا ہونے تک

گور پر یا کہ جنازے پر او سی لائی تو لائے
ہم نہونگے اثر آہ رسا ہونے تک

چھوڑ دی قید تعلق کہ شگفتہ دل ہو
غنچہ گل ہے تو فقط چاک قبا ہونے تک

رات گلشن تہا رخ یار فروغی سے
جلوے ہر رنگ کے تھے ہوش و حیا ہونے تک

ستم و جور و جفا نطق سہی جاؤ تم
آرزو اور نہین سرگرم وفا ہونے تک

دیکھکر ایک شگفتگل کا رنگ
ہمنے بیرنگ اپنا دیکھا رنگ

پھر نہ بہلا یہ دل جو لایا رنگ
باغ جاکر دکھائے صدہا رنگ

دیکھہ عارف ذرا گلون کا رنگ
جلوے بیرنگ کے ہین رنگا رنگ

طرہ زلفین تری ہین قند شمشاد — بوی گل تن مین رنج مین گل کا رنگ
غازہ رخ پر تو پان ہونٹھو نیر — سب جہانی مین انیا انیا رنگ
کیا عجب ہو پ مین جو اوڑ جاے — ای صبا ہی گلونکا کچا رنگ
کل حسینونسے تیری آن الگ — سب سے نقشہ جدا نرالا رنگ
کیا کہلا کالی کالی زلفونمین — چاند سے مُنہ کا گورا گورا رنگ
اونسے جلسے کی کچہ تو ہو تقریب — ہنسنے جو سر ہے کا جما یا رنگ
غیر ممکن نظارہ شوخی سے — تیرے رخسار کا ہی پردا رنگ
بنکے دیوانے موسم گل مین — اونسے لائی ہین ہم ہی کیا کیا رنگ
واہ ری تازگی و شادابی — ٹپکا پڑتا ہے رنسے گویا رنگ

قطعہ

سب جلوی ہین اوسکی قدرت کے — واہ کیا گل کھلی ہین بیرنگا رنگ
ایک سے ایک کی نرالے بو — ایک سے ایک کا تماشا رنگ
گل کو بھی دیکھیہ بھال لیتا ہون — کچہ کچہ اونسے ہے ملتا جلتا رنگ

لکہکے لایا یہ اچھی رنگین شعر
نطق نے پھولونکا بچھوڑا رنگ

یہ رونا نہین مسکرانے کے قابل — مرا حال ہے رحم لانے کے قابل
نہین بیکسی سے ستانی کے قابل — ترحم کہ ہون ترس کھانی کی قابل
کبھی تھے وہان آنے جانے کی قابل — نہین اب تو ہم یاد آنے کے قابل
یہ دل ہے اونکی جوانی کا ایسا — بہار آئی ہے رنگ لانے کی قابل

پہلی تہی مسکن مگر اب ضعف کی مارے
اوس لعل کی بو ہوگئی ہی دور سہر دل

وہ درد جو تنہا خون ہوے پر یہی ہی باقی
اتنک مری سینے مین ہی اتنا اثر دل

ای محیرت تصویر جو دیکھی تری صورت
دل کیا ہی حیران تو وا آئنہ گر دل

انجان تری بنی سے پہچان گئے لوگ
انداز تغافل بہی ہوی پردہ در دل

سینے نی نہ وہ تیغ نگہ داغ نے روکی
کوئی نہوا وقت پڑی پر پسر دل

ہی تار رگ خوبی ہی جو تیر نگہ ہے
جوہر خنہ گر دل ہی ہی شیر گر دل

صید حیف کیا شکار لہ نے اوسی ای
تنہا نہ ل جوانی مین جو ارہ تہر دل

ہی تشنہ لب اوسکی ہی تیغ نگہ کا
لب خشک کہا ہے مرا خنجر تر دل

ہول شب فرقت مین ہی جنبش مژگان
بس اسکے سوا اور نہین ہی گہر دل

پہر گیا ہوا ای دماغ اگر کہا نگیا تو
دامان و مژہ مین تو نہین کچہ شرر دل

درد اسکو عزیز اور اسی داغ سے پیار ا
وہ دل جو جگر کا ہی تو ہی جگر دل

موت آئی ہی اوس فتنہ کے کوچے مین نہبا ہی
الوامی مارے بال و پر دل

اوسکا یہ طلبگار ہی اسکا وہ طلبگار
دل کو سر گیسو ہی تو گیسو کو سر دل

بیتابی دریا کا طلسمات ہی ای چرخ
پان ہوش مین آ توڑ نہ میرا گہر دل

لطف ستم آمیز ہی ہمپر زنہا ہے
اونکے خم گیسو کو نہین تاب سہ سر دل

ہین نالہ تو دروان مرے شغل کی مصرع
شاعر نہین اے ظرف مین ہون جمعہ گر دل

لیا اپنی آنکہہ چہپکی گی موسی نہین ہین ہم
بجہہ سے جہپکتے برق تجلے نہین ہین ہم

گس نسکی گہر کرینگے زبانی کی آنکہہ مین
ہین خاک رہگزار جو سر مانہین ہین ہم

کوچے میں کیوں پڑے ہیں کچھ ان کو ہوش نہیں ہم
دیوار کا حضور کے سایا نہیں ہیں ہم

رونی پرانی کسلئے ہوئے کفن
کچھ اور نہیں سوا کے چیتھڑا نہیں ہیں ہم

پھرتے ہیں گرد سر کے قربان کی طرح
کیا اور ہیں جو شمع کا پیلا نہیں ہیں ہم

کیوں دیکھکر حسینوں کو نیت بدل جائے
اے شیخ جی بشر ہیں فرشتا نہیں ہیں ہم

احباب غسل دیں گے پر پیر مر گیا ہیں
آلودۂ خجالت دنیا نہیں ہیں ہم

کھائیں گے کسلئے دل بریان کی ہم کباب
ساغر کش شراب طلب نہیں ہیں ہم

لی ہی چلی جنون ہمیں صحرا کو شہر سے
لڑکوں کا کوئی کھیل تماشا نہیں ہیں ہم

اہل صفا ہیں واصل ذات خدای پاک
کچھ بھی نہیں ہیں جبکہ بتو کیا نہیں ہیں ہم

کہئے جواب کسسے پردہ اوٹھئے تو کہتی ہیں
کیا وجہ منہ دکھائیں تماشا نہیں ہیں ہم

رہ دور اپنے آہ سے مسلا بجائے تو
ای گل نسیم صبح کا جھونکا نہیں ہیں ہم

چاہیں تو چھوڑ دیں یہ ابھی اختیار ہے
عمر فنی ہی چڑھ ہی اتنی بھی شیدا نہیں ہیں ہم

صد حیف کہوکے آپکو پایا نہ یار کو
حیران ہیں پر آئینہ اونکا نہیں ہیں ہم

بیمار بد مزاج لب جان فزا کے ہیں
منت کش علاج مسیحا نہیں ہیں ہم

کیا وجہ دمبدم جو تغیر ہے شکل کو
ای غم بشر ہیں کوئی ہیولا نہیں ہیں ہم

چھوٹیں کہیں جفاسے یہی آپ جانتے
مدت کی رسم و راہ ہی شیدا نہیں ہیں ہم

عاشق ہیں پر نمائی نہیں عاشقوں کی شکل
ای فتنہ تیری طرح خود آرا نہیں ہیں ہم

ہم تیرہ بخت داغ جگر ہونگے قیس کے
کچھ خال دلکش رخ لیلے نہیں ہیں ہم

ہمکو ہونگی بس میں نہ اس بیکسی سے رہا
کیا تیری بندی یار خدایا نہیں ہیں ہم

اوس بت کی یاد میں یہ فراموشیاں ہیں
یہ بھی خبر نہیں ہمیں ہیں یا نہیں ہیں ہم

کیون دل مین گھر کیا ہی ہوا اپنی راہ لو
تنخانہ ہم نہین ہین کلیسا نہین ہین ہم

جب سے ہوئی ہین تجھ سے ستمگر کے شیفتہ
تب سے یہ سمجھ لیجیے ہین گویا نہین ہین ہم

ای لطف کیون ہر ایک کے دلکو ہون ناگوار
زخم جفا و داغ تمنا نہین ہین ہم

دی حکم شاہ حسن کہ ہون بار یاب ہم
سیکھہ آئی ضبط سی تری محفل کا داب ہم

مفلس تھے کرتے دلکو کہان تک کباب ہم
انیون کہا کہ مرگئے بہر شراب ہم

ارض و سما کہین سے کہین ہو تی رات کو
دل کو نرو کتی جو دم اضطراب ہم

جن لوگونمین گزر ہوا بس اونمین مل گئے
ہر رنگ مین شریک رہی مثل آب ہم

اس دلسین کل مطالب کونین ہین ہرے
اپنی غزل مین کہتے ہین طرز کتاب ہم

کتب مین ایک قفل ہے دلبستگی ہوئی
پڑہتے نہی پانچوان ہی گلستان کا باب ہم

عاشق کی قدر چاہیی عاشق مزاج کو
بلبل ہو یا لتی تو پلاتی گلاب ہم

پہلو ہر ایک فقر مین سو سو طرح کی ہین
کیا لکہین اوج سکی خط کا جو لکہین جواب ہم

نشے کی یہ ترنگ مین سو جی ہی بار ہا
گردون سے جہین لیں قدح آفتاب ہم

کوئی ہمارا ہی کسی ہم آشنا
بحر جہان مین آئی ہین مثل حباب ہم

تقدیر جب سے سو گئی کیا ذکر وصل کا
راتو نکو دیکہتی نہین اس دن سے خواب ہم

نشے مین سو جی آتش می پر پے گزک
لیکر بٹا شراب لگائین کباب ہم

دنیا کی جستجو نے کیا نطق کیا ذلیل
اس مسیوا کے پیچھے ہوئے ہین خراب ہم

دیکھیے ہی شکل عشق کہان تک دکہاتی ہین ہم
وعدہ ہر آتے آتے اگر ہر جستے ہین ہم

۸۱

سدرہ بت ہین حرم جاتے ہین ہم
پتھر و گل پوجکر ہین کہاتے ہین ہم

وصل ہین تو ہجر مین تیرا خیال
دلکو ہر صورت سے بہلاتے ہین ہم

گرم جوشی اوسکی جب آتی ہی یاد
سانس ٹھنڈی بھر کے رہ جاتی ہین ہم

دل وہ مسجد ہے کہ جسمین ہر گھڑی
آرزوئی مردہ دفناتے ہین ہم

دیکھکر اوسکے لبون پر رنگ پان
خون بس پل پی کے رہ جاتی ہین ہم

سو جتنا ہے کچھ تجھے اے چشم تر
تری رونی سے ہنسے جاتے ہین ہم

ملتفت پایا تنہا آ بیٹھے تھے پاس
یہ نہین تو لوٹھے جاتے ہین ہم

گو نہ آنا پر دے تسکین دل
یہ تو کہتے جاؤ ابھی آتے ہین ہم

شمع مین ہین قاصد اوسسے جاکے کہہ
آئی جلدی کہ اب جاتے ہین ہم

وہ تو خنجر دیکھنے مین محو ہے
زخم دلکے کسکو دکھلاتے ہین ہم

ہین یگانہ بیخودی شوق مین
سب کو بیگانے نظر آتے ہین ہم

کاروان ریگ دشت شوق ہین
کیا خبر ہمکو کہان جاتے ہین ہم

عرب ہے بوسہ طلب کرتے نہین
دیکھکر منہ اوسکا رہ جاتے ہین ہم

ہے شب غم ای دل غمگین ہوشیار
بے قضا کے لے مرے جاتی ہین ہم

کیا غذا ہی غم نہین کھاتا ہین
وہ ہی کہاتا یا اوسے کھاتی ہین ہم

نطق بیشک رفع شر مین ہے مرا
بات اونکی سنکی پی جاتی ہین ہم

صیاد کی ستم ہی سراپا ہین داغ ہم
کنج قفس مین بن گئی طاؤس باغ ہم

اوس گل کی ہجر مین ہین بلا بدماغ ہم
بلبل جو بولتی ہے سمجھتے ہین زاغ ہم

کرتے ہین اپنے دلکو جو یون داغ داغ ہم
غم کے لیئے بناتے ہین یہ خانہ باغ ہم

بلبل کے نالی کس سے سنے جائین ہجر مین
رکتی نہین ہین خندۂ گل کا دماغ ہم

کیا بیٹھے بزم یار مین جلتے ہین شمع سے
ہین دشمنی وصل عدو کی چراغ ہم

وامان آرزو مین گل مدعا ہرے
ای گل تری وصال مین ہین باغ باغ ہم

کیونکر نہی گی بات ہی نازک نباہ کی
نازک مزاج یار ہی نازک دماغ ہم

تھے بخت بی نصیب خرابات دہر مین
مثل حباب لیگئے خالی ایاغ ہم

ای درد کیا سنائین تجھے ماجرای غم
ای سوز کیا دکھائین تجھی دل کے داغ ہم

سب غم غلط کرینگے جوانان باغ کا
اوس گلکو لیچلی ہین بے سیر باغ ہم

زخم جگر کو دینگے گل ترکے التیام
لالہ کی آج مٹائین گے داغ ہم

یہ داغ دل ہین نقش قدم عیش رفتہ کے
لیتے ہین نطق انہین ہی اوسکا سراغ ہم

ناز و کرشمہ و ادا حسن و جمال کیا نہین
آپ مین خوبیان ہین سب عیب ہے یہ وفا نہین

ناز کی ادائین کین ظلم کیئے جفائین کین
صاف مکر جاتے ہین آپنے کیا کیا نہین

عشق مین وقت بیکسی اس قدر رای خدا نکر
بت کہین نہ کہا دین اسکی مگر خدا نہین

اب تو عبث ہی بدگمان شاد ہو بانی جفا
بغض کو دیکھتا ہی کیا مجھ مین تو کچھ رہا نہین

سائل بوسہ ہم نہین طالب دید ہین فقط
رخ سے غرض ہی کام کیا اونکی دہن سے یا نہین

آنی کو آپ میری کہین سمجھے مین اسقدر برا
مین کوئی بد خبر نہین قہر نہین بلا نہین

مسور دون کی نکر دل ہی نہین ہے کچھ کباب
خوب ہے یا یہ جل نجا ہی اسمین ذرا نہین

کرتی اگر پسند ہے بوسہ مجھی نہ دیجیے
نذر یون ہی آپکے دلکو مین تیار نہین

دور کیا نقاب ہی چھوڑ دیا حجاب ہی
وصل کی شب ہین درمیان پردہ کوئی نہین

کیون وہ نہ آئین گودلا ہوگئی یاسین مجھے
جذب ہی لی اثر نہین آہ بھی نارسا نہین

رہتی ہی اوس سے چھیڑ چھاڑ نگاہ بناؤ گہ بگاڑ
اسکے بغیر عشق مین نطق ذرا مزا نہین

شکوہ ہی بس نصیب سے یار کا کچھ گلا نہین
زلف کی کوئی ہی کیا مانہ ہی ذرا نہین

میر اگر اور یہ قدم شان خدا ہی بس صنم
نقش مزا نہین مجھے آپکی نقش پا نہین

بادہ بھی ہی گھٹا بھی ہی باغ بھی ہی ہوا بھی ہی
پر مجھی یار کے بغیر لطف نہین مزا نہین

دیکھکی آپکا خرام ساتھ ہماری لوٹیا
لیک بھرے بھرے ہوے دیدۂ نقش پا نہین

حسرت دلکو کیا وداع روکے کردن گہ بیٹھا
کوئی بھی میہمان کو گھر بھی نکالتا نہین

آنکھونکی آنی مہربان کر بھی چکو بڑا ئیان
ایسی بڑی بڑی ہین ان جنمین ذرا حیا نہین

رات تمام وصل کی ختم نہین ہین بیکے
ہوتی ہی صبح کمدنی شب دیکھیت ستا نہین

ہوئی عبث مخاصمہ کہتے ہین یہ خدا سی ہم
شکوۂ طالع و ذرم آپکا کچھ گلا نہین

نطق یہ سب لگاؤ مین اوسکی ہین بس بناؤ مین
مائی یا نہ مائی وہ مگر آپ کا نہین

دل مضطر یہی باقی تہا سو کر دیکھتی ہین
مر کے شاید تجھے تسکین ہو مر دیکھتی ہین

تجھکو بیتاب سا ای رشک قمر دیکھتے ہین
اپنی بیتابی دلکا کچھ اثر دیکھتے ہین

ہم بغل مین تجھی ای شنک قمر دیکھتی ہین
ایسے قسمت ہی کہان خواب مگر دیکھتی ہین

ہے ترے ایک نہونی سی بہر گہر خانی
عالم ہو نظر آتا ہی جد سر دیکھتی ہین

ہای سی شوق ملا تہا وہ کبھی ہمکو جہان
روز جا جا کی وہی آہ گزر دیکھتے ہین

تیغ وہ کھینچے جسکے حال کہلا جاتا ہے
کون ہین سینہ سپر کون سپر دیکھتے ہین

گور مین ہی کوئی اپنا نہ پرایا یارب
بیکسی ہی نظر آتی ہے جدہر دیکھتے ہین

پاس ہی اڈھکے وہ بیٹھین گے اسی جذبہ پر
اثر اتنا تو ہوا ہی کرا دہر دیکھتے ہین

سرسری کی تھی نظر آپنے مین یہ سمجھا
کچھ تو ہی تب تو عنایت سے ادہر دیکھتے ہین

تیر وہ پہلے ہین یا کہ نظر ڈالتے ہین
لوٹ جاتی ہین ہزارون سے جدہر دیکھتے ہین

کل کسی حور کا زانو تھا بجائے بالش
آج پتھر بھی نہین ہم تہ سر دیکھتے ہین

آہ یہ روز سیہ ایسی اندھیری راتین
تو دکھاتا ہی ہمین اے رشک قمر دیکھتے ہین

اگر التفات نہین اونکو تو عداوت ہی سہی
کچھ تو اپنی محبت کا اثر دیکھتے ہین

اف ری گرمی تپ ہجر کہ اعجاز طبیب
اونگلیان پھونکتے ہین نبض اگر دیکھتے ہین

گھر کیان وہ تو ہین آنکھین مجھے دکھلاتے
ہاتھی لو دیکھتے ہین جب وہ ادہر دیکھتے ہین

بار گوہر کہ ہے سر پر ہی ہین وہان کان مین در
رات سی آہ کا کچھ کچھ تو اثر دیکھتے ہین

ہم تو بنوا کے حمایل لیئے آتے ہین مگر
کیسے یہ بوجھ اوٹھاتی ہے کمر دیکھتے ہین

التفات اونکو نہین ہے جو بقول اعدا
نطق پہر کیون وہ کن انکھیونسی ادہر دیکھتے ہین

ناز و خود بینی و نخوت کا مین ہی بانی ہون
روبرو حسن کی آئینہ حیرانی ہون

جسم ہے جسکے نہین ہین وہ بشر جانی ہین
لاغر و زار ہون اس درجہ کہ روحانی ہون

موج غم توڑ چلے لنگر خود داری کو
ڈونگا جاکے کہان کشتی طوفانی ہون

زلف لیلی ہون نہ کچھ ہوش و حواس مجنون
ای جنون کس لیئے پہر وقف پریشانی ہون

بلبل مست جہکتی ہے چمن مین گویا
کوچۂ یار مین مین مخمور غزلخوانی ہون

بے تمیز و نکا زمانہ ہے عجب کیا اسکا
حبشی زادہ کہی یوسف کنعانی ہون

کان کیا رکھی کوئی کون توجہ فرمائے
دردسر کا ہون سبب قصۂ طولانی ہون

کسیلئے ٹیک بد دہر سے ہون چین بجبین
جبکہ دانای رموز خط پیشانی ہون

دن بہر آئینہ دکھاتا ہون عروس عملکو
رات بہر شانہ کش زلف پریشانی ہون

پیر کنعان ہون مین صاحب جومہ کنعان ہین
حسن مین آپ تو مین عشق مین لاثانی ہون

ہی تماشا گہ خوبی جو سراپا وہ شوخ
ہمہ تن مین ہی زیارتگہ حیرانی ہون

پست طالع ہین وہی صدر نشینی مین مرے
زیر پا مثل گل مسند سلطانی ہون

مجھکو اول سے فنا مد نظر ہی ای لطیف
ہر گھڑی مین ہمہ تن دیدۂ قربانی ہون

دم بھر بھی آپ ہی دہر منہ اگر کرین
دنیا ہماری نالی ادہر کے او دہر کرین

واحسرتا رقیب ترے گھر مین گھر کرین
ہم بام و در کے سمت بحسرت نظر کرین

کہدے کوئی ستون سے نہ ظلم اس قدر کرین
مجھ پر نہ رحم کہائین خدا کا تو ڈر کرین

تجنا نہ کیا مکان سے ہم ہٹ اگر کرین
کعبہ یہی ہو تو پھر کے نہ ہرگز ادھر کرین

جاتی ہین تیری کوچی سے دی مہلت اسقدر
حسرت سے ہم نگاہ سوے بام و در کرین

یہ پاس کر او نہین عدو سے لڑائین آنکھ
ہمکو کہان یہ تاب کہ قطع نظر کرین

باتین بنائین دل کی تسلی کو جھوٹ سچ
بھولے ہی سے وہ کاش ادہر کو نظر کرین

اے جذبۂ وجدانی ہین آخر وہ سیر کو
وہ فکر کر کہ آج ادہر سے گذر کرین

کاٹین گلی کو لیکی شہر ہاتھ سے
طول شب فراق کو یون مختصر کرین

نالے اگر رسا ہون کرین پلہ تیر کا
گولی ہی کم نہین ہین جو آنسو اثر کرین

خسرو کو دین نوید کہ فرہاد مر گیا
دنیا سے عشق اوٹھایہ ہوس کو خبر کرین

یہ حسن عارضی ہی جو چاہین ثبوت آپ
سو اوٹھ کے لیکر آئنہ منہ پر نظر کرین

مطلع ہی آفتاب کا کس آب و تاب کا
شاعر جو ہون وہ سیر بیاض سحر کرین

دستار و شملہ تاج و کلاہ ای جنون عشق
ہم سر پر نہ خوب ہین کیون در بدر کرین

دیکھین جو سنگساری اشجار پر ثمر
اولاد کی کبھی نہ تمنا بشر کرین

عاشق ہین ہم ہی شک کے صدمے اوٹھایا کرین
بلبل کے سامنے نہ گلون پر نظر کرین

اے ذوق کام یاس مین اپنا تمام ہے
جی چاہئین ہم وہ جو ٹھہر ہی عدہ اگر کرین

تری پھبنی سی آرایش آئے زیور مین
صفائی گوش سے دونی ہی آب گوہر مین

وہ زور گردش دوراتی ہی اپنی اختر مین
کہ جسکے ساتھ فلک ہی پڑا ہی چکر مین

یہ کہ رہا ہی در گوش زلف جانان سے
خدا نے پالا ہے مجھکو دہان اژدر مین

جو آج ہمسے قدیار کرتا ہے
لگی ہے شاخ نے کیا کوئی صنوبر مین

وہ سو رہے ہین دوپٹہ سفید اوڑھے ہوئے
چھپا ہی چاند مگر چاندنی کی چادر مین

نگاہ مست کی آنکھون مین ہے یہ کیفیت
اوٹھی شراب کے جس طرح موج ساغر مین

دہان زخم جو چوسین گے تشنہ کامونکے
تو ایک بوند نہ پانی رہیگا خنجر مین

ترے ستم سے زمانے کو اب نجات نہین
اوٹھا ہی نوح کا طوفان آب خنجر مین

ہوئین نہ خلق مین کیون موج تبسم یار
اسی سے لہر دنکو ہے پیچ و تاب گوہر مین

جواب ماہ جو لایا ہی ہمسے اوڑتا ہے
پری کے لگ گئے پر بازوے کبوتر مین

تری ہی بانکو دہن مین مین دیکھکر سمجھا
کہ سرخ رنگ کی مچھلی ہے حوض کوثر مین

میں فاقہ مست قناعت سے مست رہتا ہوں
نہ دسترس کی ہی ہے میرے ساغر مین

ہماری دیدۂ تر سے اوٹھا ہی وہ طوفان
فلک بھی جسمین ہی کشتی کی طرح چکر مین

دہان زخم ہے تیرے شہید کتنی ہین
مزہ ہی قند کی شربت کا آب خنجر مین

ادا و ناز و کرشمہ کی کیا نمود ین ہین
جوان جو ہی وہ بانکا ہی تیری نشتر مین

کسی خدا نہین دیتا ہی ظلم کی پاداش
لہو سے مورچہ لگتا ہے نطق خنجر مین

بقول تیری مرا عشق ای حسین تو نہین
قلق ہی میرے مجھے کیوان و زہرہ کین تو نہین

گلہ نہین ہے خوشی دل مین جو نہین تو نہین
وہ میہمان جسے اس گھر کی کچھ کمین تو نہین

مین اتنی بات پر اب بوسہ چھوڑتا ہی ہا
چلو لحاظ ذرا بھی مجھی نہین تو نہین

کسی سے ہمکو محبت ہی یہ جو کہتے ہو
ہمین بھی کاش بتا دو تو وہ ہمین تو نہین

جنون شوق مین کھینچا جو اونکی دامن کو
تو بولی آپ کی یہ جیب و آستین تو نہین

کچھ اپنا حال سناتا ہون تو وہ کہتی ہین
یہ چاہی سچ بھی ہو لیکن مجھی یقین تو نہین

مرا شریک نہین وہ جو رشک ہو مجھکو
کہ غیر سے ہے محبت اونمین کہین تو نہین

نہین نہین جو وہ کہتی ہین مجھسے ہنس ہنس کر
ادا شناس کو ایسے نہین نہین تو نہین

کیا تہا جل کے کل انگارا رات ملو تو ملون
نہین ہے ہیر ہے تمہارے یہ تہ نہین تو نہین

جو ہو رکے ہی بڑی آنکھ ہو تکلف کیا
وہ فتنہ زا تو نہین ہے جو آفرین تو نہین

کہین جو ہونگی تو بدنام ہو گی مان کہیے
رقیب سے مری باتین کہین کہین تو نہین

تمہین خدائی حق بندی ہی مان محبت کی
چلو یہ بحث کر دی ہے ہمین تو نہین

بلند رتبہ کیا میرے فکر عالی نے
فلک سے بڑھ گئی ایڑی یہ تہ زمین تو نہین

پھر آج لطف کا ملتا نہیں سراغ کہیں
کہاں گیا ہی ذرا دیکھنا دہن تو نہیں

مین چپ جو ہون وہ سمجھی ہین ارمان ہی نہین
ہی یہ کہ بوسہ سی اور سان ہی نہین

ہی عذر درد سر کا عبث بے کہی سنے
دل مین ہمارے تو ضعف سے ارمان ہی نہین

کافی تھا ایک بوسہ بھی مرنے سے پیشتر
اب لب سے لب ملا ہی تو کیا جان ہی نہین

وہ بی طلب خود آئی ہین اسوقت کیا کرون
ماری خوشی کے کچھ مری اوسان ہی نہین

ہان ایک بوسے کے لیئے مین جھوٹھ بولتا
پھر کہیئے کیا کہا تجھے ایمان ہی نہین

ممنون بوسہ مین تو ہون لیکن جو آپ نے
لذت اوٹھائے اوسکا کچھ احسان ہی نہین

مرنے سی بات اور تھی مطلب نہ کچھ ہوا
پھر جی اوٹھین کہ یار پشیمان ہی نہین

دم بھی نکل گھر رقیب مجھے لے گیا یہ کیا
اب سی تو اوسکی بات کوئی مان ہی نہین

ای شیخ کیا وہ حور جو فرمان پزیر ہو
معشوق کی خطاب کو پہچان ہی نہین

برق نظارہ سوز وہ رخ ہی عتاب مین
دیکھون جو آنکھ بھر کی یہ امکان ہی نہین

کہنے کی ہی یہ بات کہ مانع عزیز ہین
ہی بات یہ کہ تجھکو مرا دھیان ہی نہین

اوس گل کی کان ناز و نزاکت نی بھر دیے
کیا عرض کیجیے کہ ادھر کان ہی نہین

ضد ہو تو سو فریب سے لے آؤن راہ پر
اسکو مین کیا کرون کہ ادھر دھیان ہی نہین

ترک صنم نہ نطق کریگا کھو نہ کچھ
خود رای بھی ہی صرف وہ ناداں ہے نہین

دیکھینگے تماشا نہ میان چمن آنکھین
ڈھونڈھینگے تجھے پھولونمین آ ہی گی بدن آنکھین

آنکھین نہ نکلوائے ارباب نظر کی
درکار ہین جلوے کے لیئے جان من آنکھین

دل حاجی زائر تھا اودہی لوٹ لیا ہے
ہین کعبۂ ابرو کی تلے راہزن آنکھین

ابرو و مژہ سے تری نسبت ہوئی یہ بات
ای ترک ہین تیر افگن و شمشیر زن آنکھین

یون محو ستی شب وصل وہ شرمائی رہے ہین
دولہا سو کری جا نہ جیسے دولہن آنکھین

ابرو وہ تری شاخ ہین جو شاخین نکالین
آنکھین تری ایسی کہ چوراہین ہرن آنکھین

کیون نکسی دیتے تہین کیون ہوتی ہو مانع
کچہ تو زنہ لیجائین گی سیف فگن آنکھین

جب مشق اشارون کی بڑہی بول اٹہین گے
چل نکلین گے ای ہاں رکرین گی سخن آنکھین

کیا مجہ سے شرارت ہی جب آنکھین مین لڑاون
لین نوک کے پلکین تو کرین بانکپن آنکھین

جب تک نہ ہی جلوی سے وہ روشن نہوئین تہین
سمجہی ہی تہین قدر بصر جان مین آنکھین

گلشن مین تجہی دیکہکے پہولے نہ سمائے
رکہتی جو گل و لالہ و سرو و سمن آنکھین

پرویز تماشائی شیرین ہو تو دیکہے
پتہر اگئین ہوتین تری ای کوہکن آنکھین

می اتنی پیون ہاری نہ پتلی بہی سیاہی
ہون نشۂ صہبا سے عقیق یمن آنکھین

جلتی ہین چہلاوی کی طرح قیس حزین کو
لیلی کی کہان پائگی یارب ہرن آنکھین

ان آنکہونسے اوس شوخ سی بخشش نہونگی
بنتی ہون تو بنوائین کسی سے ہرن آنکھین

دو چار کو بسمل نکرین تیغ نظر سے
ہان بول دین یکرتبہ سبکبار زن آنکھین

کیا مہر نے خبازی کی اوٹہانی کو وہ آیا
کیون میری کہلی جاتی ہین یہ کفن آنکھین

دو آنکہونسے ہم محو لقا سیر نہونگے
ہون کاش نظر بال مسامات تن آنکھین

چل سیر گلستان کو ذرا سرمہ لگاکر
نرگس کی جہکا شرم سے رشک چمن آنکھین

ای ناطق کرین ثنا دلبر کی آنکہونسے جو دیکہین
انصاف کی آنکہونسے یہ اہل سخن آنکھین

دلخون و سینہ چاک مین آفت رسیدہ ہون
اس گلشن جہانمین انار رسیدہ ہون

ہون مطلب جہانسے دست کشیدہ ہون
جاتا نہین کہین قدم آرمیدہ ہون

برباد میری ساتھ عبث ہونہ ای شمیم
مجھسی الگ الگ کہ ہوای وزیدہ ہون

اب میری بازگشت چمن مین محال ہے
ای باغبان گلونکا مین رنگ پریدہ ہون

چمکے نہ جیکے برق تجلی مصر ہے کون
جلوی ہزار دیکھی ہین مین کیا ندیدہ ہون

رونی کا رنگ دیکھکے کہتا ہے دل یہی
بس اکدین قطرہ خون چکیدہ ہون

آئی جو رحم بھی تو کوئی کیا بنا سکے
ایوای مین صدای گلوئی بریدہ ہون

ثابت ہی میری رنگ سے تیرا کمال حسن
گویا زمان مصر کا دست بریدہ ہون

شوخی کہان وہ آنکھ مین بعد از زوال حسن
وہ چل بسی یہ کہکی غزال رمیدہ ہون

ممنون بربادنہ منت کش بہار
کیا باغ باغ ہون کہ نہال بریدہ ہون

گلزار و کوہ و دشت کہین بھی نہین قرار
جوش جنون ہی موج نسیم وزیدہ ہون

حسرت مری ہی ہی جو مری میرے دل مین ہے
کہتی ہی تیری جان کو تیغ کشندہ ہون

صیاد ہاتھ مل کہ بس اب ہاتھ آ چکا
طائر نہین حنا کا مین رنگ پریدہ ہون

ہون لطف بندہ بندۂ بی دام آپ کا
بی مال و زر غلام عنایت خریدہ ہون

کیا اگلی باتین یاد کرون تمان کبھی تھا نطق
اب تو خموش ایک زبان بریدہ ہون

چھوڑے اوسی تو چارۂ سودای دل کرون
پر ہیز اگر کرے تو مداوای دل کرون

اب یاس کو حریف تمنای دل کرون
تمان درد بی دوا سی مداوای دل کرون

وہ مفت پیرہین تو نہ پروای دل کرون
سودا نہین ہے پیر جو مین سودای دل کرون

سینے سی مین لگاون اگر پاؤن درد کو
آئی جو داغ ادھر تو سویدای دل کرون

وہ کونسی ادا تھی کہ جو دل رہا نہ تھے
حیران ہون مین کس سے تقاضای دل کرون

ای غم بنا دی شانہ وسی کرکے چاک چاک
اوس زلف مین یہ مین مگر جای دل کرون

گلشن نہین ہی سوختہ دردون داغ ہے
کہتے ہو کیا کہ لامین تماشای دل کرون

ہو ہو گئی ہین ہاتہ دبائی دبائی شل
ہی ہی مین کیا علاج پیشہای دل کرون

بی پردہ ہو وہ برق تجلی جو جلوہ گر
ہر داغ عکسو دیدۂ موسای دل کرون

دل پر ہزار ظلم ہین اوسپر یہ ظلم مین
وہ کاٹ لین زبان اگر ہای دل کرون

ہر ہر قدم پہ شوخی رفتار کشتی ہے
سو سو جو دل پسین تو نہ پیدای دل کرون

اوسکی نگاہ کی ودیعت بغل مین تہی
مین دل کا کیون ہون کہ جو دعوای دل کرون

کب تک غم ایک قطرۂ خون چکیدہ کا
کب تک مین آہ ہای دل درای دل کرون

جولانیون پر آئی وہ گلگون ناز اگر
میدان گشت وسعت بیجای دل کرون

اوس گوشۂ خیال پیای مہ جبین تلک
صدقی ہزار وسعت صحرای دل کرون

پای یہ لطف یاس مین جی جا ہی تھک
نا کامی ابد کو تمنای دل کرون

ہمکو گماں نہین کہ تمے جو بولا جائین
کوچۂ یار کو کیون چہوڑ کے صحرا جائین

اپنی دیوانیکی وہ تشنۂ خون مین تہی
قتل اگر کرنہ سکین قصد ہی کہلوا جائین

برق چمکی جو یکایک تہے ہی خسار و تلی
غش تو کیا جانہی مشتاق تماشا جائین

شوق لایا تہا ہمین آئی ہے نہین طاقت
کہ پہر اب لوٹ کی مایوس تمنا جائین

آرزو دنکا جب تماشا ہو شب وصل ہجوم
جای انصاف ہی کیونکر نہ وہ گہبرا جائین

آج کل سی ہی زیادہ مجھی بیتابی ہے
کچھ عجب جان نہ ہمدم وہ اگر آجائین

واہ محرومیٔ دیدار مقدر دیکھو
آتی آتی وہ مری سامنی شرما جائین

میری ٹھہری نہ ٹھہرتا دل بیتاب نہین
دو گھڑی کے لیے آکر وہی ٹھہر جائین

میری گھر آتی ہی آجو نہ آنیکا جواب
بس وہین لوٹ پڑی جی مین کہا کیا جائین

چاہیئی تھا اوسی سمجھا کی یہان لے آتے
نہ کہ آکے سند اور ٹلا بھی سمجھا جائین

سچ ہی ہان جھوٹھ تو ہی وصل کا وعدہ لیکن
کسطرح مان لون جب وہ قسم کھا جائین

مختصر آہ کی عقدی مین ادا کرای نکتے
طول سی قصۂ غم کی وہ نہ کہہ جائین

ستمگر ہین پر ہمکو بھائے ہوئے ہین
وہ در نکلے دلمین سمائے ہوئے ہین

مرے قتل پر رنگ لائے ہوئے ہین
وہ مہندی ملی پان کھائے ہوئے ہین

پھنسی سے کیا پیچ پھر چلین گے
یہ گیسو ہمارے بنائے ہوئے ہین

یہ رنگت خدا داد ہاتھون نی پائی
کہ گویا وہ مہندی لگائے ہوئے ہین

فلک کے قلیبونکے دل کے بتون کے
کہین کیا کہ کس کے ستائی ہوئے ہین

ترے گھر کی ہے منزلت اپنے دم سے
ہمین او سکو کعبہ بنائے ہوئے ہین

بلا دلفریب اونکے ناز و ادا ہین
کہ اس ظلم پر بھی وہ بھائی ہوئی ہین

نہین آنے دیتی ہین دل خال رخ پر
ابھی تک تو گولی بچائی ہوئے ہین

ترے منتظر مثل نقش قدم کے
بہت لوگ آنکھین بچھائی ہوئے ہین

ترے عشق مین رنگ لائی ہین زاہد
یہ خرقی تجھے پر رنگائی ہوئے ہین

شب ہجر کا ڈر یہ غالب ہوا ہے
کہ دم صبح محشر چرائے ہوئے ہین

ذرا بیقرار و نسے کم کر تغافل
کلیجے بہت مُنہ کو آئے ہوئے ہین

شرارت سی وہ نطق بھولے ہی ہین
بلا فہر ہین کیسلے کہائے ہوئے ہین

شب وصل کی لطف اوٹھائے ہوئے ہین
وہی رنگ آنکھون مین چھائے ہوئے ہین

لبونپر یہان تک لی آئی ہوئے ہین
تری خو سے پر خوف کہائی ہوئے ہین

وہ نکہت سی ہین بید مانع اور در سے
نسیم و صبا دم چورائی ہوئے ہین

بلا ضیق مین ہون مین تنگی دل سے
مجھے جیسے پہلو دبائی ہوئے ہین

مزہ حسرت قتل مین ہی کچھ ایسا
کہ ہم قتل سی جی چورائی ہوئے ہین

مہ و مہر ہین جائین گی چاند رخج
وہ جھومر کو اب سر چڑہائی ہوئے ہین

مری قتل کا کیون اوٹھائین ٹیرا
کہ پان آپکے مُنہ لگائی ہوئے ہین

یہ طائر جو بیٹھے سی چلا رہے ہین
خدا جانی کس کے ستائی ہوئے ہین

سبھی پہر گئی ایک مست کی پہرے
محبت مین اپنے پرائی ہوئے ہین

یہ دل جو کہ ہین نقش صدقے اتر ہین
تری عاشقونکی جلائی ہوئے ہین

ندامت نہ قاتل کو ہوسی ای نطق
ہمین مُنہ کفن سے چھپائی ہوئے ہین

اوڑتا ہی اک شانہ دل کوئی آن مین
ابرو ہے تیر غمزہ وہ جوڑا کمان مین

کرتے ہین صاف دست ستم امتحان مین
پورے ہین ورنہ خوب ہم اونکی گمان مین

ہم بھی تو لاغری سی فقط رہ گئے
وہ جسم جا ملا جو لطافت سی جان مین

ہی اور ہی کچھ اپنی دل بد گمان کو وہم
پہانڈا تہا رات چور جو اونکی مکان مین

تہمہ سپہر یون کا جوش جوانی ہی شوق ہے — خود گدگدی سی اوٹھتی ہی اب اونکی آہین
ہین ہی بُرا سہی مگر آپہی بنا ہے — کیا لطف ہی جو آئی گلہ درمیان مین
دنیا ملی ٹہہ بجانے کی طغنی اوسی سے — اتنی سکت کہان ہی ترے ناتوان مین
سنتا ہی چیر چہہ کے وہ گل مرے فغان — رہ گیا جو نالۂ بلبل سے کان مین
یہ عشق آنکہہ کا رگ و پی مین سما گیا — بادام کا ہی مغز ہر ایک استخوان مین
صبح شب وصال دل ایسا اوداس تہا — نالی کی وہ کشش نہی جو مدعی ان مین
آئی ادہر جو اونکی طبیعت یو مین سہی — لوٹین گی ہم ستم کے مزے امتحان مین
تو لی نقاب ہو تو نظاری کی واسطے — مہر آئی ذرہ بنکے ترے تابدان مین

نور خدا ہی نام انہین کے جمال کا
کعبے کی ہے ہین نطق یہ ہندوستان مین

جنبش مژہ کی سینہ سپر کرکے دیکہہ لین — دو چار ہاتہہ آئے خنجر کے دیکہہ لین
شاید کہ ہو تسلی دل مرکے دیکہہ لین — تہہر ہی لاؤ چہاتی پر اب ہر کے دیکہہ لین
جو یو چہتی ہین کیا دل پر خون کا رنگ ہے — شیشے مین وہ شراب کبہی بہر کے دیکہہ لین
ہی طفل اپنی جنبش ابرو دکہا ہمین — چہوٹے سی ہمچی کی کبہی ہم مر کے دیکہہ لین
جاتی ہین آپ دیکہیے اب کب خدا ملای — مُنہ پہیرے ذرا نگہ بہر کے دیکہہ لین
وعدہ وہ کرگئے ہین جنازی پر مرکے ہم — جی مین ہی یہ بی جہوٹہہ ذرا مر کے دیکہہ لین
بولی کہا کی چرخ کو وہ نقش باز مین — خرشید و ماہ اپنی برابر کے دیکہہ لین
نظارہ کرکے آپکے روئے مسیح کا — جی مین ہی زخم دل مین نمک بہر کے دیکہہ لین
اونکو جو بیقراری شب کا یقین سہو — وہ تار تار الگ مرے بستر کے دیکہہ لین

الدی شرم دنکو وہ نکلین نہ صحن مین
یہ خوف ہی نہ مرغ ہوا پر کے دیکھ لین

ہے مثل مہر نور فشان یار کا بدن
تار شعاع تار مین جا در کے دیکھ لین

وہ بدظنی سے برہم اوشین مجھسے صبح کو
زلفون کی بال منہ سی اگر سر کے دیکھ لین

چلیے تو بے نقاب ذرا سیر کے لیئے
کیا رنگ ہین چمن مین گل تر کے دیکھ لین

بتیا یون نے کچھ نکیا یار کو اثر
جو ہو سکے تو صبر بھی اب کر کے دیکھ لین

مرتے ہین ا بتو جاتے ہین جی ہی جہان سے
آنکھون مین دم ہی آ ؤ نظر بھر کے دیکھ لین

کٹ جائین گی حریف سخن معرکے مین لطف
جوہر مری زبان مین ہین جھگڑ کے دیکھ لین

تو جا نہا ہی یہ کر مجھے آرزو نہین
مین اس سے ہون خموش کہ اس سے کہا تو نہین

گو مہربان یون وہ بت ماہرو نہین
پر ای فریب دل مین جو ہم ہین سو تو نہین

ہر دم کی چھیڑ چھاڑ نہین دل لگی حضور
آجائیگا ملال کچھ اچھی یہ خو نہین

یہ فخر کیا ہی کم کہ سگ کوی یار ہون
ہو کر ذلیل و خوار بھی بی آبرو نہین

بیمار بد دماغ ہین چڑھتی ہین ناز سے
وہ چارہ گر نہین ہین تو ہم چارہ جو نہین

قاتل کی نا تہ چومئی اپنے فراغ پر
کاری ہین ایسے زخم کہ فکر رفو نہین

دریا ہی شوق اوس سے مین کرتا ہون مستعار
میرے شراب کے لیئے جام و سبو نہین

عیار کا گریز لگاوٹ سے دیکھنا
کہتا ہے دیکھ مجھکو خبردار چھو نہین

ایسے جمال شوق فزا پر بھی او نکجو
کہلا ہی چھوڑتا ہے کہ کچھ آرزو نہین

اس کے ہی یہ کنایہ جو چھیڑ اوس نے چھوڑ دی
شایان ظلم و جور بھی اپنی لنطق تو نہین

اسی غنچی اوس دہن کی برابر کا تو نہین — بچہ مین وہ رنگ بو نہین وہ گفتگو نہین
مثل کباب گریۂ خونین کی خو نہین — مین اس طرح جلا ہون کہ خامی کی بو نہین
عاشق ہوی ہین اونکی وفا جنکی خو نہین — اونپر ہین عش کہ جنکی گل رخ مین لو نہین
وہ پھول یہ حسین ہین باغ مراد مین — جنمین وفا کا رنگ محبت کی بو نہین
خلوت مین اختلاط نہ جلوت مین چھیڑ چھاڑ — تم کیسے آدمی ہو کہ کچہ آرزو نہین
اسپر بھی آپ آنکھین دکہائین تو قہر ہے — یعنے بجز نظارہ کوئی آرزو نہین
اس شک باہمی مین نہین حیرای غیب — یعنی جو تو ہی ہم نہین ہم مین تو تو نہین
یہ جام ہی تمہین کو تنک ظرف نوش جان — ہمسے بلا کشون کو تو ساغر سبو نہین
بجھکر جو جیت جاگ نہین گل کو ہی جنون — قطرہ صبا کو ہی جو تری جستجو نہین

کوئی حسین نطق تجھ منہ لگای کیا
سو بات کی یہ بات ہی اس سے بن سکی نہین

بڑی عجا یہ ہین سب سے الگ حجابت جتاتے ہین — رقیبون سے حلف کرتی ہین جسمین کیا تی ہین
وہ اس انداز سی کرتی ہین ظلم ایسا نبہاتے ہین — کہ شکوی شکر ہو ہو کر ہمارے لب پر آتے ہین
فقط مہندی ہی لشکر بان بہی بن نکی آتی ہین — سبہی دل سوز کی خاطر مین رنگ اپنا جماتے ہین
قیامت کر رہی ہین یاد اوس عشوہ کی دا ئی ہین — تری نا لو ای بلبل ہمارا دل کہا تی ہین
الہی مین محبت ہی مگر نقش عداوت ہم — جہان اوس انجمن مین بیٹہتی ہین وہ اوٹہا تی ہین
تری در کی فقیرون نے یہ کی ہے منزلت پیدا — کہ اونکی جہونپڑی قصر سلہان پر جہکا تی ہین
جو یوچہی چہپ کیدن وجہ نقاب اوس ماہ طلعت سے — تو بولا جتنے کامل ہین کمال اپنا چہپا تے ہین
لگا بیٹہے ہین کچہ وہ ای فروغ انجمن تجھسے — تماشا ہی پتنگے شمع کو اولٹا جلاتے ہین

فدای آمد نماز اپنی جان و دل مگر کیجیے
کیا ہمپر کرم یا بھولی سبکے آپ آتی ہین

غضب کے گو کہ آغوش تصور مین ہی گیرائی
مگر وہ شوخ ایسی ہین کہ پہر بھی نکلی جاتی ہین

گئی یہ دل لگی بھی شاعری بھی مجھسے اچھوٹی
کہ وہ میری غزل گاتی ہین اور تسمین جمال الدین ہین

نجانی تاکہ یہ کوئی انہین فی سکو مارا ہی
مری تابوت کی ہمراہ وہ بھی روتی جاتی ہین

غرور حسن سے سمجھے ہین کیا شے عکس کو اپنے
نہین معلوم آئینے مین کسکا منہ چڑاتی ہین

معطر جسطرح لڑکی مین پڑی لوگ سوتے ہین
یونہین سے لیکر تری گیسو وہ تمتی ہوئی لڑکیوں سا تی ہین

یہ شرح شوق کب تک بس ہم اغوشی بنا سب سے
عبارت مختصر کرتی ہین اب مطلب آتی ہین

وہ چپ نخوت سی بیٹھی ہین مگر وہم محبت سے
ہزارون مو سوی اسی نطق میرے دل مین آتی ہین

صحبت ماہ شبینہ کا اثر کچھ بھی نہین
کیا دلا خواب بہا جو وقت سحر کچھ بھی نہین

جس سے کچھ فیض نہین ہی وہ بشر کچھ بھی نہین
جس مین پہل پھول نہ آوے وہ شجر کچھ بھی نہین

کس طرح ہون وہ مری زور نہ زر کچھ بھی نہین
ایک زاری ہی سو ہے یہ اثر کچھ بھی نہین

مرگئی دیکھکے دنیا کے تماشے یعنے
آنکھ کی بند بس اب مد نظر کچھ بھی نہین

پشت سی ہی نظر آتی ہی شکم کی سیلی
وہ تن آئینہ نہین ہے کہ ادھر کچھ بھی نہین

صورت طائر تصویر نہین اوڑ سکتا
حیرتی رخ صیاد کی پر کچھ بھی نہین

اوڑ گیا رنگ یہ کیون منہ سی ہی کہکر سنکر
مسمے غیر و نسی جیسی چوری اگر کچھ بھی نہین

غیر کی حصے مین رخ یعنی ادھر تو سب ہے
میری حصی مین ذہن یعنی ادھر کچھ بھی نہین

شور سنتی تو قیامت کا شر آفت کے
تجھ مین ای آہ ہی سب کچھ پر اثر کچھ بھی نہین

کچھ بھی دل کا نرہا دہیان ہجوم غم مین
کب ہوا خون ہمین اسکی خبر کچھ بھی نہین

بوسے لینے سے جو وہ چونک پڑی مینے کہا
ہوئی بد خواب تم اے رشک قمر کچھ بھی نہین

دیکھیے اسکی حقیقت کو تو سب کچھ یہ ہے
گو کہ یون خاک کا پتلا ہی بشر کچھ بھی نہین

گالیان کہا کہ جو پھر بوسہ لیا وہ بولے
بیحیا ڈنکو ملامت کا اثر کچھ بھی نہین

ہم گدا کمٹ مری اونکے در دولت پر
حشر برپا ہوا پر اونکو خبر کچھ بھی نہین

حسن با صد سپہ ناز اودہر آمادہ جنگ
عشق بیچارہ کری کیا کرا دہر کچھ بھی نہین

بزم آراستہ بی یار کے بے رونق ہے
نغمہ و بادہ سبھی کچھ ہی مگر کچھ بھی نہین

ہمنے پیمان وفا اہل دغا سے باندہا
دوڑی نسبت اودہر اپنی کہ جدہر کچھ بھی نہین

ترک بیداد سی ہوتا ہی تغافل کا گمان
چین یون بھی تو نہین ہمکو اگر کچھ بھی نہین

بی تر آہین ہین فریاد و فغان بی تاثیر
ہان ثنا نی کو سبھی کچھ ہین مگر کچھ بھی نہین

بی تعلق ہون زمانی سی مین یہ صفت
دیکھین سب مجھکو مگر مد نظر کچھ بھی نہین

بند شین کھل گئین ای یار تری ٹیکے کی
پیچ پر پیچ لگائی ہین مگر کچھ بھی نہین

کبھی نکلی نہ ہماری ہوس بوس و کنار
ہین تو کیا ہین وہ دہن اور کمر کچھ بھی نہین

ہی جو معدوم تو مضمون ہم آغوشی کیا
ثنا وہ نہ کہو تم وہ کمر کچھ ہی نہین

بوسی چشم و ذقن و لب کے لیئے مخزون نی
چین حسن کی جو ہی ہین تمکو کچھ بھی نہین

یہ طلسمات جہان صرف نظر بندی ہے
سامنی آنکھ کے سب کچھ ہی مگر کچھ بھی نہین

نطق سی کچھ تجھے اوپر دہ نشین لوٹ تو ہی
پھر قسم کیون نہین کہا تا ہی اگر کچھ بھی نہین

کرسی نشین عرش خدای کبیر ہین
ہم خاکسار لوگ دعائے فقیر ہین

ازار دام زلف مین صدہا اسیر ہین
اوس مانگ کی لگیر کے ہمکون فقیر ہین

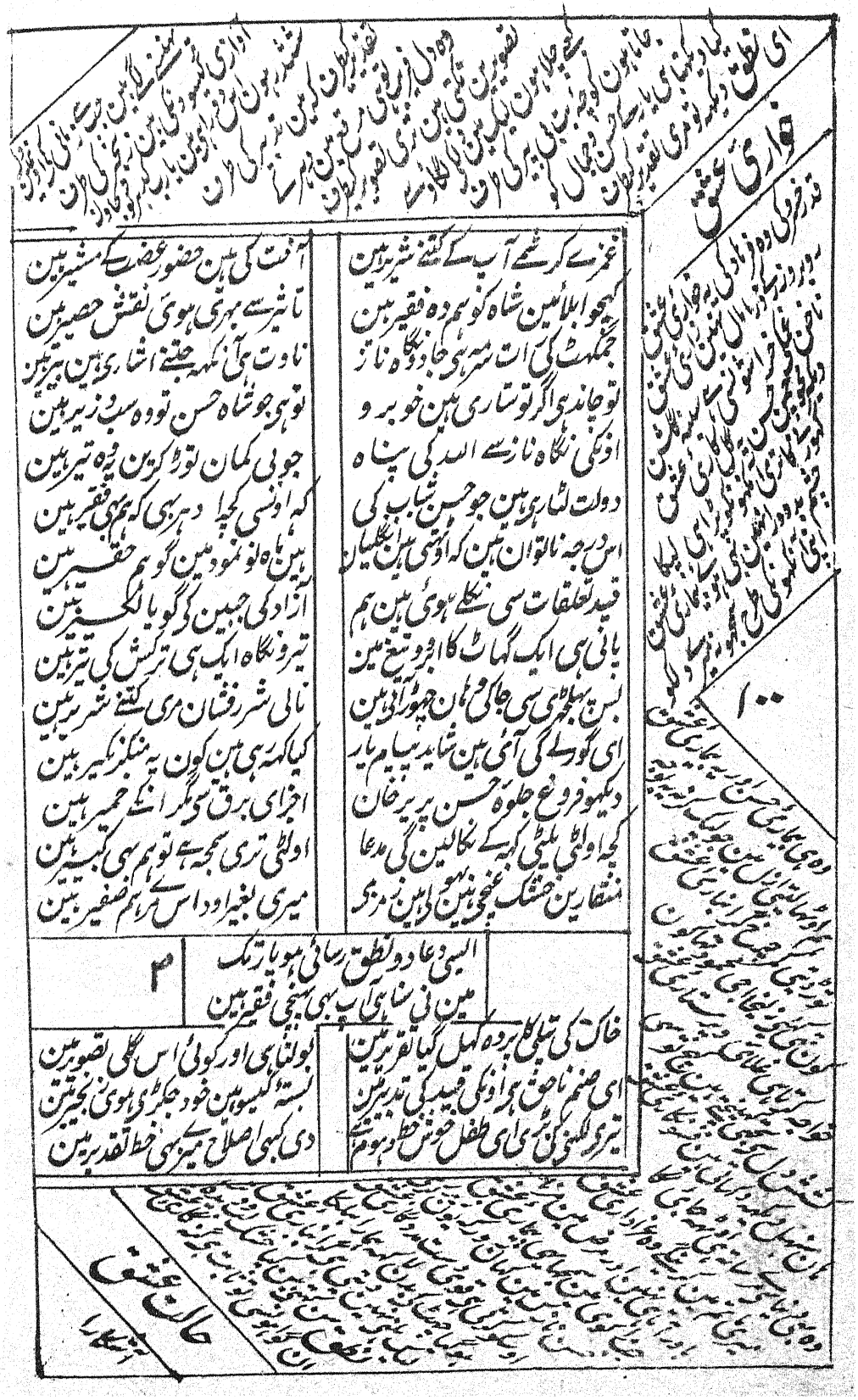

ٹھنڈی ٹھنڈی گرمیان یاں جن جلاتی ہی لوُ
کہہ ندو ہم لکھنؤ سے جارہین کشمیر مین

پوچھتی ہمسے نہ عالم کچھ ہجوم یاس کا
ہم نگہ ہین زیر خنجر دیدہ بخجر مین

خاک ڈالو خون پر دیکھو یہ قصد جانمین
تم ہی سوا ہوگی میری لاش کی تشہیر مین

پردہ ہای گوش بگھینگی دامن مین گئی
بھول جھڑتی ہین وہ منہ سے آپکی تقریر مین

سر کی گتھی ہی جو تار عمر مین کس سے کہلے
یہ ہنر قاتل ہی تیری ناخن شمشیر مین

وصل کو جب کہتی تو کہتا ہی وہ بت جاکے
پہلے لکھوا لای اللہ سے تقدیر مین

زندگانی کا بھروسا مجھکو مل سکتی نہین
مین نگاہ واپسین ہون دیدہ بخجر مین

ہی وفاداری جو ثابت بندہ درگاہ کی
کچھ زمین اپنی گلی کی دیجی جاگیر مین

نطق اوس شکی در اپاکیزہ صورت دیکھی
ڈال دی ہی جان کیا اللہ نے تصویر مین

۱۰۱

بغل مین اونکو سلا چکی ہین ہم اپنی قسمت جگا چکی ہین
مزے دل جو تھی پا چکی ہین مزے ہی اب تو اڑا چکی ہین

گجر سا وصلت کی شب ہے بجتا ہوا ہی گویا بلا نیکو دیوا
بجا رہین بہرات کیسا ابھی تو ظالم بجا چکی ہین

کریگی ان وصل کا مقرر وہ یا خود آئیگی دوڑی گھر پر
کہ رات میری تمنا مین سو کر مزا جوانیکا پا چکی ہین

قمار الفت مین دل لگا کر لگا دیا داؤ کیسے جی پر
اڑی ہین اوس پر مقدراڑی تو قسمت اپنی گنوا چکی ہین

منگاؤن مینا و جام و بادہ چلو نہین لینی کو خود پیادہ
ترا ہے کچھ دل مین زیادہ مگر وہ نزدیک آچکی ہین

پلک جھپکتی ہی پھر جو چونکا تو دیکھتا ہون عجب تماشا
بغل مین شوخی سی کمسنی کیا وہ بیگر و تھیکہ جا چکی ہین

کہان مین پیرمین اور وہ سن دن ہین جبکہ مین زور دیتا گن گن
کہ نازاونہانیکا کاتھا جو مین وہ زور دینی کبھو اچکی ہین

جناب لیکی ہی پھر بہت کسی کرینگی ہین اہر لقت
ابھی کل کی ہی بات حضرت زک ایک بت سے اوٹھا چکی ہین

زوال خوبی کو ہو گیا تو الگ ہوئی شیفتہ سے جو جو
اب آئی ہین مجھکو لوٹنی کو جب اپنی دولت لٹا چکی ہین

آسمانی فرش پہ کچھ خال نہین ہے نقش
فرش دیدہ و دل جان نثار مقدم
وای پر حال اگر اس نے نہ کی تیری خبر
نطق اس جملہ پہ تف ہی تیری فصاحت پہ ہزار
سلام شوق

ای ذکر

ہوئی ہیں مجروح خوں قاتل تڑپ ہے ہیں جو شمشیر کی
نہیں ہیں یہ مکھیاں جو یوں دل پہ آ کے جو ٹھہرا کی

کہیں تجھکو لگا کے کچھ لم نباد ہیں بدنام اور مجرم
یہ بوسے اور ستا دہیں معلم ہزاروں تجھے ٹھہرا کی

مری پر آیا ہی حرم دیکھو خدا نہ دے کیا ہی لگو
وہ شمع لائی مزار پر جو چراغ مستی بجھا جگی ہیں

ہنسی نہیں ہے لڑائی ہے تو اتماشا دکھائی ہے
نہ ٹہر کی پہر پٹھہ دٹھہائی ہے تجھکو ٹھہرا جاؤ ہیں

میں جاؤں میرے مٹنے کی حسرت عجیب ہم مجھی ہے حسرت
اور ہر فضای شوق وصلت اودہر مہندے لگا جگی ہیں

ہلائی زنجیر دی ہی دستک کنوار کھولی نہ آی در تک
یقین اب ہے ہی نطق بیشک جو آئی دای تھی آ جگی ہیں

تو بھی اپنی جگہ بخت سیہ ہر آنکھہ میں
دیکھہ کر لیتا ہی ہر مہ کس طرح گھر آنکھہ میں

تو جو جای ہا نغ ادہر تو وا کرین گوش گل
اور اودہر نرگس کری ایجا کرم کر آنکھہ میں

دیکھنا ذوق تماشا اوسنی جلوٹی نقاب
آ رہی ہا ی بدن کی جان کچکر آنکھہ میں

میری محفل سی نہ اوٹھہی کر کے غدر نشمکش
آنکو دلمیں جگا یای بندہ پرور آنکھہ میں

ماورای ہفت جنت آٹھوں جنت یہ ہے
پہر رہی ہیں کیسی کیسے حور پیکر آنکھہ میں

خون شدہ دل اب کہاں سنیے میں ای تیر نگاہ
ڈہونڈا وہی دامن میں تو یا نشتر آنکھہ میں

آبلہ لب پر ہی چا آہ بے تاثیر سے
آب نزلہ ای تر آنسو سے ستر آنکھہ میں

اوسکی بدنامی کا ڈر کچھ اپنی سوئی کا خوف
آنسو اولٹی پہر پلٹ جاتی ہیں اکثر آنکھہ میں

طعن سے کہتی تھی وہ کیا گمو تا ہی حور کو
جنگاہ واسچین میری ہی شستہ آنکھہ میں

تری نظر و نکی کہان پای لگاوٹ ہر گہ
مثل تیر ای نکھہ کے جا دہ نہیں ٹہر آنکھہ میں

آنکھہ حور و نکی جیسکی ہے تماشا دیکھنا
کیا کہلا ہی ستر اوس کافر کی لڑا آنکھہ میں

ہای ہی حیرت فزای جلوۂ دلدار کی
یون نگہ مشتاق کی آہ جای مشہدار

ہم بھی مثل نقش مشتاق نگاہ نازہین
اس طرف ہی دیکھتے ہین سر اٹھا کر آنکھ مین

شب وصال رہا اس عذاب مین
آیا کہا تمہارا دل گھبرا جائین خواب مین

دیکھی ہو کوندتی ہوئی بجلی سحاب مین
یاد آگئی وہ موج تبسم نقاب مین

جلتا ہی جی پھنکتی وہ کب تک حجاب مین
آتی ہی حرف آہ آگ لگا دی نقاب مین

بوسہ لیا تو لطف کہلا روے یار کا
مستی ہی مے مین ہی نمک کباب مین

کافی ہی تیری آنکھ کا ساقی پس ایک جام
سرمستیون کی واسطے بزم شراب مین

اللہ سے دعا ہی مری روز و شب یہی
پریان لعبہ جاتی ہین حورین خواب مین

پہر بھی کہین گے کچھ نہین دریا کی سامنے
جاتا ہین بند حضرت عیسے سے بیشتر

بالفرض ہو جو ہستی قطرہ حساب مین
ہوتی شراب اگر قدح آفتاب مین

کیون میرا قتل رہ گیا لوگ آ گئے
ہی منع دیر اسی سو تو کار ثواب مین

سرخی جو بھائی گالونکی پہر بوسے لیا
تقصیر ہو گئی ہے دوبارہ عتاب مین

آخر سوا نہین کے تو لکھنا نہین ہے کچھ
پہر اتنی دیر کس لیئے خط کے جواب مین

مشتاق سیکڑون ہین ترے کھولئے تو بند
کہلتا نہین کہ کیا ہی تماشا نقاب مین

اس سے جو اصاف کا مضمون کہل گیا
بھیجا جو سادہ خط ہمین خط کی جواب مین

آیہی نبی نہین ہین جوانی مین کچھ بہکے
سرپر بہی ہین سیاہ چرمہا تمہا شباب مین

سمجھے نہی گرد راہ جسے اردلی کی لوگ
وہ نطق ناتوان تہا تمہاری رکاب مین

نہ اوٹھی جب سے تری کوچی مین ہم بیٹھی مین
یا نوتوڑی صفت نقش قدم بیٹھی مین

صورت پیکر دیبا ترے بیمار مسیح
نہ کبھی اوٹھے کی سر بستہ غم بیٹھے ہین

صبح سی شام ہوئی شام سی پھر صبح ہوئی
پر مرا شوق کیا ہی وہ کم بیٹھے ہین

نہین معلوم کہ اس بزم مین کیا ہوا ہی
ایسی خم در رفتہ ہین گویا نہین ہم بیٹھی مین

کس طرح اونکو اوٹھاؤن کہ تری محفل مین
نقش قالین کیطرح غیر تو جم بیٹھے ہین

ہاتھون وہ بس گئی ہی یوجہ سے ای ستم خیز
جس جگہ تیری گران بار الم بیٹھے ہین

سر اوڑا دوگی اس در سی اوٹھین گے تو بھی
لیجیے آپکے قدمونکے قسم بیٹھے ہین

شوخی چشم صنم تیرا زمانہ دیکھا
چوکڑی بھول کی آہو ی حرم بیٹھی مین

دیکھو دیکھو نہ رقیبونسی لڑا ؤ آنکھین
کشتہ رشک اد ہر ہم ہی صنم بیٹھے ہین

حشر کا دن ہی کہان ظل حمایت ڈھونڈھین
بس تہ سایۂ دیوار خصم بیٹھے ہین

جانی والے ہین عدم کو یہ سب آنے والے
نفس چند یہان لینے کو دم بیٹھے ہین

جوش وحشت مین گری موتی کہان کر ٹھوکر
آج سبی آپسے شک کر نہین ہم بیٹھی مین

زیر ابروی صنم تل نہین سمری کی یہ نطق
چند سندوقہ محراب حرم بیٹھے ہین

یون دبکنی مین لالی کی پھول اچھی پھلی مین
داغی ہین جگر کسکی تب غم سے جلے ہین

ہو سیر گلی مین جو کہین ضعف سی رہ جائین
نالی تو بڑی مور و مگس بھنبھنی سی چلی ہین

چولی کی ذرا پیچ جو کسر واہی رہ جائین
دیوانونکی پہانسی مین تو ہر وقت گلی ہین

بگڑی تو بنی اور بھی یہ حسن کی خوبی
مہتاب تہ ی ہین جو وہ جوبن سے ڈھلی ہین

گنجینہ گوہر یہ مقدر سے ملا ہے
سینے کے پسپھولی ہین کیا خوب پھلی ہین

ای گور کرم کر فشارون کی نہین تاب
دامانو کی سایی ہین کنار و نہین پلی ہین

عشاق کو لی اوڑ تو پرای شوق لگاد ے
وہ ہین سر بام اور یہ کوٹھی کے تلے ہین

نالون سی یہ کہتی ہوئی جان آئی لبون تک
مجکو بھی لیئی چلئی کدہر آپ چلے ہین

ای پار تری کوچہ نشینون سی ضد ہے
دیوار و ذلی اندر کی طرف سایی ڈلی ہین

روئے عارضی و نکاہین علمع کا ہی سب کام
وہ گال و کہانی ہی کو سونی کی ڈلی ہین

دیدہ بختی بند یکو توڑنے کی اجازت
پہرا رضوان و سماد یکھی اوپر کی تلے ہین

بیچور کوئی عضو حسینون کا نہین ہے
گویا بد قدرت نی یہ سانچے کی ڈلی ہین

مشکل تہاتری پاس سے غیر و نکوا دینا
تیہر پہ بڑی زور کیئے ہین تو تلے ہین

کیونکر نہ بنا ہوگا کہ ہون اہل وفا مین
اچہی ہین مجہی اچہ بری یا کہ بھلے ہین

اوہہ سانہ ہو تو قصہ سنانی کی بہانے
ای نطق وہ اب بند می سونیکو چلی ہین

گو جفا و ستم و جور حسین کرتے ہین
وضعداری ہی کہ ہم ترک نہین کرتے ہین

لے تو جو چاہو نہین یار نہین کرتی ہین
نذر ہم آپکے جان و دل و دین کرتے ہین

بہول جاتی ہین مجہی دیکہکے اوسکی صورت
آشنا میری مرا ذکر نہین کرتے ہین

شاہ خوبان جو ہین وہ بی فوج و حشم
روز قبضے مین نئی ایک نئی کرتے ہین

بوسے لینے کی مجھے خو ہی نہین لیتا ہون
اوسکو عادت ہی نہین کی وہ نہین کرتے ہین

اپنی تقدیر کو روتی ہین تمہارے آگے
کیون خفا ہوتی ہو تم شکوہ نہین کرتے ہین

گا لیان لاکہون ہی بکتی ہین پہر و سپر یہ بت
بیہ ہن بتی ہین کچہ بات نہین کرتی ہین

شیخ حق حق تری کیا جبکہ ہی آواز مراد
وہ ہی ہو حق جو خرابات نشین کرتی ہین

بڑھ کی اللہ سی ہی ہندکی بت ہین مغرور
جو کلیم آئین تو یہ بات نہین کرتی ہین

شرم کی آڑ ہی حور منہ نہین دکھلاتی ہین
ظلم در پردہ بت پردہ نشین کرتی ہین

بوسۂ لب تو دلی خال کا بھی بوسہ دو
منہ کو تم سب کہا کی ٹھہائی نمکین کرتی ہین

کوئی جانان نہ پس مرگ چڑھاتین مجھ سے
لوگ کیون مجھکو مہان دفن نہین کرتی ہین

جوش وحشت نی بنایا ہی ہمین معجزہ یک
شام کرتے ہین کہین صبح کہین کرتی ہین

لن ترانی کی نہ پڑی ہی صدا آتی کیسے
منہ دکھانا تو کجا بات نہین کرتی ہین

نطق کی سادگی اوس شوخ کی پہچانتی ہی
وہ جو دم دیتا ہے اوسکا یقین کرتی ہین

دست سرما تم زدہ ہین چین جبین ہین
بزم غم واندوہ کی ہم صدر نشین ہین

کچھ ہوش ہین ہم محفل خوبانین نہین ہین
بیٹھے ہین پریستان مین یا اور کہین ہین

مغرور رہین کہتے ہین جو در پہ تیرے گرہ مین
بخیے چمن دہر کے سب چین بجبین ہین

او ترک تری تیغ جفا سی نہ بچینگے
بجھے ہوی بیٹھے ہین کسی در پہ نہین ہین

عشاق کی فریاد و فغان رات کو سنکر
جنبھلا کی وہ کہتی ہین یہ مرتے ہی نہین ہین

عشاق کو تم دفن کرو کان نمک مین
تا جانین یہ سب کشتہ شیرین نمکین ہین

تب جیلی ہین جب کھیل گئی جان پر اپنی
کیا تھوڑی جفائین بت بی رحم نے کین ہین

یہ جوہر نایاب تم مین نہ عدو مین
مبتلا جسکے کہتے ہین وفا کا وہ ہمین ہین

مہتر ہے جنازہ جو اوٹھی پردۂ شب مین
ہم کشتۂ شرم ضنم پردہ نشین ہین

ہنسے ہی عبث چرخ ستمگر کو کدورت
ہم تو صفت نقش قدم خاک نشین ہین

سنتے ہین جہان آپکے جلوونکی چرچا ہین
موجود پتنگی کی طرح ہم بھی ہین ہین

۱۰۷

آتی ہین تصور مین وہ گھر بیٹھے ہین جیسے
پھرتی ہین مری آنکھو مین کیا پردہ نشین ہین

دونون ہین برابر کے مزیدار ہین دونون
لب جنکی کہ شیرین ہین تل اونکی نمکین ہین

ہر حرف پر ای لطف مرا حکم ہے جاری
غزلونکی زمین مرے سب نگین ہین

جلال عشق سے اوٹھا بتونکا ناز نہین
جو بی نیاز ہین وہ بھی نیاز نہین

ملین نہ آپ تو کیا غم مجھے بہت ہین حسین
فقط حضور کی خدمت مین کچھ نیاز نہین

فروغ بزم سخن مین نہو گا روشن ہے
بزنگ شمع طبیعت اگر گداز نہین

رقیب کو بھی سمجھتی ہین میرا ہم رتبہ
حسین ہین وہ مگر حسن امتیاز نہین

بزنگ آئنہ کہتا ہون نیک بد منہ پر
مین صاف دل ہون طبیعت زمانہ ساز نہین

غلو مین اوسکی جگانی مین کس طرح نکروں
کہ خواب بخت مرا اونکا خواب ناز نہین

کریگی زلف کو پر بستی ہی وہ کمر کوتاہ
حرام زادیکی رسی یہان دراز نہین

یہ جانے نہ ہوای بخت تنگ سور سبا
شب وصال تو اتنی بہت دراز نہین

مین ایک صور ہون ناقوسنی خبر سنکر
نہ چھیڑی گا مجھی پھر کبھے کسی نہین

مگس مزاج ونکو ای لطف یہ گوارا ہو
مری مذاق مین شیرین تو شہد آز نہین

معتبر کب ہین حور کی باتین
واعظو ہین یہ دور کی باتین

ڈری اونکو نہ بدگمان کردین
اس دل ناصبور کی باتین

حسن پر تم خدا کو بھول گئے
ای بتو یہ غرور کی باتین

کھوٹی ہی شیخ نی دکان تیری
وعظ کیسا ہین زور کی باتین

لن ترانی کی ہمکو تاب نہین
جانین موسیٰ ہم طور کی باتین

تکلفسان ہو جنمین ہین بھول سنین
کان کہکر حضور کی باتین

تذکرہ صلح غیر کا کیسا
پھر نکالین فتور کی باتین

نطق اوس ماہرو کا کیا کہنا
نور کا منہ ہے نور کے باتین

کچھ دہنگ التفات کے اب پائی جاتی ہین
آنی کی خواب را تو نکو دکھلائی جاتی ہین

نامحرمی عکس سے شرمائی جاتی ہین
آئینے کو ہٹاؤ وہ گھبرائی جاتی ہین

آلودہ نجاست عصیان ہین پاک ہون
ہم اسلیے پسینے مین نہلائی جاتی ہین

گھٹ گھٹ کی ماری شرم کی گو ہو گیا ہلال
لیکن وہ اب بھی ماہ کو چمکائی جاتی ہین

کیون مضطرب ہے دیکھہ کشش کینچ لاتی ہے
ایدل را ٹھہر وہ ابھی آئی جاتی ہین

وہ بعد غسل چھوڑتے ہین منہ پر اپنی زلف
بال اونکی تاب حسن سے سکھلائے جاتی ہین

لیلی کی کنی لڑتی ہین مجنونکی نعش پر
دو ہڈیونکی واسطے بولائی جاتی ہین

مین ہون ازل سے جیب دریدہ رفوئیت
چاک قبای گل کہین سلوائی جاتی ہین

کیون دل لگایا ہی فن دلبری پر اونکی واہ
یہ بیوی وہ نہین ہین کہ جو کہائی جاتی ہین

حیرت سے چشم و دل مین ہین آئینہ بندیان
کمری یہ کس کے واسطے سجوائی جاتی ہین

غیر و نکو کس تپاک سے لیتے ہین بڑھ کے وہ
فتنے مری اوٹھانیکو بٹھلائی جاتی ہین

وعدے سے اونکی آنکے خوش سادگی سے ہون
جھوٹی جو میری سر کی قسم کھائی جاتی ہین

کل غیر و نکی لیے تو نکالی گئی تھی ہم
آج اور و نکی لیے وہ نکلوائی جاتی ہین

یار و نسی ہم چراتی ہین کہین جو دیکھ لے
کھوئے ہوئی کہان کی کہان پائی جاتی ہین

پہلے کھڑی بھی ہونے نہ پاتی تھی مجھ تلک
اتنا تو اب ہوا ہے کہ شہ بالا جاتی ہیں

بس کہا چکی حضور ہوا سیر ہو چکے
چلیے کہ پھول شرم سی کمہلائی جاتی ہیں

اوس تھمی نہ گفتگو ابھی شاد سنی نہیں
اپنی جو نغمہ سنج چمن گائی جاتی ہیں

پریاں بھی سہو میں ہیں ابد دنگ اپنی تاک سے
حوریں دم بریں ہیں انکی پری پائی جاتی ہیں

کیا باسی مار رہا کی ہوی نطق باغ باغ
پھولی نہیں سماتی ہیں اترائی جاتی ہیں

یہ بھی تو کم نہیں کہ ادھر دیکھتی تو ہیں
غصے ہی سے سہی وہ مگر دیکھتے تو ہیں

مجھکو ذرا گلاب منگا لینے دیجئے
جراٹ آپ خم جگر دیکھتے تو ہیں

کہتا ہوں عقل سے نہیں پھر تنگ دو ہمیں
کہتا ہوں اور غور و زن دیکھتی تو ہیں

حال آنکہ ہیں وہ غیر کے آنے کے منتظر
در پر ہیں کہ رہا ہوں ادھر دیکھتے تو ہیں

دلکو تری لگاوٹ ہی پالا گیا خبر
لیکن کبھی التفات ادھر دیکھتے تو ہیں

رہتی ہیں وہ بھی پردہ شوق میں بیقرار
کچھ اضطراب دل کا اثر دیکھتے تو ہیں

آنکھیں ہی رفتہ رفتہ لڑائیں گی دیکھنا
اب گاہ گاہ بھر کی نظر دیکھتے تو ہیں

میری سی شکل ہو گئی ہی شکل اگر رہی
آئینہ آپ دو پہر دیکھتے تو ہیں

طالع جو ہیں سا تو پہنچتے ہیں اونکی پاس
ہمسائے میں کرائے گھر دیکھتے تو ہیں

پہلے سی کچھ زیادہ تغافل ہی یار کو
ای آہ مرحبا یہ اثر دیکھتے تو ہیں

دیوانہ نطق ہے کہ نہیں کیا خبر مگر
گلیوں میں اور سر برہنہ سر دیکھتے تو ہیں

مطلب نا جانتا ہوں میں ہر کنائے سے آشنا ہوں میں

لب جان بخش یار کہتا ہے
درد ہون درد کی دوا ہون مین

گل سی کس آن سے وہ کہتی ہین
تو تو لالہ ہی میرزا ہون مین

پس ہا ہون فلک کے گردش سے
سنگ پر مین آسیا ہون مین

شہر آشوب میری وحشت ہی
گردش چشم سرمہ سا ہون مین

نہ ہو دیکھکر مجھے انجان
آشنا ہونگین آشنا ہون مین

میرا سودا سر شان کوہے
سایۂ شہپر ہما ہون مین

کر رہی ہین وہ مجھسے عدہ وصل
دلمین کتنی ہین ٹالتا ہون مین

دیکھہ لو جان کا نکلنا ہے
اور ٹھہرو کہ ہو چکا ہون مین

تیری شہرت ہی میری سوائی
گو برا ہون مگر بھلا ہون مین

رشک سے ہونگین نطق بزم آشوب
چشمک چشم آشنا ہون مین

جادو بہرا ہی سرمی نی چشم سیاہ مین
غمزے نی تیغ سونپی ہی ستمگاہ مین

عشق تبان نی آکی یہان بھی کیا ہلاک
کہیے مین آچھا تہا خدا کی پناہ مین

وہ بت گیا جو صومعہ تو تار سبحہ سان
گن گن کی سو سو دل لئی ہر ہر نگاہ مین

ہم سوختہ دلونکی جلانے سے فائدہ
مثل سپند ہونگے تمام ایک آہ مین

بدنام مین ہوا ہون تو رسوا ہوا ہی یار
وہ بھی شریک ہے مری حال تباہ مین

مین کہ چکا ہون قیمت دل بوسہ تم کہو
کتنے کا مال ہے یہ تمہاری نگاہ مین

زندان کو ای جنون لئی جاتی ہین کیون ہمین
حیرت ہی پکڑی جاتی ہین ہم کس گناہ مین

کیا ایسا ننگ و نام ہی کیا ایسا پاس وضع
گہر مین بلاتی ہو نہ تو ملتے ہو راہ مین

۱۱۷

اشعار کا صلہ تو رہا درکنار نطق
اب لوگ بخل کرنے لگے واہ واہ مین

غمگین وہ ہون آنکھ مین آنسو ہی بھرے ہین — ہر وقت لبون پر مری نالی ہی بھری ہین
بی بس ہون تصور مین جو ملتی تو مزہ تھا — ارمان ہی ارمان مرے دل مین بھرے ہین
کیون گاہ و حرمان مین الم فربہ نہ ہوتے — برسون ہی مری کشت تمنا مین چرے ہین
پرکھی ہوئی ہین داغ وفا خوب ہمارے — گو انکا جلن کم ہو مگر سلے کھرے نہین
کیا مانع دیدار ہوئی شادی دیدار — ایوای ہم اس وقت تو بیوقت مرے ہین
بوسہ جو مین لی لون تو وہ کیا میرا کرینگے — رہ جائین گے عصے سے یہی کہہ کے ارے ہین
ای بیخودی شوق او نہین یاد کرے کون — ہم اپنی ہی عالم مین عجب بی خبری ہین
نقاش ازل جو مئی بس تا ہی ترے — تصویر مین اوس شوخ کی کیا رنگ بھرے ہین
کیا کیا ہین جوانان حسین ناز و ادا مین — تیری سی سیہ چشم مین پریون کی پری ہین
مین اونکی لپٹ جانی کو سمجھا ہون عنایت — اور اصل مین وہ دیکھکے کچھ خواب ڈرے ہین
سیفی یہی اعجاز مسیحا بھی یہی ہے — اوس لب سے اگر مردی بھی زندے مرے ہین

لبست لب شیریں کے ہین کیا موی خطا ای نطق
یہ مورچے جیتے ہین شکر منہ مین بھرے ہین

سب ایک جلوہ جسے ہو شربا کہتے ہین — ایسی ہی حسن کو ہم تہر خدا کہتے ہین
ستم و جور کو ہم ناز و ادا کہتے ہین — اپنی خوبی ہی پر اونکو بھی بھلا کہتے ہین
ہم سمجھتے ہین پر انداز دخل محبت — آپ جن فتنون کو تمکین حیا کہتے ہین
عجیب کو اپنے ہنر حسن سے ٹھہرائے ہین — بیحجابی کو وہ مستی ادا کہتے ہین

اپنے نزدیک دعا حسن کی مختاری ہے
اور محبوبی الفت کو وفا کہتے ہین

کچھ عداوت نہین مجھسے مگر اوس محفل مین
اجی سنتی کو مجھی لوگ برا کہتے ہین

آئی ہے ایک ذرا ناز مین اونکی شوخی
حوصلہ تنگ ہے جسکا وہ حیا کہتے ہین

دل سے نا خار مژہ اوسکا ہو نکلنا معلوم
ضعف مین اشک کو ہم آبلہ پا کہتے ہین

شب وصلت کی مکافات عمل ہوتی ہے
ہجر کی رات کو ہم روز جزا کہتے ہین

بیجابی ہے گل ناز کا بس کھل جانا
غنچہ جب تک ہے اوسے تبسم کہتے ہین

کان تک یار کی پہنچے یہ خدا کی قدرت
نازسے آہ کو ہم زلف رسا کہتے ہین

لاگ سے ہے تو سہی ہمسی اونہین ایک لگاؤ
چھیڑ ہی جانے کو بھی ہم اونکی ادا کہتے ہین

آبرو پاسے ہے میرے بدولت اپنی
جو مجھی خوار کہے ہین رسوا کہتے ہین

گالیان کھائی ہین جن لوگون سے اوسی سے
بید ہین جو پڑھ نوشتہ کہتے ہین

آنکھ لگتی نہین جسکی شب فرقت مین کبھی
خواب خوش ہی ہے سب لوگ قضا کہتے ہین

بیوفائی سے حسینون کی ہوا دل غمگین
جان کہتے ہین جو لوگ اوسکو بجا کہتے ہین

بی چلو دفن سے پہلے مرے مردے کو وہان
دیکھ لو کیا تپ ہجر نما کہتے ہین

اونکی شوخی کا ہون کشتہ کہ دیت خواہو نے
خون میرا ہی مگر رنگ حنا کہتے ہین

نطق روتی ہین بس رانیہی لگا دکھڑا
مرثیہ کہتے ہین وہ شعر تو کیا کہتے ہین

تب وصل کا مزا ہے جو یہ رنگ و ڈنگ ہو
معشوق شوخ و شنگ ہو عاشق دبنگ ہو

یعنی وہ مست ناز و ادا ہو مے شوق
دونون کو اپنی اپنی طرح کی ترنگ ہو

بوسی بجای نقل ہون بی حرفہ بی دریغ
آپس مین دور جام مئی لالہ رنگ ہو

بیباکیان ادہر ہون اودہر بیحجابیان
شرمندہ جس سے شمع ہو پروانہ ننگ ہو

آکر میز مین دونون لپٹ جائین اگر بیان
اوسکو ہو ایک جوش اسی ایک اومنگ ہو

جب بے تکلفی کی یہ نوبت پہنچ چکے
پھر کیا حصول کام دلی مین درنگ ہو

ای نطق اور ہو جو نہ ایسا تو صبح تک
وہ شرم سے خجل ہو ادہ سے یہ تنگ ہو

ہوگئی صبح منگا تیغ تو سر کاٹنی کو
جاؤنگا دن غم فرقت کا کدہر کاٹنے کو

مول لی تیغ نہ عشاق کی سر کاٹنی کو
بس ہے اونکی لیئے شمشیر نظر کاٹنے کو

دیکھیہ ادا سے کہ نظر سینے کو افگار کرے
یار کچھ ڈھب بھی ہی درکار سپر کاٹنے کو

چشم بد دور جوانی مین عجب نکلا رنگ
جائی باغ کو رنگ گل تر کاٹنے کو

جوش وحشت مین جو صحرا کی طرف کو آیا
دور سے دیکھہ کے دوڑا مجھے گھر کاٹنے کو

مرے کنی کو شب ہجر مین تاری نکلے
مشعلہ تا نہ لگاتا بہ سحر کاٹنے کو

بولنے کو جو دشب وصل ہون تو موج صبا
ہو چھری گردن مرغان سحر کاٹنے کو

وای تقدیر کہ آئی بھی گلی مین اونکے
دو گھڑی چین سے ہم خستہ جگر کاٹنے کو

کیا بری آنکھو نسی دربان ادہر گھورتا ہے
سگ لدار جھپٹتا ہی ادہر کاٹنے کو

ہون نکما نہین خلقت کا سبب کہلاتا نطق
مجھکو بھیجا ہی یہان عمر بسر کاٹنے کو

معشوق کے تپاک سے عاشق ہلاک ہو
گرمی کرے جو شمع تو پروانہ خاک ہو

قصہ تمام عمر کا دم بھر مین پاک ہو
تیغ نگاہ پھیر دو عاشق ہلاک ہو

سر ہے وبال دوش مرا قتل کیا گناہ
تلوار لا مجھے دے اگر تجھکو باک ہو

انیڈا کرین پڑی ہوئی تا حشر چین سے
مستو نکاڈ ہیر لعد فنا زیر تاک ہو

اوس شعلہ خو کی کسکو بھلا تاب التفات
گرم اس قدر رنگہ ہے کہ بس جلکی خاک ہو

کیا طاقت ستم کہ نہین ہے دماغ ناز
کون ایسی ناز نین ہے اندیشہ ناک ہو

بولے رولا کی تجھکو رولا تا ہون اس لئے
دہو دہا کی تا نگاہ تری خوب پاک ہو

ای لطف دل دلتجہ ین نفس شریر سی
کم شیر ہے نہ ہاولی کتے کی زاک ہو

آپ بیساختہ بنتے ہین بگڑ کر گیسو
تا تہ مشاطہ کی ملوائی ہین اکثر گیسو

گھٹ گئے کوتئی بخت سے بڑہ کر گیسو
دوش ہر بار کمر کو ہوئے دوہر گیسو

ہین بلا تو نہین رکھتے عمل اپنے روکا
اور ہین سانپ تو رکھتے نہین منتر گیسو

کھل گیا کھلتے ہی مو باف کی شیرازہ سا
نظر آنے لگے مجموعۂ ابتر گیسو

دوش نازک کو ہین کیون ہاتھ کہ یون ہی تو ہی حسن
خال رخسار کا بن جائین سمٹ کر گیسو

شمع عارض سی اوٹھا تہا دم تسخین جو ہوا
رہ گیا معجزۂ حسن سے بنکر گیسو

رونق اسلام کی ہے فساد و دولت سی مگر
ایک رخسار کی زینت ہین ہزار گیسو

بال بیکا نہو شبانی کا جو اونچے سو بار
تا تہ میرے ہون قلم آپکے چھو کر گیسو

بال ساقی نہ بنا تی تھے دم بادہ کشی
کشتی مے کے لئے ہوگئے لنگر گیسو

تیرے منہ لگ کے کیا خط سیہ نے اندھیر
تیرے سر چڑھ کے زمانے کی چڑہی سر گیسو

مال مارا ہی تو کیا سانپ نے بیٹھی ہین
گنج عارض سی سر کئے تنہین دم بھر گیسو

دلکی چوری کی عجب درد خفا پر تہمت
نکلے بیٹھا ہے اوسی صورت از در گیسو

دل نہ کیون رشک سے دنیات پریشان رہے
گھیرے رہتے ہین رخ یار کو اکثر گیسو

راہ چلتوں کو لگا گھونٹ کی ہچکان کیا
پہچانسیان ٹھگ کہین پاتری ٹھگگر گیسو

رنگ و بوی چمن چلد تمہاری صدقے
رخ کا کیا رنگ ہے کیسے ہین معطر گیسو

واہ کیا جوش پہ ہی ہین رخ ساقی کی مہ نیسان
ہین سیہ مست مئی حسن سے کالر گیسو

آڑ یہ شرم کو کیا کم ہے تکلف کر دو
ہین بہت پردیکو یکہ ہے ہوے منہ پر گیسو

چل بسا حسن مگر اہل محبت نہ ٹلے
اونکے پانو نکو ابھی ہین وہی لٹکر گیسو

سچ ہے ہر سر نہین سامان جنونکی لائق
اور سر مایہ سودا بھی نہین ہر گیسو

صورت اہل ہین ہونگے فرشتے صیدی
اوڑھکے پھینکین گے کمند ین جو فلک پر گیسو

چاند کی ابر سیہ کی ہو دو جندان و لق
رخ کو سرمایہ خوبی ہین مقرر گیسو

خوف ہم کہاتی ہین بچھو کی مگر جان کے خال
سانپ ہے ڈر تی ہین ہم لیک سمجھکر گیسو

ہمدم او جسن پہ مری دلکو تو پیو بچہ ہین
آج سلجہاتی ہین سکر مقرر گیسو

شوق مشاطگی طبع رسا کو دیکھو
شانہ نظم کی سلجہای ہین کیونکر گیسو

کیا دم فکر دکہای ترے گیسو مجھکو
کہل گئے جوہر آئینہ زانو مجھکو

عشق ہوتی ہی وہ تل ہو گئی بچھو مجھکو
سانپ بن بن کی ڈرانی لگے گیسو مجھکو

کم ہے جتنا کہ دبا تی ہی لحد تو مجھکو
ہون وہ مجرم کہ دبا تین مرے پہلو مجھکو

بیقراری کا اثر یار کو بس مین لایا
نکہ اپنی ہی دل پر رہے قابو مجھکو

ای ستمگر تری آنکھونسی ڈر اہون ایسا
کہ جہلا دو انظر آتا ہے ہر آہو مجھکو

بوی گل سے بہی زیادہ مرا نازک ہی مزاج
ای صبا دیکہ عبث چھیڑ تی ہی تو مجھکو

باد صبا ہی گدائی در میخانہ کی
جام جم کی ہے برابر مرا چلو مجھکو

رو دیا رات کو بے یار دم بادہ کشی
چند قطری جو پیئے ہوئے آنسو مجھکو

کیا بلا تیرے غم ای اشک پری پہلی ہی رات
بے پریشانی دل صبر کا گیسو مجھکو

ایسی دیجے سی تو دنیا ہی تسلم از ل
کیا دنیا ہی جو دیا ہے بت ہندو مجھکو

جان لی صبر کا خمیازہ برا ہوتا ہے
باز آخلم سے تو ذرا نہ تجھ تو مجھکو

کیون مین لیتا بے مجھے پہلی ہی جو ہوتی یہ خبر
پیٹنے ہی کو ملے گا سر و زانو مجھکو

ای جنون جوشش وحشت سی بھی کچھ کام کری
نہ بنا دے کہین موج رم آہو مجھکو

ای فلک ہوتی کشتی چمک او مہنی کی مند
عوض اختر کے جو ملتا کوئی جگنو مجھکو

ہے تو تضع بری خلقت مین انی داخل
قد خم گشتہ بلا صورت ابرو مجھکو

ای صدف تجھکو مبارک رہین گوہر تیرے
ہین بہت حق کی دیی تھوڑی سی آنسو مجھکو

لی اوڑھی وحشت دل اور چمن مین جا کر
نکہت گل سے جو یاد آئی تری بو مجھکو

117

کیون نہ ای نطق کروں رشک سے دو عید مین
چاند عید سن کے ہین یار کے ابرو مجھکو

چاہیئی آنکھہ کو اب پھوٹ کر روئی مجھکو
ہمہ تن داغ گنا ہو نکا ہون ہوئی مجھکو

ٹھنڈی آہین نہ بہر کوئی نہ روئے مجھکو
آئینہ جاؤنگا نہ شرمی مین بھگوئی مجھکو

میرے رونی سے ہی اوس پردہ نشین کو ہا کا
کہین بیگانہ نہ کمبخت ڈبوئے مجھکو

دم مرا تیری خموشی سے گھٹا جاتا ہے
بنسکے بولا نہ اگر جلد تو روے مجھکو

چند اشکون کے یہ ہستی کہ بہا دین ناموس
آب اندک کا یہ طوفان کہ ڈبوئی مجھکو

خال رخسار بنایا ہی سیہ بختی نے
ہون وہ دانہ نہ کوئی کہائی نہ بوئی مجھکو

سر سے پا تک ہون مین آلودہ عصیان یارب
ابر رحمت کو اشارہ ہو کہ دھوئی مجھکو

کیون نہ رحم آئی محبت کا اثر جاتا رہا — آپ ہی قتل کری آپ ہی روئی مجھکو
آبرو حسن کی ہون عشق مجسم ہیں ہین — ہی مناسب کوئی محبوب کہوئی مجھکو
سیر مژگان یہی ہر لحظہ جگر کی ہی مراد — پھول ہو جاون وہ بالی مین پروئی مجھکو
سبزۂ باغ ہون خود ہوگی مرے تشو و نما — نہین بوتا چمن آرا تو نہ بوئی مجھکو

پھول کی طرح ہنسی شبکو چراغ تربت
میں ہی جاؤن تو کوئی نطق نہ روئی مجھکو

دیکھو نزاکت صنم شوخ و شنگ کو — شیشے سے بھی لطیف بنایا ہے سنگ کو
رووں جو یاد کرکے بت شوخ و شنگ کو — آنسو سلام آنکھ کا پہنچا ہین گنگ کو
شاعر مثال معجد بت سبزہ رنگ کو — جمنا سے غوطہ مار کے لائے نہنگ کو
لونڈی بناؤ دخت رز شوخ و شنگ کو — رہزو اوٹھو چلو تو جہاد فرنگ کو
پر طائر حواس کی کاٹی جو چرخ نے — وہ سب عطا کیے مری چہرے کے رنگ کو
تجھسے کرین مقابلہ کیونکر ستان حسین — اندھے نہین ہین دیکھتی ہین چشم تنگ کو
اے جذب دل خدا کا تیرا کام کیا کہا — لاؤ سکو چلنے دی نہ کسی عذر لنگ کو
صد آفرین کہی تری چپکی کی زور پر — گویا کرے خدا جو زبان خدنگ کو
پردہ ہمین شب کی صبح ہی اسکی گہات مین — ہنستا ہی کیا چراغ جلا کر پتنگ کو
ہمنے جو لی اثر کیے نالے تو کیا ہوا — کرتے ہین لوگ یون بھی تو خالی تفنگ کو
نازک مزاجیو نسے مری ڈر گیا وہ بت — شیشے سے آج توڑ دیا مین نے سنگ کو
آئے وہ دن کہ تیغ کو گردن گلی لگای — چوسین دہان زخم زبان خدنگ کو
کیون گور پر کھڑا ہی عدو کوئی ہو لیا — لشکر بت ہٹا مری چھاتی ہی سنگ کو

ہولی پہر آئی ہائے رقیبونمین بیٹھکر
وہ بت اوڑائیگا مرے چیرے کے رنگ کو

جوش جنون نے تا تہ او ٹہایا ہی سو جیب
بس آج سی سلام ہے ناموس ننگ کو

مضمون باندہ باندہ کے رتبے قبیح کے
ملک سخن مین لائی ہین اہل فرنگ کو

ہر بار کہول کہول کے منقار رہ گئے
بلبل اوڑا سکے نہ کبھی میرے رنگ کو

اوسکو سکوت ہوگا غم قتل نطق سے
خاموش شمع ہوگی جلاکر پتنگ کو

علم جو قتل کو شمشیر جو ریار کی ہو
ہزار کی ہو نہ گنتی نہ دس ہزار کی ہو

چمن مین بحث جو رنگ رخ نگار کی ہو
اوڑی یہ شرم سے رنگت ہوا بہار کی ہو

وہ مستیان نہین کتی ہی نرگس شہلا
جو کچہ ادا ہو تو اوسکے خمار کی ہو

عجب لطف ہی زیور سے قد نازک کا
نہ شاخ گل کوئی گلشن مین اس بہار کی ہو

صبا جو چیڑ رہی ہے چمن مین سنبل کو
یہ ہم و رشک مجہی ہے نہ زلف یار کی ہو

نسیم سے ہی مکدر دماغ نازک یار
شمیم گل نہ کہین ہم اثر غبار کی ہو

کسی مین اپنی تباہی کا پہر سبب ٹہہراؤن
گلہ نہ تیرا شکایت ہے روزگار کے ہو

مین تیری آنکہہ کو طفلی سے سمجہتا تہا
قریب ہے کہ یہ آشوب روزگار کی ہو

صفای عارض گل او سکو آئینہ دکہلائے
صبا جو تا وہ اوس زلف مشکبار کی ہو

ہمارے تا تہ سر اسر ہین یار گل خوردہ
ترے گلی مین جو ڈالین بہار ہار کی ہو

وہ اور مجہسے کرین وعدہ آہمین یہ تہے
کہ رات بہر اسی تکلیف انتظار کی ہو

تم اوس گلی مین نہ جیو اوسکو نطق یہ ہے
نگاہ یاس سہی جس امیدوار کی ہو

کرگدا اضطراب مین بسنہ ملا می ہین ہم
علوتی بیخ فی آئی نہین

قرئی قرئی بیخ کبی آئی نہین

پاس اپنے موت بھی شب غم آ کہڑی ہو
جوہر کیا جو چاہوں میں میرے نہ ہو

دور اپنی تیرگی شب غم کہیں ہو
سو چاند سا نہ نکلیں تو کچھ روشنی نہو

سہی نہ جیہڑ جہاڑ کی کریں گے بیچ اب
یہ ہی نصیب اپنی اونہیں گدگدی ہو

کیا روی یار کنول کی دیکھوں شب وصال
ڈرہے کہیں سحر نہ چار چھپی نہ ہو

مجہ دل جلی کی خاک کو مان ای صبا جیہڑ
چنگاری کوئی راکھ کے نیچی دبی نہ ہو

شکیں خاک ہو مجھے تصویر یار سے
کاغذ کے چاند سے تو کبھی روشنی نہ ہو

کیا شرم کی اوس آنکھ میں ہیں دل فریبیاں
مجھکو ہی یہ گمان ہی ہونے نہ ہو

ای چشم تر نہ جا یگا رونی سجی سوز دل
پانی سے یہ لگی کہیں اپنی بجھے نہ ہو

منہ مانگی پائیں ساری ادہیں تو بلبو کر
دو باتیں میں جو عرض کروں ایک بھی نہو

ہم چل کہڑے ہوئے ملک الموتکی جو ساتہ
تہا خیال اونہیں کا کہیں جی میں نہ ہو

منظور دید میں ہیں شرکت کبھی نہیں
ای شکٹ تو ہم نہوں یا آرسی ہی نہو

کون آئی گہر سے یاد عزیزاں اگر نہ آئی
غربت میں ساتہ کون دی جو بیکسی نہو

مکھیں نہ توڑ پھول تو ذرا دیکہ بھال کر
بلبل شکستہ بال کہیں دیکھتی نہو

آزردہ دل ہیں دیکھو دیں ہیں ہی ہم
کچہ اور دل لگی ہیں کہیں دل لگی نہو

کرتی ہو نطق لوگو نکی ہر شب حرام نید
فریاد کا تمہاری کوئی نالشی نہ ہو

دیکہتا ہوں دل لگی ہے میں اوس تمثال کو
کہدو دیکہے آسے اسکندر مری اقبال کو

حسن ہو نڈہی خود فروشی کی ہے دلالہ کو
شرم کو یہ کد نہ دیکہی آنکہ تمثال کو

میرے کو سونکی طلب ہے ضد یہ ہی اطفال کو
کاٹ ڈالا منشعب ہے باب استفعال کو

یار آتا ہے خدا جانے شب غم کٹتی ہے — روح جاتی ہی ہے لینے کو اسکے استقبال کو
آستان یار پر ہونا صبیہ سائی نصیب — خاک در تاج شرف بخشی سر اقبال کو
تو کرے کیا چیز کو بھی چیز اے لطفیہ نواز — کر دیا زینت دہ روئے حسینان جمال کو
ہوتی بندی کی طرح وار قتلی ہر قدم — دیکھتی چلتے اگر سرکار اپنے چال کو
اے قناعت تو ہی جانے تو نے کیا جادو کیا — دیکھی راضی کر دیا بس ایک ہی خال کو
صاف بخ مین آبلے کا مست نظر آنے لگا — آکے حسن صفا نے کر دیا ہی گال کو
شوق عاشق کا ہی جنکو عشق خونخوار ہے — اور عاشق لعل لب کا پالتے ہین بال کو
وصف گیسو مین ہمارا ذہن ہے پر بیت پسند — وقت فکرت کھینچتے ہین بال کی کھال کو
کیا اشارہ میری نسبت غیر سے کیا — کیون دکھائی آنکھ کیا سوجھی ہی اس دجال کو

دو قدم تکلیف کی تمکو اجازت دی جو ناز
دیکھ آؤ جا کی انبی نفق خستہ حال کو

سر ہے سودائے یار کرنیکو — دل ہی جو ہے نثار کرنے کو
غیر مجمیر ہین وار کرنے کو — آپ ہین مار مار کرنے کو
اس طرح کا حسین جیسے تم — کسکو ملتا ہے پیار کرنیکو
وصل کی شب ہے لو سحر لیتو — دن پڑا ہے شمار کرنے کو
سونے دے ایدل آگ لگ جاوی — رات بھر بار بار کرنے کو
لی چلی تمکو دل کی بیتابی — کوئی جانان مین خوار کرنیکو
بد بلا ہی شب سیاہ فراق — عاجل آئی حصار کرنے کو
جلد جانے سے اور کیا مطلب — آئی تھی بیقرار کرنے کو

121

آنکھ بھی جانتے ہو کچھ کہی نہان نہین
پر حال دل شتاق کیا او سکو مین نے نظم نہین
مضمون تلاش کیا ان مین نہان نہان نہین

نور نظر مین

شوق و شرارت ہی پہ او نور نظر مین
عکس او سکا تھہر تا نہین آئینے کی طرح مین
جب تم دل کشتاق کی او خانہ تاشی
تو تیر و توان درج کر دو زیر مین
بیتابی ہی نہین مین تڑپنا ہی نہین مین
کیون یاد دلاتے ہو تڑپنا مجھے ظالم
کیون چلیان لیتے ہو مین تو مین تمہین کی مرے دیدہ تر مین
ماتم تمنا ہوئی آخر دل کی کیا جلد طبیعت
اس بات مین ہے شکر کی جا اور نہ کچھ اور
درد دیدہ تر تا رہے تو ان دلی دل ہی
یہ خان ہے تو ہے تو ہے تو ہے
اب نالہ کری

وہ بنے بہر وعدہ ہائے خلاف
ہم ہوئے انتظار کرنے کو

رو برو اُن کے رکھدیا کسنے
شمع کو شرمسار کرنے کو

دن ہی گننے کو ہجر میں گھڑیاں
رات تارے شمار کرنے کو

ہم نہیں کچھ بھی پر جو کیا ہیں
عاشقو نہیں شمار کرنے کو

نطق یار دنگی تم سنو جو سلوک
پھر نہ چاہے پیار کرنے کو

ناصحو اس عقل و دانائی کے ساتھ
بک رہے ہو جو مجھ سے سودائی کے ساتھ

رخصت اے ناموس اے مکمل الوقوع
عشق کاہی لطف رسوائی کے ساتھ

مٹ گئے بس دیکھکر تیرا بناؤ
بگڑی ہم تیری خود آرائی کے ساتھ

ہے مصیبت ہر گھڑی کا اضطراب
دل خداوندی تو شکیبائی کے ساتھ

کیوں حریف یاوہ گو کے منہ لگوں
بحث کیا بلبل کو غوغائی کے ساتھ

لاگ ہے تیری یہ ای دل کی لگاؤ
ہوں حساب اس شوخ ہرجائی کے ساتھ

عشق میں لاتیں یہی مجھپر بلا
فتنہ ہیں آنکھیں یہی بنائی کے ساتھ

ایک لشکر ہے ہجوم یاس سے
ای صنم تیرے تمنائی کے ساتھ

ہے بلائی جان عالم ہر ادا
دم نکل جاتی ہیں انگڑائی کے ساتھ

کون سی خوبی نہیں اُس میں نطق
خوش ادائی ہی ہے رعنائی کے ساتھ

مست ہوں پیکر مرد کے ساتھ
ہم ہی لوٹیں مئی حضور کے ساتھ

ساغر چشم چھلکے پڑتے ہیں
مئی جلوہ ہے کس غرور کے ساتھ

آئی بہار وحشت دل ہمکو لے اوڑی
ہم بھی ہوا پر آگئے بوئے چمن کے ساتھ

اللہ رے ضعف اب ہماری ہوئی یہ شکل
گویا کسی کو جان کو تہا رابطہ تن کے ساتھ

کہتے ہین وہ جو دوڑ کے لپٹو نہین راہ مین
عیار لوگ باتین ہین یونہ ہین کہنے کے ساتھ

گل کو بھی تیرے ساتھ ہزاروں ننگ و ننگا
بلبل تجھ سے دریدہ دہن کو ساتھ

رشک رقیب ہو تو سر شام چل بجے
دم بھر کبھی نہ شمع کی جلنے کے ساتھ

آہا ہی عشق یاد حدا مدد کرے
صد حیف اوسکی باتین وہ دیوانہ پنکے ساتھ

بی تکلف سیر کو نکلے وہ اس جمل کر کے
لوٹی تمہی سکڑون ہار مین انچل کے ساتھ

سکندری پر مین جو پہنچا ہون مسا بادل
موج می ادھی قطرہ کو پہنچے کے ساتھ

اون حسین پر یون سکن ہے قطرہ صندل کا
نظر بار یکا ہو جیسے موج چندن کے ساتھ

بازو و پر بار بار آتی ہے لہر اگر و نیلی
کیا ناگ شاہے کہ لڑتا ہی ہوا مین کے ساتھ

دونون اور مین تہا ہے لشکری ایک سے
مصرع غالی کا کتا بطہ ہوا دل کے ساتھ

رند مشرب جو ہین تو ہین تواضع شرط
لطف وہ بی قسر پہر نے کا کیا دل کے ساتھ

آیا گر وخ ہی اولٹ دین سیر گلشن بی شتاب
بلبلین ہر پھول پر پہولے پھلے کے ساتھ

کل مری ہمراہ ہو کر ڈی کیا کیا غزال
دشت مین ہر رہ گئی دو محمد حسن کے ساتھ

جب بہار آئی ہی پیدا ہوئی ہین داغ جنون
پہوٹتا ہی مسلم انبا پیڑ گل کو پہل کے ساتھ

بیتیا چلتا ہے ظالم نے نکالی ہے وہ چال
دل مین مالان آ پر پاہر قدم چپکا گل کے ساتھ

سر قد عاشق ہی کب ہوا تی مین سیدہی کبھی
مکری جہک بھی گئی تو مثل سیو پہل کے ساتھ

قیس سے ناحق ہے نمکو بحث فن عشق مین
نطق تم بھی گفتگو کرتے ہو کس پاگل کے ساتھ

ہی جہ چہرہ منفکر کو عرش بریں سے کے ساتھ
اب اپنی بات چیت ہی روح الامین کے ساتھ

دیدار وقت نزع وہ اگر کہ کہ لے
حسرت نکل گئی نفس واپسین کے ساتھ

تکلیف درد دل کہ بند نہ تھی
لو جان ہی نکل گئی آہ حزین کے ساتھ

دو گی سوال وصل کا بوسہ اگر جواب
یہ جان لو کہ ہم ہی نہین ہین نہین کے ساتھ

کیا تیغ اوٹھہ سکی گی مری قتل پر خضو
چہرہ ہنسی لگا ابھی ہے جو دم اپسین کے ساتھ

بجلی ہی گر پڑی مری کشت امید پر
اے برق وش تری نہ گئی گئی کے ساتھ

کچھ مجھ گناہ گار کو دوزخ بری نہین
جلنا جو اسی خدا ہو تپان حسین کے ساتھ

ایمان لا رہے مکر و دغا جھوٹھہ جانتا
وعدہ تو تم نگاہ تلیسا یقین کے ساتھ

تیر کرشمہ گوشۂ ابرو سے چھوڑ کر
آ ہی دل کو مار کمان کمین کے ساتھ

آنکھ نہین دم ابھی ہی ہاد پر شوخ جیا
اے جان جا ئیو نگہ واپسین کے ساتھ

کیا کیا کہی روح [illegible]

جیسے [illegible]

موج شمیم مشک مری بیڑیان نہو

صحبت یار رقیبہ کی کب پار سے ہو
دنیا نہو گی جمع کسی طرح دین کے ساتھ

تمکین سکیہ بیہدہ گردی سے فائدہ
اے چرخ بیٹھہ رہ کہین جا کر زمین کے ساتھ

یار و نسی کیا چہپانی ہوا ی نطق کہل گیا
چوری چھپی کا ربط وہ پردہ نشین کے ساتھ

پہر دن نہ سمانہ یہ کیا میری حیثیا مین ہے
عنان دل تو کف نفل نے سوار مین ہے

نہ اس سے پہلے حسین ایسے بے مروت تھی
وفا کا محط فقط میرے روزگار مین ہے

یہ زینت آج کلی کچہ زرد دلکو بہائی ہے
ہماری جان کسی کلی کے تار مین ہے

رقیب کو وہ لیے اپنے گہر مین سوتے ہین
حرام نیند یہان جسکے انتظار مین ہے

عبث نہین ہے نصیحت او نہین ہی کہ ناصح
دل اپنے بس مین نہین او کی اختیار مین ہے

جواب چاک گریبان ہو دامن گل کا
بہار جامہ دری کی جنون بہار مین ہے

وہ تاک جہانک کی عادت گئی نہ یعنی
مزن بہشت کی کہڑکی مری مزار مین ہے

چمن مین اوس سے رنگین کو چہوڑ کر جون جاتی
وہ کونسی ہے شاخ جو بہار مین ہے

نہ زینہار نکیرین سے وہ بولے گا
جو کوی یار سے رو ٹہاڑ امزار مین ہے

یہ تحت دل نہین ای ناطق اپنی پلکو پر
نیا طلسم ہے یعنے شکوفہ خار مین ہے

دہن سخن سے پہرا چہا ہے گفتگو کیا ہے
پرای کمر تو بتا تجہہ مین کیا ہی لو کیا ہے

جو منہ چڑہاتی گا حور و لکہا پر القش قدم
تو کیون پری سخی سایہ کہی گا تو کیا ہے

نہین جو آئنہ گل کو برای خود بینے
تو پہر چمن مین صبا وجہہ آبجو کیا ہے

اگرچہ موت زبانی مین ہے بدنام
پر اوس نہین کی غمزے کے روبرو کیا ہے

ظہور مین یہ معما ہی عجب تماشا ہے
کسی خبر ہے تماشا یہ روبرو کیا ہے

وہ ایک طفل پسان ہی ہو بی اوزہ
ہمارے سامنے مجنون کی آبرو کیا ہے

حضور ہی کی اشارے سے چہوٹتا ہو ہمین
حضور ہی کی کرشمے مین یہ عدو کیا ہے

نکل گئے غم و غصہ کہ کہاتے حسرت
بچہ اور ذکر کرو دلکی گفتگو کیا ہے

لڑے جو غیر سے ہیو جہ آپ خوب کیا
پر اسکا تذکرہ بندی کی رو برو کیا ہی

مثال صبح تمہیشہ سے ہون گریبان چاک
مین جانتا نہین بخیہ ہے کیا رفو کیا ہے

بہی کو زرد کیا آہ مین لگا یا داغ
تمہارے سیب نخدا مین رنگ و بو کیا ہے

شہید وہ ہے جو مر کر دکہاے رنگ وفا
جو جھوٹ جای جہوانی سی وہ لہو کیا ہی

نجھے بہی رحم نہین ہے نجھے جو صبر نہین
کہے گا کیا مری عادت کو تیری خو کیا ہی

وہی کہو جو صبوحی مین کل کہا تہا نجھے
خلاف واقعہ تقریر دو بدو کیا ہے

چراغ خانۂ دل نور دیدۂ عاشق
کہو نہین اسکے سوا کیا وہ شعر و کیا ہے

جہانگیر نہ اکت نہ جسکہ مجنے دے
تو نطق شکوہ عبث ہی ترا لہو کیا ہے

۱۲۷

یہی صفا ہے جو خسار مہ لقا کے لیئے
حلب کو آئینے ہر جا ہین کی جلا کے لیئے

حضور ذوالعالم ہبنو ہین کہا کے لیئے
بزور تیغ لیئے ملک سب ہبا کے لیئے

گناہ بی کہنی ہے مری سزا کے لیئے
کرو شہید شہیدان کربلا کے لیئے

حرم کو کعب مین چلا تہا تبو دعا کے لیئے
جو رستہان ہو ہین موجود دست و پا کے لیئے

شب وصال کا گریہ تہا بہر روز فراق
ہم ابتدا ہی مین روتی ہی نہا نشا کے لیئے

وہ آب مین ہون اگر رنگ وہ ہی مین گل ہون
وفا ہے میرے لیئے مین بنا وفا کے لیئے

مودب ایسے تہی صحرای نجد کے کانٹے
قدم ہر ایک نے قیس برہنہ پا کے لیئے

مری نجات کی باعث ہنو نکے ظلم ہوئے
بہانہ چاہیئے کچہ رحمت خدا کے لیئے

پلای او نہین ہی تا وہ بے تکلف ہون
حریف نشے کو ٹہہرای حیا کے لیئے

نہ آئے تب کہین گرمی آتش گل سے
چمن مین آپ جایا کرین ہنا کے لیئے

تو شاہ حسن ہے گہر گہر نہ پھر برائے خدا
یہ کوچہ گردیان مخصوص ہین گدا کے لیئے

لطیف طبع کو ہر انجمن مین یار ملے
کہ روک ٹوک نہین ہی کمین ہوا کے لیئے

دہان زخم نہی ہی یہ رعب قاتل ہے
زبان منہ مین نہین عرض مدعا کے لیئے

یہ خون دل کی جو قطری جمی ہین مژگان پر
بنے بنائے ہین نمکے تری قبا کے لیئے

ستم کا قصد جو ہو رخ کا بوسہ لیجیو دو
کہ وجہ خاص کوئی چاہیئے سزا کے لیئے

ہمیشہ نکہت گل وہ قفس مین لاتی ہی
یہ بستنی نہین بندش ہوئی صبا کے لیئے

لسان بتون ہی کی مجھکو تو آتی ہی نظر
جناب خضر نہین چشمہ بقا کے لیئے

وہ بند نگاہ ہوئے ہر دم لڑا ہی آنکھین
جنہین خدا نے بنایا فقط حیا کے لیئے

ادا و ناز تو پہلی ہی لے چکے دل و دین
وہ اب ہے کیا مری پاس اس بے وفا کے لیئے

کیدہر سے قبر مین آنگی بوی گیسوئے یار
ہوا ن ایسے گہر مین کہ روزن نہین ہوا کے لیئے

ملاش مین ہین وہ زار ہین کہ جسم اپنا
بنا ہے موی مژہ چشم نقش پا کے لیئے

برای یار لکھون نقش جب پہر اسکی بعد
کرونگا پہلے عمل اوسکے اقربا کے لیئے

پڑہی یہ نطق نے رنگین غزل جو گلشن مین
تو لب کھلے وہین بنچونکے مرحبا کے لیئے

تری قسم مین کچھ ایسی ادا نکلتی ہے
کہ خود بخود مری دل سے دعا نکلتی ہے

تری گلی مین ہی یہ از دحام لالہ رخان
ہزار شمع شبستان سے صبا نکلتے ہے

بہار کیا ہے نئی سیر کیا ہے گلشن مین
پہٹی پرانی گلون کی قبا نکلتی ہے

ملال لف مین جانان کی جان جاتی ہے
خدا کا شکر ہے گھر سے بلا نکلتے ہے

جو وقت معرکہ مردانگی کی کہنت رہے
اونہین کی خاک سے مردم گیا نکلتے ہی

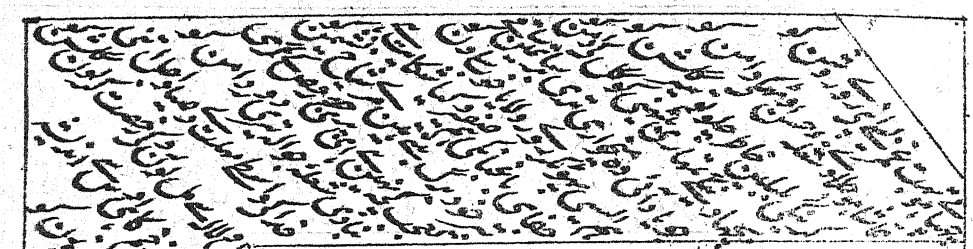

کہ تیرے سہیس ہین قاتل قضا نکلتی ہے
اسی ہی خاک کو ڑاتی صبا نکلتی ہے
پری کوئی نہ کوئی شکبو نکلتی ہے
کہان سے ہای کہان دم ہین جا نکلتے ہے
مری بقا ہین فنا کی ادا نکلتے ہے
یہ آرزو ہے جو بنکر ہوا نکلتے ہے

وہ اور لوگ ہین جی خلق پر دعا والے
ہماری مُنہ سے تو نکبو دعا نکلتے ہے

ستم شریک جسے ہون ہفت آسمان اونکے
مری جو لینی لگی غم کے نا توان اونکے
یہ سب کرشمے ہین ای جان نا توان اونکے
مری ستانیکو ہوتی ہین امتحان اونکے
بلا کی توڑ کی ہین تیر بیکمان اونکے
یہ میرا گوشت تمہارا ہی استخوان اونکے
نہ وہم کو ہی ہی جسم نا توان اونکے
نشان پا نظر آئی جہان تہان اونکے
مجال ہی کہ ہما کہائی استخوان اونکے
نصیب جاگین جو سو جائین پاسبان اونکے
کہین جو ہو گئی قسمت سے قصہ خوان اونکے

نکالین تب ہی نہ اُف منہ سے بر زبان اونکی
اونہون نے جور کے عادت ہی جو ڑدی افسوس
عدو کی جور ہین تجہیر اونہین کے ایما سے
عدو کے جان ہین وہ در پردہ ظلم کرتی ہین
نگاہین ہوتی ہین عاشق کی دلسے کیسے پار
نہ ہو لیو غمزہ و ناز اونکے کتون کو
ہوئی یہ شکل تری غم مین گھلنے والونکی
گیا ہین شک کا مارا جد ہر کو مر ہی گیا
در آئین خلق کی پی مین تلخیان غم کے
ابہی تو پہاند کی دیوار مین پہنچا ہون
کہانی اپنی ہی در پردہ ہم سنائین گے

نہ ہمسے پوچھئے کیا کیا وہ ہین رقیبونکے
جلیل اونکے شفیق اونکی مہربان اونکے

ہوا یقین یکتی ہے پھول سی شبنم
ہوئی جو گال غضب مین عرق فشان اونکے

سگ حبیب کی دعوت کرینگے عاشق لوگ
بچینگے غم کے جو کہانے سے استخوان اونکے

یہ ہفت چرخ بلا کیا ہین ای ستمگر خلق
تجھے تو مان گئے ہین فرشتے خان اونکے

مجال کیا ہی گلی مین پھٹک سکین عاشق
غضب کے باؤلی کتی ہین پاسبان اونکے

مسیح کا ہی کیو جگر نہ اون لہو کو کہو
تڑپ تڑپ کے مری نطق ہی جان اونکے

مطلب کا سخن لب سے نکلنے نہین دیتے
وہ دیگ تمنا کو ابلنے نہین دیتے

کرتے ہین وہی بال کی تعلیم وفا کی
تو تی کو بھی ہم آنکہ بدلنے نہین دیتے

ہم وصل کی شب جب کبھی آجاتی ہین ضد پر
پہر اونکی نہین ایک بھی چلنے نہین دیتے

یہ شوق ہم آغوشی دلبر ہے شب وصل
کروٹ اوسے تا صبح بدلنے نہین دیتے

ہر وقت ہی دل مین تری صورت کا تصور
ہم آئینے سے عکس نکلنے نہین دیتے

ہر جور پر آیندہ کو وعدہ ہی کرم کا
دم کھوٹے ہین جان نکلنے نہین دیتے

شوخی سے نکل جاتی ہین آغوش سی باہر
ارمان مری دل کا نکلنے نہین دیتے

تاریک ہین دن رات اثر بخت سیہ سے
ہم رنگ زمانے کو بدلنے نہین دیتے

پہلو سے سرکنے نہین دیتی ہین عدو کو
پتہر مری چھاتی کا وہ ٹلنے نہین دیتے

ہنس بول تو لیتے ہین حسینونسے مقرر
پر اپنی طبیعت کو پھسلنے نہین دیتے

شامت یہ نصیبون ہی کی ای نطق ہی ساری
بس ہجر کے دنکو بھی ڈہلنے نہین دیتے

ایجان دیکھو

دخت رز سے آشنائی کھل گئے
شیخ جی کی پارسائی کھل گئے

سر سے لیکر تا بہ سینہ کھل گیا
دست قاتل کی صفائی کھل گئے

ہائے اس الفت نی کی پردہ دری
ہمنے کتنی ہی چھپائی کھل گئی

دلکی چوری جسکا مشکل تھا سراغ
آنکھ جب سے سنے چورائی کھل گئی

کیا کدورت دلمین کہتی بسی ہم
ایک بدلی تھی کہ آئی کھل گئی

زلف تک اوس کان ہی اوڑتی نہین
آہ کی ایدل رسائی کھل گئی

تو نے پایا ہے صنم یہ سینہ صاف
بات جو دلمین چھپائی کھل گئی

نطق سن لوگے جو وہ گلشن گیا
بلبلونکی خوش نوائی کھل گئے

پاس ناموس تھا جب ہوش بجا رکھتی تھے
دل بیتاب کو ہاتھونسے دبا رکھتی تھے

دم رکا سا دگئی حور جنان سے اپنا
یاد وہ آئے جو انداز وادا رکھتی تھے

دل بیتاب کا اب تو نہین او تنہا ہی خیال
اس سے پہلے وہ کبھی ہاتھ ذرا رکھتی تھے

اپنی بیمار سے پرہیز تھا اونکو ورنہ
خال لب مین اثر جذب شفا رکھتے تھے

چاند کہنائی خط سبزی وہی گال مین اب
جو کبھی ماہ دوہفتہ کی صفا رکھتی تھے

چاند سا چہرہ حسینونکا تھا سادہ سادہ
کیا تکلف تھا نہ جب خال وخا رکھتی تھے

بیکسی پاس ہے اپنی وہ بتون کی بس مین
تھی یہ چالت کہ کبھی تو نہ خدا رکھتی تھے

تھا او نہین شوق خدا تو کہ وبیگہ کیلئے
ناتوانی مین بھی ہم حون لگا رکھتی تھے

دل پر داغ بجای پر طاؤس ای نطق
یار کی زخمی شمشیر ادا رکھتے تھے

بہر حصول زر ہے تگ و دو مین کد مجھے
جادہ نہین ہے ایک قدم کی بھی حد مجھے

قسمت ملی ہے کچھ گل داغ بسی بدن مجھے
جاتا ہون جسکے پاس وہ کرتا ہی رد مجھے

روح القدس جو آکے کہے مستند مجھے
ای نطق تب بھی مانین نہ اہل حسد مجھے

ایسا صفای دل نہ کیا بی حسد مجھے
یکسان ہی شکل آئینہ ہر نیک و بد مجھے

بجز درس عشق اور نہ کوئی سبق لیا
اپنا جدا پڑھا پڑھا کی تھے اب جد مجھے

دارا کا تخت ہے مجھے یہ بوریای فقیر
تاج سکندری ہی کلاہ نمد مجھے

مین جانتا ہون عارض رنگین کو باغ عشق
نقش و نگار ہین یہ تری خال خد مجھے

دیوانہ نطق ہون نہ کفن پھاڑنی کو دو
سر پھوڑنے کو چاہیے خشت لحد مجھے

جوش شباب مین ہین پر یہ دبھرے ہوئے
اودبھرے ہوئے ہین سینے تو بازو بھرے ہوئے

بادل اودہی ہین سائی دلجو بھرے ہوئے
لے چل خم شراب لب جو بھرے ہوئے

آئی بہار آپ کے دیوانگان چشم
ہین وحشتو مین صورت آہو بھرے ہوئے

تعویذ اتنے باندہے ہین جب سے کہ آج کل
اودنسے زیادہ ہین مرے بازو بھرے ہوئے

خالی ہو دل بلا سی مجھ کو سکاٹ لین
ناحق ہین جی ہی جی مین پر یہ دبھرے ہوئے

رکھتا ہی عاشقونسے تو کیا دلمین کا شعین
کانٹے ہین تیرے پیٹ مین گلدو بھرے ہوئے

ڈرسے تمہارے رو نہین سکتے ہین بزم مین
بیٹھے ہین چپ ہم آنکھ مین آنسو بھرے ہوئے

اعجاز عیسوی لب معجز نما مین ہے
آنکھون مین کانوتی ہین جادو بھرے ہوئے

جانین ہم آپ ہمسے وفا کیجئے اگر
دفتر ہین یون تو قصونسے مہر و بھرے ہوئے

دعوی چار دل ضرور ہین جو حلقہ دیکھئے
ہین آج کل حضور کے گیسو بھرے ہوئے

آہ شہر نرفشان کی ذرا سیر دیکھنا
وہ جانتی ہین گہر مین ہین جگنو بھرے ہوئے

غنچے کی بند رہنے سے کھلتا ہی بس یہی
اوس نو بہار ناز کی ہی بو بھرے ہوئے

محفل اوداس ہے جو نہ آیا وہ مست ناز
گویا ہین چشم جام مین آنسو بھرے ہوئے

کیا ساتہ دی سکین گے مرے شہسوار کا
ای نطق ہین نسیم کے پایو بھرے ہوئے

آب خنجر جو پیا نید کی سستی آئی
منہ کملا زخم کا گویا کہ جمہائی آئی

بوی دلدار ہی لائی ہی پیغام وصال
پھر صبا کیون تو پریشان باد ہوائی آئی

نجہ سی ایدست دعا باب اجابت نہ کہلا
تا نہ کب قفل در دیر کی کنجی آئے

آج اوس شوخ نے کیا بند قبا کھولے ہین
کیون تو ای باد صبا عطر مین ڈوبی آئی

آہ کی کس مین سکت سانس ہے جب سینے مین
حلق تک لا کہ جگہ بیٹہتی اوٹہتی آئے

دل تو بوسے نہ پہر لگا کبہی حج رو کی طرف
شیخ جی یہ ہے طبیعت جد ہر آئی آئے

یاد آیا ترا چپ چپکے وہ آنا ایجان
عمر کے ایام مین جب رات اندہیری آئے

جانی کس سے اوڑہی رنگ اوڑی کی سکا رنگ
دیکہیی سو انگ وہ کیا لائین گے ہولی آئے

دہر دیا عشق کی بیگار مین قسمت نی اوسے
کو ہکن چوٹ کیا نطق کی باری آئے

ہم اوٹہی پاس سے کج بجنو نسی لڑکی اوٹہی
اوٹہی بگڑے مگر ای دل بگڑے اوٹہے

مین زندگیا ہون اگر لکہتی ہی آ بیٹے
تری دوکان سے پیر مغان بگڑے اوٹہے

کیون تعجب ہے جو ہین سر محفل بہ
بگاڑ دیتے ابہی منہ جو ہم بگڑے اوٹہے

بن آئی گی جو کہین مین پڑی خوشامد سے
پڑہین گے پہر تو سراوٹی جو پاؤن پڑے اوٹہے

بنا گئے ہمین وہ کہلا کی زلف سودائی
اوٹھی جو پاس سے زنجیر مین جکڑ کی اوٹھے

چلے جب آہ کے وارفتہ آہ کے پہلے
وہ ناتوان بہت تھی عصا پکڑ کے اوٹھے

عیان ہے جنبش سر سے کہ تم ہی جان گئے
مرے عدو جو مرے حق مین بسی جڑ کی اوٹھے

جب اوسنی چاہا بناؤن نشان تیر جفا
ہم آڑ اپنی فاکی وہین پکڑ کے اوٹھے

ملے ہین مستونکو احی سنبھالنے والے
اوٹھے جو نشے مین دوش سبو پکڑ کے اوٹھی

تمہاری تیغ تغافل نے جنکو کشتہ کیا
پڑے رہی یو ہین لاتے نہ اونکی مٹر کے اوٹھی

بیسن فنا بھی ای تطق مین فلک سے دبا
بگولے بن مین می خاکسے اکڑ کے اوٹھی

ربط آپسے بڑہا کے یہ بے آبرو ہوئے
پہلے تھے آپ آپ ہی تم تم سے تو ہوئے

مینا گداز بادۂ سرجوش عشق ہے
دیکھو گے تم رہے گا نہ دل بے لہو ہوئے

زخم جگر کو سوزن مژگان سی دیا
تار اوس نگاہ مہر کے تار رفو ہوئے

کیون جاکی پھر نہ آئی مرے پاس ہمنشین
میرا وہ ہوش ہی گئے یا رنگ و ہوئے

منہ مجھ سی پھیرتا ہی یہ قاتل کو شک نہو
ہنگام ذبح اس سے نہ ہم قبلہ رو ہوئے

گھر بار چھوڑ چھاڑ کے نکلے تلاش کو
خانہ خراب تیرے لیئے کو بکو ہوئے

اپنا سا لیکے منہ ترے حیران رہ گئے
آئینے مہر و ماہ کے جب روبرو ہوئے

تہا درد سر کبھی تو کبھی نیند کا خمار
کیا کیا شب وصال شعبدہ حیلہ جو ہوئے

وحشت بہار مین لیئے پھرتی ہی جا بجا
ہم آدمی نہ ٹھہرے کسی گل کی بو ہوئے

رونیکا اب بچوڑ ہے قصہ تمام ہے
ناصح کو مژدہ ہو جگر و دل لہو ہوئے

کیا کیا چڑہے ہوئی مری نشے اوتر گئے
جب رات اختلاط مین وہ تر شرو ہوئے

منہ دیکھو نطق کا وہ بھلا منہ دکھائین گے
جو شرم سے نہ آئینے کے روبرو ہوئے

ہان اے رقیب خیر منا اپنی جان کے
نوبت ہے میرے بعد ترے امتحان کی

اپنونکی طعن غیرونکی شبخک ہر آن کے
تیرے لیئے او ٹھائی ملامت جہان کے

رفعت مین کیا بیان کرون اوس مکان کی
جہت عرش کی ہے اور زمین آسمان کے

فریاد عندلیب بھٹکتی ہے باغ مین
راہ اے صبا بتا دی اوسی گل کو کان کے

پست و بلند دہر سے ایسا ہون میں طور
پوچھو زمین کی تو کہون آسمان کے

شیشے سے بھی لطیف ہی اوس شوخ کا بدن
سرخی گلی سے پھوٹ نکلتے ہیں جان کے

آگے ہمارے آہ کے کچھ بھی نہین ہے برق
یعنی بلا مبالغہ بجلی ہے کان کے

مسجد کے شیخ جی کو مجھے میکدے کے فکر
منظور ہر کسی کو ہے رونق دکان کے

ای ترک اوسکے پاس مے خونسے بجھا
حالت ہے تیری تیغ مین سو کہی زبان کے

جسکو لبون تک آنے کی حسرت ہی رہ گئے
واحسرتا وہ آہ ہے نجہ ناتوان کے

پہر صاعقہ کہان جو گئی گرمئی جمال
بجلی بنے گی آم کی بجلی یہ کان کے

اوس جسم نازنین کی مین تعریف کیا کرون
دل کی گدازی اور لطافت ہی جان کے

ایمن نہو ہزار تو واضع کرے عدو
جھکنے کو اوسکی جان لچکتے ہے کان کے

کب ہو سکے گا عہدہ برآ یہ نیاز مند
جب ناز ہر گھڑی کے ادا ہی ہر آن کے

ای نطق بن پڑے مژہ یار کے صفت
رکھ لے خدا نے نوک ہماری زبان کے

دل کو شب فراق مین جب بیکلی ہوئے
تصویر یار سامنے آکر کھڑے ہوئے

ہے تیرگی سے یہ شب غم کی ڈرے ہوئے
آتی ہے نیند وصل مین بھی چونکتے ہوئے

کس کس مزے سے لطف کے پردے مین جان لے
موج تبسم آپکی میٹھی چھڑے ہوئے

جب تک اثر تھا عشق مین ہر طرح زور تھا
جو بات ہمنے چاہی بتون سے وہی ہوئے

پہر گالیان سناؤ کہ پہر بوسہ لے لیا
پہر دو وہی سزا کہ خطا پہر وہی ہوئے

نکلا جو خط دل اوس پری خوبی سے پہر گیا
کشتی سنبھالی حضر نے کیا ڈوبتی ہوئے

ای شمع اس جلانی کی ہوا جر مین مر دغ
پروانونکی بجھائی ہی کیسی لگی ہوئے

آگے تو ایک زلف تری تھی بلای دل
چوٹی بھی اب ہے جان کی پیچھے پڑی ہوئے

دیکھی جو شب شرارت بیجا تو میری طرح
محفل سے اونکی شمع بھی اوٹھی جلے ہوئے

آواز دردناک تو بے دل لگی نہین
ہے عندلیب گل سے مقرر سنے ہوئے

ای ناطق جو حریف سخن ہو پچھاڑ دون
زور دون پر آج کل ہی طبیعت چڑی ہوئے

اونکو مانع ہین اونکی گھر والے
روکتی ہین مجھے ادہر والے

دوست میر کہین جب اونکی سے
چاہیے ہون ادہر اودہر والے

مین ہون ہا ن تن چور چور کرو
جاگ اوٹھین گے یہ فتنے گھر والی

اوڑ جلی وسن بسی کے دیوانے
جوش وحشت سے ہوے پروانے

اونکے دندان وہ ہین گہریہ ہین
آئین پر کہین ذرا نظر وائے

کبھی غیر اونکی ہو کبھی میرے
نہین کہتا کہ ہو کدہر والے

اونکا شکوہ کرون تو بکر کہین
حضرت دل ہے اودہر والے

بانی عشق حضرت دل ہین
خیر سے آپ ہی ہین شر والے

گل سے نہیں کیا عزیب بلبل کی — حسن والے ہیں ناز والے
وقت ہے سیر کو چلیے ملک — منتظر ہونگے رہگزر والے
ہیں وہ بلبل ہزار سے بہتر — وہ جو ہیں نالے جو سوں اثر والے
نکہوس بھاگ جائیں گے قاتل — جاگ اٹھیں گے ہمیں جگر والے

[illegible]

چلو دیکھیں تو آج کس روز چاندنی ہے — چاندنی مار گئی چاند سی صاحبوں کے
ہے بہار اب تو ہر اک باغ میں جوبن پہ نسیم — دب گئی لاکھ ہوئی نشو و نما خاروں کو
منہ چھپانے کو ہے پھرتا شب مہ ابر کی آڑ — راہ نالی کو نہ ہو اسوسن سوسنساروں کی
پھر ہے چھینٹے سے جو پریاں آئیں — دیکھوں تب نکلے آنکھ اور شمار کرو بھی مرد اروں کی
اپنی کوچی ہی نہ کہدو اسے میں بدنام نہو — ای ستمگر ذرا رہیں ہیں وفادار وں کی
گھونسے کی مرجائیں گے دو دن میں قفس میں صیاد — جب کہ خیر خیر یاتیں کی گلزاروں کی
سیر شکنا مار انہیں بتیاں ہے — رات بھر خیر منائی ہیں صبح دیواروں کی
چاندنی کو جو جوش آئی تری کوٹھی پہ نسیم — ایسی لٹی کہ سفیدی ہوئی دیواروں کے
چین پیشکاروں عاشق کیسی شق ہو جو نہیں — ابھی کھل جائیگی قلعی تری دیواروں کی
چار دن کی ہے تمہاری گل عارض کی بہار — رنگ اڑ جائیگی پھر پھول سے رخساروں کی
پھول مخمور سے پڑی ہیں ابر مضطر — کٹ گئی رات شب نشست انہی خمخواروں کی
لیجیے آج تر شوائی کیجئے بال وہاں — ٹھہریاں کٹ گئیں بغونکی گرفتاروں کی
سیر بازار سے رنگت ہوئی اونکی تبدیل — نازکی سی نہیں پروا شت نخ نظاروں کی

جانان ہی

جاہی کیا مرغ نگہ یاس کہ پہلو مین نہین
آتش رخ مین تری آج ہے انگارونکی

ای مسیحا ترے بیمارونکی مٹی ہی خراب
تو تو کیا موت بھی پرسان نہین بیمارونکی

نبردلی غیر کرا ہی نطق ٹھہر سکتے ہین
شیر کی گونج ہے للکار نہین یارونکی

اوس معرکے مین جا کی قدم اپنی گڑ گئے
ہیبت سی نقش پا کی جہان پانو اوکھڑ گئے

قامت سے سرکٹ گئے شمشاد گڑ گئے
پہلو نکی رخ کی سامنی چہری بگڑ گئے

وہ تیغ کھینچ کر جو پئے قتل اڑ گئے
چہری کئی اوتر گئے نقشے بگڑ گئے

ایکبی سی اون بھوؤن مین اشاری کٹاری مین
دو مصرع ایک بیت کی آپس مین لڑ گئے

ای ضعف بس نہ زور دکھا چھوڑ دی ہمین
کہتے ہین سب مجھے مار گئے ہم بچھڑ گئے

دامان و جیب چیڑہ گئی ہستی جنونکی جب
جتنے گئی تھی عقل نے نیچے اوڈھر گئے

اونکی ہنسی کے طرز اوڑانے کی مشق مین
غنچونکی منہ بناتے بناتے بگڑ گئے

کچھ مال مہر حشر نہ ٹھہرے گا دیکھنا
سکے ہمارے داغ جنون کی جو پڑ گئے

بس بس بس اس اختلاط سی چڑہ ہی ہی مین آپ
جو کل فری سی سات مین مجھسے بگڑ گئے

رتبہ ہمارا گھٹ گیا کبر و غرور سے
خود چار شانہ چت گرے اتنے اکڑ گئے

شوانی لف قید فا مین غضب ہوا
زنجیر مین وہ اور بھی مجھکو جکڑ گئے

کیسا ملاپ ات وہ لڑنے کو آئی تھے
ہین ور خانہ جنگ کہ گھر چڑہ کر لڑ گئے

بولے وہ نازکی سی ضعیفونکو دیکھکر
پانی نگہ مین کانٹے کئے ایک گڑ گئے

باغ جہان مین نطق خموشی سے خیر ہے
غنچے جو سل کہلا کے ہنسے منہ بگڑ گئے

سختے ہے نعمت اپنی سر خوان کے واسطے
ہوجاے کے ہین چشم لب و دندان کے واسطے

تعویذ نقش پاے صنم آگیا ہے ہاتھہ
تسکین اضطراب دل و جان کے واسطے

غربت مین آگیا جو وطن ہی کسی کا خط
مہماں بنا وہ داغ غریبان کے واسطے

اے روز حشر لے نہ درازی مین لبنیان
ہین تعلیان شب ہجران کے واسطے

پیدا ہوا ہون آج مین پتھر کا آدمی
آیا حریف سختی دوران کے واسطے

کیا نسبت اوسکی ہاتھ سی نگین ہو تو ہو
نرمی کہان پنجہ مرجان کے واسطے

جی بھر کے خوب بخت کو سو لینے دیجیے
طول اور رہ گئی شب ہجران کے واسطے

رفتار تیری باد بہاری ہے چمن
تو خود بہار گلشن امکان کے واسطے

کشتہ جو آرزو مین ہوئی ہین تمام داغ دل
لالہ چراغ گنج شہیدان کے واسطے

حجت معلومنسی مجھے علم مین نہین
ہے بحث ایک طفل دبستان کے واسطے

اہل عدم نپوچھیے آنے کا کچھ سبب
آیا سراغ عمر گریزان کے واسطے

داغ جنون نے پھیل کے ڈھانکا تمام جسم
تیار کی قبا تن عریان کے واسطے

اہل نظر بچھاتے ہین آنکھین نیاز سے
جاروب ہے مژہ در جانان کے واسطے

کاست تری نگاہ سی اگر ہو تو کیون نہ ہو
نور قمر ہلال گریبان کے واسطے

آئینہ لیکے عارض رنگین کو دیکھیے
گہبرائی نہ سیر گلستان کے واسطے

اگر جلا کہ ہجر مین مردہ سا ہون پڑا
ای جان جان بن تن بیجان کے واسطے

چین ابرو و نیرنگی تیغون ہر گھڑی ہو مطلق
بل ہین ضرور شاخ غزالان کے واسطے

کیا بی بقا ہین عیش جہان خراب کے
چلتے ہین اپنے دور مین ساغر حباب کے

اے بار تیرے عارض رنگین کے روبرو
ہے شعلہ جہین بادۂ گلگون کے حباب کے

ہم بھی پرست حالت غم مین ہی مست ہین
بالفرض حل ہو جائے تو مے ہین کباب کے

اے ترک تیری لاکھون ادا جانسپر ہین عاشق
کتنون کو تو نے ڈالے ہیرے ہین جعفری کے گلاب کے

بیداد و کبر ناز تغافل خود ہی جفا
ہین خیر سے شریف معاصی ثواب کے

خال سیاہ صفحۂ رخسار پہ نہین
نقطے کتاب حسن مین ہین انتخاب کے

کیا واعظون کی بات سے ہے تلخ زندگی
رندو شکر چبائے جا ہین قند و نبات کے

پہونچا جو اوس مسیح کی لب تک تو اڑ گیا
جان آ گئی ہال پر ہوئے مرغ کباب کے

رندو نہ پڑھ ایک جام مین اسرار کل کے
تم شیخ جی نہین ہو جو لیکر پڑھے کتاب کے

درپیش ہے معاملہ قصاب کا ذکا
جانین ہین ہین عاشقون کی حوال عتاب کے

پیری مین مون کو نسی وقت نشاط کی
راتین شباب کی ہین دن ہین شباب کے

معشوق سے وصال پہر اکثر نصیب ہے
ہم نادان دیکھون ہوئے عاشق نہ ڈوبکے

دریا وہ بحر حسن چلا ہی برای غسل
پہونچین جہان تک ان خوب پہونچے حباب کے

ای ناطق بیجواب وہ بت جسکے لب ہلے
پردہ اوٹھا تو پڑ گئے پردے حجاب کے

یہ بینگے وہی حیوان کے حیوان رہے
تیرے ہوتی ہوئی شمع کے قربان رہے

موسم گل مین جو دو چار گھڑی جیتے ہین
ایجنون خانۂ زندان تو نہ سمسان رہے

اور ہر بات مین ہشیار جوانی مین ہو
ایک دم مین ترے آجانیکو نادان رہے

بام پر سادہ کی دم ایک تڑپ مین پہونچا
ایجنون تھک کے خدا جانی کہان جان رہے

اپنی رو مین نہ رہی مجھکو غرانونکی خبر
ایجنون تھک کے خدا جانی کہان جان رہے

رات کتنی ہی کم پوچھ کہ کتنی رہ گئی
بلکہ یہ پوچھ کہ کتنی تری مژگان رہ گئی

اپنی ہستی ہی سے ہو کیوں کسی کو بیزاری
جب نگاہ ہی نہ ہو کیا کسی کا کوئی ارمان رہ گئی

سیر ہا ہی کہکشاں ہی قبا سہارا لو اے دست قدرت
یا دھجی ہی دامن ہی اگلی ہے کچ ادائی او نکے

بی بجائی سر محفل نکہت و سمع نشاط
لے گئے تحفہ ہی زلفوں کی نہ بوسرخ کا

بوسہ و رخ کا تو دل ہی بھی ہے لو
چاہتے ہین کسی اور جی کا نہ احسان رہے

عشق نے صاف کیا تاب و توان ہے دل کو
بچ ہی جس گھر مین ہوا آسیب وہ ویران رہے

کیا جوانی نی بہار ہی تری تصویر مین رنگ
اسچ نقاش ازل دیکھی تو حیران رہے

رات جاگی ہو کہان کسکی جگائی ہی نصیب
کیون یہ انگڑائیان ہین کسکی گھر ایجان رہے

اثر عشق بلا ہی کہ مری مرگ وہ
زلف سان چند دلون خود بھی پیشان رہے

دم مین دم آگئی ہین رات ہی تنہائی ہے
نطق ہان آج نہ دل کا کوئی ارمان ہے

ہر بار اوجھتی ہین مرے آہ رسا سے
ایسے وہ لڑاکا ہین کہ لڑتے ہین ہوا سے

ہین ایک ہی ہمہ پیری کی سر کاسہ کے پیچھے
ہشیار ہین آپ فراوز دشمنا سے

شربت بھی پلائی وہ دم نزع نہ آئی
پیاسی ہی گئی شربت دیدار کے پیاسی

سمجھین گے وہی لوگ ہی جو کچھ کہ حقیقت
بے پوچھے نہ کہئے یہ مرا اپنے قضا سی

سیری نہین ہوتی غم دلدار سی مجھکو
نیت نہین بھرتی ہے مزیدار غذا سے

کیا شان الہی ہی کہ بندے سے دبا ہے
وہ بت کہ جو ڈرتا ہے نہ تھا قہر خدا سی

ماخوذ از دیوان غالب نسخہ حمیدیہ
طبع ہوا ہے

بھوکے ہین مگر بوسۂ رخسار کے بھوکے
پیاسے ہین مگر شربت دیدار کے پیاسے

بولے وہ دم تذکرۂ رحلت عشاق
بدنام کیا مجھکو مرے اپنے قضا سے

بیمار محبت ہون مرا نام جو آجای
پرہیز اثر کو ہو دعا اور دوا سے

غصے مین وہ کچھ کہکے لبونسے مجھے ماریں
گر وی ہون تو لین نہر کا کام آب بقا سے

میرے دل و جان کے لیے آفت ہو بلا ہو
غمزے سے اشارے سے کرشمے سے ادا سے

تم یار کی بو جذب محبت سے نہ کھینچو
کیون مانگتی ہو بھیک سبے ای نطق صبا سے

جب سن لیا نکلی گی سواری نہ ادھر سے
ہم مثل غبار اوٹھکے چلے راہ گزر سے

تیغ نگہ مست نے مجروح کیا ہے
خمیازہ ہے پیدا دہن زخم جگر سے

دیوار و در و بام سے برسے گی اودا سے
رونق کی طرح جاؤگی جب ہم مری گھر سے

معلوم ہی ہان جیسی قدم رنجہ کیا ہی
کچھ آئی ہین صاحب کشش دل کی اثر سے

عاشق ہو نہین آئیگا مجھے رشک مقرر
گو آئینہ دیکھی نہ تمہین اوز نظر سے

رسوا ہوئے ہم عشق مین دنی کی بدولت
آنسو کیطرح گر گئے عالم کی نظر سے

بدطینتی سنگ دلان جا نہین سکتی
ہو زنگ کبھی دور نہ لوہی کی جگر سے

یہ رشک محبت ہی کہ ہنگام تماشا
دل آنکھہ سے اور آنکھہ بگڑتی ہی نظر سے

کچھ نام و نشان خط کا نہین وہی ضمیر
مصحف یہ معما ہی ابھی زیر و زبر سے

کچھ نہی کہلا وصل کو مانا کہ نہ مانا
یون مجھکو جواب اوسنی دیا جنبش سر سے

کچھ نام سے نظاری کی اوس شوخ کو صدے
آئنہ بھی سو بار نکالا گیا گھر سے

تخفیف ہوئی شدت سوز تب غم مین
ٹھنڈک سی تو کچھ پڑ گئی کافور ہی سے

اب نطق پر الیشوخ عنایت ہے مناسب
بیچارہ کہانتک تری دیدار کو ترسے

کوئی نہ چلی چال بت رشک قمر سے
اپنا وہ ہوا زور سے زار یسی نہ زر سے

کی دست درازی جو شب ہجر جنون نے
دامن کا ملا چاک گریبان سحر سے

پورے ندیئے دام غرض مند جو پایا
دل کی وہ خریدار ہوئے تیم نظر سے

ہمراہ کئی عاشق تازہ بھی ہین اونکے
سوغات وہ میرے لیئے لائی یہ سفر سے

گلشن مین کرو سرو سے قمری کو کشیدہ
بلبل کو جو تم چاہو لڑا دو گل تر سے

دل سے یہ حسینان پریزاد کا غم جای
نکلے کہین آسیب الہی مرے گھر سے

آتی ہے جو یاد آب دم تیغ کے لذت
کیا رال ٹپکتی ہے لب زخم جگر سے

پٹکے کے اگر پیچ مری ماتھونکو آتے
لپٹے ہوئی ہوتی کسی کافر کے کمر سے

قاتل کو ہی ای نطق عبث خوف قیامت
فریاد نہ نکلی گے لب زخم جگر سے

ہوئین نالشین میری فریاد کی
بتون نے بہت داد بیداد کے

عبث در پر اوس بت کی فریاد کی
یہان کون سنتا ہے ناشاد کے

دیا ہے جو یارب بت سنگدل
تو چھاتی بھی دی مجھکو فولاد کے

نہین ہوش مستو تمین ای شیخ جی
کرے کون تعمیل ارشاد کے

تب غم سے مین سمع سان جل بجھا
نہ مہلت ملی آہ فریاد کے

سنبھالا شب ہجر مین صبر نے
کڑی وقت پر میری امداد کے

چہر یرا بدن اوس سہی قد کا ہے
کوئی شاخ نازک سی نخشاد کے

۱۴۳

اوبھا جاتا ہی

وہ غنچہ کی لیتے ہین ایدل سنبھل — ہوئی ابتدا آج بیداد کے
کڑی چوٹ ظلم بتان کی سہی — کہان ایسی جانی ہے فولاد کے
مین سہتا گیا بوجھ بڑھتا گیا — کیا ناز بعد اوسکے بیداد کے

جسے شعر کہنا نہ آتا ہو سنطق
اوسیکو تمنا ہو اولاد کے

یہانتک سینہ کوبی کی کہ ٹوٹی ہاتھ ماتھ کے — یہ مشق دل خراشی کی کہان چھوٹی چھوٹے سے
پڑے ہین جسپہ ہای بت تیرے پنجون کے نشان — تری قدرت مین مارے پنجہ کی تبدیل ہے نخ کے
بلا سے جان بت مرغولہ مو کا ہو گیا سودا — پڑی گردن مین پھانسی ٹوٹے ریشم کے پھندے کے
بتا او سکا نہ مصحف مین نشان اوسکا نہ چہرہ مین — دہان یار کے جویا ہین جویا اسم اعظم کے
مری آنسو ابھی پونچھے جاتے ہین کہ وہ جلوہ فرما ہین — جہان خورشید چمکا قطرہ ہای اشک رخشان مین
صبا سچ سچ بتا تجھکو قسم ہے اپنے پھولونکی — یہ بلبل رات کو روئی ہی یا قطرے ہین شبنم کے
تری زلفونکا سودا ہے سر بازار اے بدھے — پڑی ہے گلے حلقے تری گیسو ہی پرخم کے
شب تاریک غم مین تارہی ہونڈہی ہی نہین ملتے — قمر نکلا ہے یہ عالم جسطرح جگنو کوئی چمکے

جلایا ہی مجھی ای سنطق ایسا شعلہ دیونے
مری نظر و نخن مین لگا ان کی ہین انگارے جہنم کے

قسمت نے کیا کام مرا اوسکے حوالے — بس وعدہ فردا ہی مین تا حشر حوالے
کیا رہ ٹہے کے اوس بت سے پشیمان ہوے ہین — جی مین یہی کہتے ہین وہ اب ہو منالی
وہ دم مین قیمونکی نہ آنا تھا نہ آئے — تمان آپکو اتنا تو رہے خوب سنبھالی
جب شمع ہو گل پاس ہو بلبل قفس تنگ — تا حسن جوانی ہین یہ سب چاہنے والی

اسمکدہ اونکی نہ برق جبل طور سے چمکے
جو لوگ ہین ای شوخ تری دیکھنے والے

صاحب بہت اچھے ہین برا مین نہین کہتا
یہ آپ سے بندی کا خدا کام نہ ڈالے

ہر وقت تصور ہے کسی گل کی جو قد کا
یہ دیدۂ تر ہین مرے شمشاد کی تھالے

یہ بت وہ بلا ہین جو بگڑ بیٹھے کسیدن
کر دینگے برہمن کو قصائی کے حوالے

جز نطق کسیکو بھی وفادار نہ گنیے
سب گنتی گنانے کو ہین یہ جانیوالے

مجھکو نہ کرے رشک کے لعل حوالے
اوس غیرت گل سے کہو بلبل تو نہ بالے

ساغر مین مرے بادۂ گلرنگ لہو ہو
قسمت ہی مری تاک مین انگور ہون چھالے

صاحب ہین حسین حسن مین سب ایک سے بڑھکے
حلقے ہین غلامی کی نہین کانون مین بالے

اے بت یہ تری ناشنوائی نہین اچھی
جائینگے خدا تک کہین فریاد کے نالے

بوسے نمکین رخ کی طرح دیجئی لب کے
میٹھے کے بھی کہلوائی دو چار تو لالے

بت ظلم بہت کرنے لگے مجھکو یہ ڈر ہے
کعبے کی طرح دیر سے جائین نہ نکالے

وحشت مین میری سایہ کبھی چرخ پر اڑا تھا
تارے یہ نہین بڑگئی ہین پاؤن مین چھالے

ای نطق مضامین کیے اشعار مین پیدا
کہو دین جو زمینین تو بہت گنج نکالے

کیا چاہتے ہے لعل شکربار کے لیئے
بوسے مین تازہ لطف ہی ہر بار کے لیئے

اے غیرت بہار ترے رخ کے روبرو
جو پھول ہے وہ داغ ہی گلزار کے لیئے

سنکر سوال بوسہ وہ ایسے ہین دم بخود
ڈھونڈھے ہے کوئی تو منہ نہین اقرار کے لیئے

یوسف کو نسبت اوس بت پردہ نشین سے
انمول جنس ہے نہین بازار کے لیئے

داغونسے لدگیا ہون مین وحشی تا توان
آئی بہار ابکی برس تحار کے لیئے

آنکھونکو بند کرتی ہے شوخی بہ حسن
بے پردگی ہے پردہ مرے یار کے لیئے

آنکھین نہین یہ آپکے مشتاق لای ہین
خالی دو جام شربت دیدار کے لیئے

تکرار اور باتون کی چھوڑو شب وصال
بوسہ مزے کی چیز ہے تکرار کے لیئے

خسرو کو بہر بوسہ شیرین کیا پسند
تجویز کوہکن ہوا بیگار کے لیئے

کمرے کو تیرے حیرت عشاق نے سجا
تصویر بن گئی در و دیوار کے لیئے

مجھہ مین ہاہی کیا جو نجھے گور کہائیگی
دو چار مدیان ہین سگ یار کے لیئے

اللہ کی پناہ شرارت سے حسن کے
پہونکا ہے طور گرمئی بازار کے لیئے

اس سے اوٹھا جو غم مین تو اوسپر ٹیک دیا
سر ہے ہمارا زانو و دیوار کے لیئے

حنا کا درد سر ہو کم اوتنا ہی خوب ہے
سر ہی نہ کٹی شملہ و دستار کے لیئے

ای نطق در دل کا ہی شاہد مرا کلام
ہے آہ کا اثر مرے اشعار کے لیئے

غیر کے ساتہ مرے جان یہ خلوت کیسی
یہ بہی معلوم ہی کچہ اوسکی ہی نیت کیسے

کیا وہ بیٹہی ہی ہین گے یو ہین اب غیر کے پاس
تیری تاثیر ہے اے جذب محبت کیسی

غم سے جب زرد ہوا مین تو وہ فرماتی ہین
چشم بد دور ہے نکہری ہوئی رنگت کیسے

بد دماغی خفگی شرم و حیا ناز و ادا
جب یہ مجمع ہے مری جان تو خلوت کیسے

آگیا آنکھو نمین دم یار نہ آیا دیکھو
ہم لیئے جاتے ہین دیدار کی حسرت کیسے

یہ بڑہا ضعف کہ ہے سانس لینی دشوار
کیسے ملنے کی سکت اوٹھنے کی طاقت کیسے

مجھ سے دو بات کو ہین آپ عدیم الفرصت
غیر سے ملنے کو مل جاتی ہی فرصت کیسے

کیا کبھی مہر سے دیکھا نہین شبنم کا سلوک
بوسۂ خال کا یہ طرح پڑا ہے لیکا پنہ

شیخ جی جذبۂ حق بس ہے ریاضت کیسے
ہوگئی ہے ہمین اِنسون کی عادت کیسے

نطق جسکے مین غم ہجر سے مرمر کے بچا
اوسنے اتنا ہی پوچھا ہے طبیعت کیسے

اوس تک پر جفا سے خدا کی پناہ ہے
مذہب مین جسکے قتل نکرنا گناہ ہے

منزل کا اشتیاق برنگ نگاہ ہے
اوٹھا اودہر قدم کہ اودہر قطع راہ ہے

وہ چوری چوری دیکھتی ہین بزم مین جدہر
چوری چھپی کسی سے اودہر رسم و راہ ہے

کی بحث رنگ قطرۂ خون مین سرشک سے
بیوجہ گنگجو یہ نکا نہین مُنہ سیاہ ہے

ذوق جمال و نغمہ و بادہ جسے نہو
انسان ہی نہین ہے وہ مردم گیاہ ہے

کیسا جفا مین نام نکالا ہے آپنے
اچھی حضور چار طرف واہ واہ ہے

مضمون عشق کا ہے لکھا سطر زخم مین
مخفر ہے دل جو داغ ہے مہر گواہ ہے

چلیئے برات دیکھیئے میدان حشر مین
سنتے ہین آج لیلیٰ مجنون کا بیاہ ہے

بوسہ لیا ہے دیکھیئے کیسے حسین کا
حسن عمل بھی ہے تو یہ گناہ ہے

صد حیف تلخ ہوگئے ای نطق زندگی
سمجھے تھے کوئی چیز مزیدار چاہ ہے

قاتل مرا وہی صنم کج کلاہ ہے
شاہد اوسے کا غمزہ ہے عشوہ گواہ ہے

ڈھاتی ہین قہر لطف سے لوگونکی جان پر
میٹھے چھری حضور کے میٹھی نگاہ ہے

نکلی جو آنکھ سے تو مژہ بن کی رہ گئے
کیا ناتوان آہ ہماری نگاہ ہے

باتو ہمین مزہ کہ ہین تسنیم کان کو
وہ رخ شگفتہ یہ کہ بہشت نگاہ ہے

جان ۔ ۔ ۔

حال دل جو نہین سنتے ہین تو شکوا کیا ہی
ابھی کم سن ہین وہ کیا جانین تمنا کیا ہے

کل حسینون کا بھی شیوہ ہے شکوا کیا ہے
ناز بیجا جو وہ کرتے ہین تو بیجا کیا ہے

آنکھ حسد سے لگی ادبت ظالم تجھ سے
ہم نہین جانتے ہین بات کا سونا کیا ہے

فسخ کردون ابھی وہ بت جو بلالی گھر مین
اے برہمن میرا کعبے کا ارادا کیا ہے

کوئی خود رفتگی شوق سے اتنا پوچھے
کھوئے دیتی ہی جو مجھکو تجھے ملتا کیا ہے

عشق بازی ہی لڑکپن سے ہی اپنی بازی
اور سمجھے نہ کبھی کھیل تماشا کیا ہے

دوسری مرتبہ پھر ناز و ادا سے دیکھو
خونبہا اور شہیدان نگہ کا کیا ہے

غیر کو بوسہ دیا اور وہ مجھ سے بولے
آپ ہی کہئے مروت کا تقاضا کیا ہے

آپ کا عاشق شیدا وہ تڑپنا ہی پڑا
آئی دیکھتے چلئے کہ تماشا کیا ہے

نمو غیر سے مین کون ہون کہنے والا
خود ہی سن لین گے وہ سن بنکا چرچا کیا ہے

اونکو تمہید خوشی کی ہی ہنسی کے تقریب
یہ مزاج ہے کیا یہ مزا رونا کیا ہے

سیکھ لی ہونگی مری یار سے باتین دو چار
جسکا آوازہ ہی اتنا وہ مسیحا کیا ہے

مجھسی عاشق کا گلا ریت رہا ہے ظالم
سخت نادان ہی حیران ہون کرتا کیا ہے

ٹلموس جسکے لیئے بیٹھے ہین منہ کھولے ہوئے
بوسہ اُس لب کا ہے یا مٹھ کا نوالا کیا ہی

بنکے پیر ایک زمانے کو اونہون نی مونڈا
شیخ صاحب نے سوا ریش کے چھوڑا کیا ہے

جادۂ راہ وفا ہو دم خنجر تو چلون
خلق کیا چیز ہین کانٹے مجھے کھٹکا کیا ہی

جائی وہ گل جو سیر کو گلشن مہک پڑے
بلبل جو دیکھ لے رخ رنگین چہک پڑے

دل بھر گیا جو درد سے آنسو ٹپک پڑے
جسطرح جام ہو کی لبالب چھلک پڑے

پہنچا ہے بہت دلکو یاد اوسکی ستمرا ہے
گیسو پریشان دست شکستہ لٹک پڑے

مجروح بھکو تیر تبسم تو کر چکے
ہنس دیجئے کہ زخم جگر میں ٹھک پڑے

رخسار یار دیکھئے جوش شباب میں
ہے عنقریب کہ لطافت ٹپک پڑے

آتی ہی اونکے آگئی گلزار میں بہار
غنچے چٹک پڑے چمن گل مہک پڑے

مجھسے حلاوت لب شیرین اگر سنے
بے شبہ رال پر کے منہ سے ٹپک پڑے

تا بر خ صنم سے ہوا کار آفتاب
میوے رسیدہ ہوتے چمن میں ٹپک پڑے

گشتو تمین دم نہین ہی ہی پہ اشتیاق
ٹھوکر لگائی یار نے تو پھر سسک پڑے

پیوند ہو زمین کا تو خاک میں ملے
بجھیر دیا خون غریبان فلک پڑے

بازو کہین کہلے کہ کہلے پردہ شمع کا
شانے سے کاش اونکا دوپٹہ ڈھلک پڑے

لب خشک چہرہ زرد ہے چیں سن میں آپ نطق
آثار عشق سب میں کہا تک نہ شک پڑے

کیون آہ بی اثر کو تماشا کرے کوئی
وہ دیکھین اور انا رسے چھوڑا کرے کوئی

کہتے ہین وہ جفا کا جو شکوا کرے کوئی
میری تو خو بری ہے نہ چاہا کرے کوئی

عین حواس سج سے اونکو یہ شوق ہے
روٹھا کرو ہمین اور منایا کرے کوئی

بوسی کا وعدہ کیا ہی وفا کی امید کیا
بس اتنی بات ہی کہ تقاضا کرے کوئی

اپنا ہی دل سنبھل نہین سکتا کسی سے آپ
اونکا دماغ اور اوٹھایا کرے کوئی

گو مرغ خوشنوا نہین اس کام کا تو ہون
سر پر سے اپنے وار کے چھوا کرے کوئی

اس ضعف مین بھی نالی گردن کم سو کم نہین
لیکن اثر کا مجھسے اجارا کرے کوئی

تاثیر سوز دل ہی کی گرمی زیادہ ہو
بند نقاب کاش یو ہین وا کرے کوئی

اچھا اگر کسیکو دماغ فغان نہین — ہمسے سنے نہ ہمکو ستایا کرے کوئے
تم تھی بہار لیک بگڑ کر جنون مین — مین ہی بنا ہون وہ کہ تماشا کرے کوئی
کھینچین ہم انتظار وہ جائین عدو کی گھر — یہ ہون کہ پہلے آنکہین نظارا کرے کوئے

امی نطق مان نرگسیو غرض اس سے اور ہی
چڑتی ہین چھیڑنے سے کہ چھیڑا کری کوئی

مانا تری خوشی ہے کہ رویا کرے کوئے — پر دل مین جب خون ہی کیا کری کوئی
کہتے ہین وہ بگڑ کے جو نالا کرے کوئے — سمجھین گے ہم بھی ان ہمین رسوا کری کوئی
ناحق ہی پیر تو فکر تغافل ہی جب ہوا — یعنی ہنسی گا کون جو شکوا کرے کوئے
انداز یہ جنون مین وحشت مین شکل یہ — پھر جاتی ہین ہمکو بھی چاہا کرے کوئے
دیدار بھی ہے مغتنم اے آرزوی وصل — ان بدگمان ہو کی نہ پروا کرے کوئے
اونکو نہ ہے نہ ہوگی محبت سے مس کبھی — اپنی طرف سے چاہے نباہا کرے کوئے
پردہ مین شرم کے وہ بہت بیحجاب ہین — اسکا مزہ پڑا ہے کہ چھیڑا کرے کوئے
اعجاز عیسوی کو مرونگا لگا کی داغ — اچھا نہین ہنسی مداوا کرے کوئے
دلکانہ وصل مین بھی گیا ہای اضطراب — اللہ کیا کرے کوئی کیسا کرے کوئے

سو بو سی نطق تیجئے پر دل نہ تیجئے
اسمین ہی ہے مزہ جو تقاضا کری کوئے

قاتل کو رحم آیا ہا تہ اوٹھہ کے رہا ہے — مین اوسکو دیکھتا ہون وہ مجھکو دیکھتا ہے
رونا یہ ہے تو ایدل وہی ہوئے — طوفان بے تمیزی ہے عشق شبہ کیا ہے
وہ مجھکو گھر بلائین جاؤن تو ہون جائین — اونکا قصور کیا ہے تقدیر نارسا ہے

پروا نہیں ہے اونکو خواہش نہیں ہمین ہی
آنکھ اونکی پھر گئی ہے دل بیٹھا پھر گیا ہے

خوش ہون نہیں جو میرا دشمن کا بھی ہوگا
ہان مژدہ باد ای دل وہ شوخ بیوفا ہے

اچھا یہ ہے نا کینہ نہ مہر تجھ سے
پھر چھیڑیے کسیکی ہی نہیں تو کیا ہے

اتنا غرور و نخوت کیون حسن ہی رضی پر
نادان وہ تو تجھسے کچھ بڑھ کی بیوفا ہے

کیا بات اون لبون کی شیرین و مقتضی ہین
بوسہ تو بوسہ اونکی گالی ہین بھی مزا ہے

ہم شکوہ تغافل اونسے کرین تو لیکن
اسکا جواب کیا ہے جب وہ کہین حیا ہے

میری جو غش دیکھی بولے برا سوا اسکا
کمبخت مرے مرنے بدنام کر گیا ہے

کیون نگار سطق سے ہے اتنا تو آپ سمجھین
رسوا ہی پردہ رسوا کسکے لیے ہوا ہے

آپ کی کج ادائیان دیکھ کے جی تڑپتا ہے
ہم نہ خبر تھے بیشتر وصل مین ہی غلط ہے

ظلم جو کچھ کیا کیا اوسکا عبث نجات ہے
منہ نہ چھپاؤ شرم سے یہ بھی ہمین غلط ہے

مین ہون مہ تشفیق عم اور لہو کے گھونٹ پین
تو ہی ترا جلیس غیر اور شراب ناب ہے

ایسا حرامزادہ غیر اوسکا تو قتل ہوگیا ہے
مجھکو حلال کیجیے ہان یہ بڑا ثواب ہے

یار کی خو تو خوب ہے رشک اگر نہ چھیڑ دے
ہم سے مراد مند ہین غیر بھی کامیاب ہے

کون سی تمنا ہی کون سی ہے وہ دل نہ وہ داغ
پیر مین ہون جوان ہو یار نازنین بھی شباب ہے

عیش وصال ہے جبین ناز و ادای نازنین
اسکو دیکھے ہو کیا صبح کو ایک خواب ہے

رنج فراق غیر مین طرفہ نئی بگڑ گئی وہ
رنگ شکستہ کی بہار جلوہ ثبات ہے

واہ تلون مزاج تیرا تو گمان کچھ اور ہی
ہمسے بھی پر زیادہ تر حال عدو ترا ہے

ایک ادای حسن ہے جسکے یہ دو کرشمے ہین
گھٹ جو گئی تو ناز ہے بڑھ جو گئی عتاب ہے

ہوتی ہین جب وہ ملتفت بوسہ لو مانگتا ہی نطق
وہ مجھے منہ لگائین کیا تیری تو خو خرا بہ ہے

شوخ چشمی سے نہ اغیار کو ٹالا کرنے
ہم بھی محروم سہی کاش وہ پروا کرتے

غم مین ہم کسلی طاقت کی تمنا کرتے
سر جو زانو سی اوٹھاتی ہی تو پیکا کرتے

ذکر غیر و نگہ کرین اور مرون شک ہے مین
مجھ سے ایکاش وہ ہر بات کا پروا کرتے

غیر سے ہی تو ہی چھیڑ ہی کیون شک نہو
صبر آتا جو مجھی کو وہ ستایا کرتے

کسکے ہم بزم مین کیونکر ہے پسر ہوتا
ہم اگر سطوت دربان کا محابا کرتے

جیب و دامن ہی سی صرف شکر ہین غم مین
ورنہ یہ ہاتھ سر سینہ ہی پیٹا کرتے

جانی پاتی ہی نہین خوبی قسمت اوسکی
ورنہ ہم رشک رقیبان تئین گوارا کرتے

نے نکلتے نہ اگر سوی چمن تیرے اسیر
پھول کیون سیر کی طرف خندہ بجا کرتے

تہ سہی کچھ بھی تڑپنیکی جو طاقت ہوتی
چھیڑتی ہی کو ہم اوس شوخ کی نالا کرتی

دیکھتا دیدہ رغبت سی جو تیری جانب
بس تفحص دل سی ہم آئینے کو اندیشہ کرتے

بخت خفتہ نے شب ہجر مین کی بیدار یا
ورنہ تا حشر پڑے چین سے سویا کرتے

آئینہ دار نہ اوتے ہوئے ورنہ ای نطق
آئینہ دیکھتے وہ ہم اونہین دیکھا کرتے

بیقراری سی شان جاتی ہے
ضبط کرنے سے جان جاتی ہے

تو دل آتا ہی تو دل آتا ہے
جان جاتی ہے جان جاتی ہے

روح لیلی تلاش مجنون مین
آج تک دشت چھان جاتی ہے

نہین آتے کبھی تصور مین
اونکی سمین بھی شان جاتی ہے

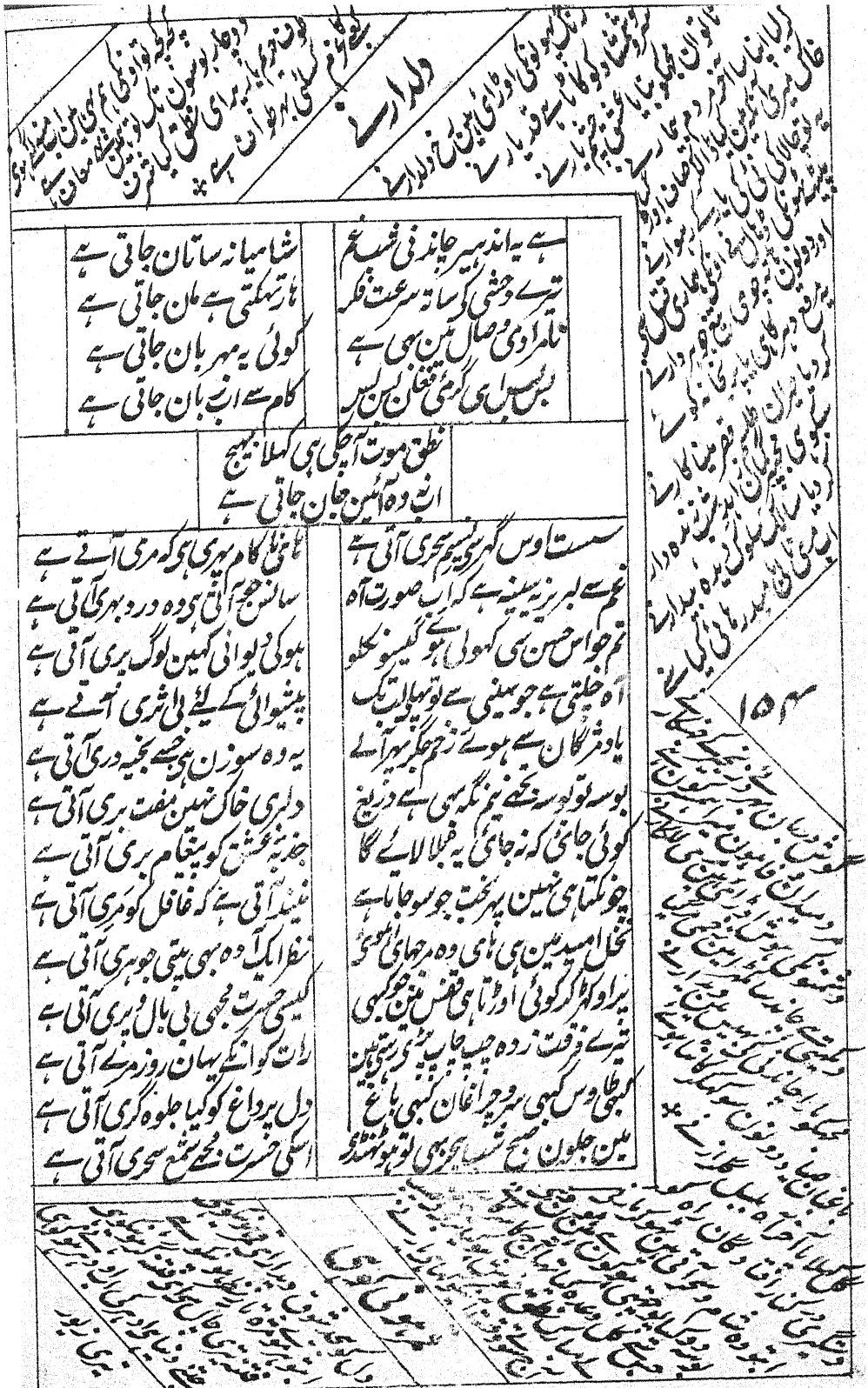

مگر اوس گلشن خوبی کی اوڑ لائی بو — آج اتراتی نسیم سحری آتے ہے
مجھکو بدنام نکر چھوڑ دے میرا دامن — تجھکو ای دست جنون پردہ دری آتی ہے
ہم اونہین آپ مین آتے نہین دیتی ہے شب وصل — جام دیتی ہین جہان شرم فری آتی ہے
دل مایوس مین حسرت کا کہین نام نہین — اضطراب کوئی نہ جیتی نہ مری آتی ہے

نطق اس آہ کی قربان کہ جب آہ کروں
چونمی کو مری لب بے اثری آتے ہے

شریک حال بری وقت مین ہماری ہے — یہ بیکسی تو ہمین جانسی بھی پیاری ہے
تری بغیر چمن مین ہے رنگ مقتل کا — مری نگاہ مین ہر پھول زخم کاری ہے
چھپایا پردۂ وحشت مین عشق کو ہمنے — یہ اپنی جامہ دری عین پردہ داری ہے
کہلے ہین نقش قدم سی قدم قدم پہ پھول — خرام ناز ترا باد نو بہاری ہے
وہ بیٹھتے ہین شب غم جو اپنا غم پیہم — یہ طرز پرسش و انداز غمگساری ہے
دیا جناز یکو کاندھا نہ اس نہانی سے — گناہ گار محبت کی لاش بھاری ہے
سیہ لباس مین بدلی کا چاند ہے وہ حور — بنا ؤ اوسکے لیئے میری سوگواری ہے
جب آئی وہ تو یہ آئی وہ جای تو جای — ہمارا ہوش مگر یار کی سواری ہے
وبال ہی مری آشفتگی کا اوسکے سر — یہ جس نے زلف پہ پیرو تری سنواری ہے

خبر دماغ کی لیتا ہی دل تڑپ کر نطق
بلند تا لب سراب موج بیقراری ہے

یہ اپنا سر ہے وہی سنگ در ہین خواری ہے — پہر اوس گلی مین وہی آہ و ہا ہماری ہے
نگہ کا حال پوچھو یہ جوش زاری ہے — وہ ایک موجۂ دریای اشکباری ہے

مری چمن مین نکلہت ہی رنگ کا دہوکا
یہ عندلیب گل گل سے خون جاری ہے

وہان وہ اور عدو اور گلفشانی ناز
یہان مین اور دل داغ و نالہ کاری ہے

حریف تیغ ادا مجھسا ناتوان کہان
معاف کرنے مجھے پر کا ہے زخم کاری ہے

مری تملق کا ہوا ہی اثر حسینون پر
یہ شوخیان نہین در پردہ بیقراری ہے

فریب ہم نے لتسکین بہ دل کو دیے ہین
وگرنہ جیسے ہی ظاہر امیدواری ہے

نہین ہے جسم مین ہر چند ضعف سی جنبش
مگر جو دل ہی سو دریای بیقراری ہے

سب آئین اور جو آئے نیای محفل مین
وہ ہم ہین اور وہ یادای صنم ہماری ہے

یہ دل لگی بی بیکاری فراق ہی نطق
اثر ہے بحث نہین یونہین آہ وزاری ہے

ابھی ستم ظریف ملی ہے قضا مجھے
اوسکو کیا عدو وفا ذی وفا مجھے

حیرت نے اوس گلی مین کیا نقش پا مجھے
جاؤن کدہر کہ یاد نہین آستا مجھے

گل کا سمجھ گئی ہے مگر مبتلا مجھے
نکہت بتا رہی ہے چمن مین ہوا مجھے

محجوب کر رہی ہین تری بی حجابیان
آتی ہی آئنے کی ہی منہ سی حیا مجھے

پردہ تو تیرا جلوۂ بیباک اوٹھا گیا
مجھ سی عبث گلہ ہے کہ رسوا کیا مجھے

اوس طبع جو ردوست کو نقش مراد ہون
ای آسمان نہ یکہہ سمجھ کر مٹا مجھے

زلف رسا بتونکو جو کی ای خدا عطا
وی مثل شانہ پنجۂ دولت رسا مجھے

کچھ اونکی اونگلیون کی لطافت ہیو جیسی
آئین نظر وہ موجۂ رنگ حنا مجھے

ایسا نہین ہون اور جو ہون بھی تو طفہ تر
تیری ہی عادت آگئی اے بیوفا مجھے

ہین اور وہ گلی کہ جہان کل ہوا دلیل
پھر آج شوق دید وہین لی چلا مجھے

فرمایش رقیب سے بیداد قہر ہے
خود دیکھئی ستم کہ کہے کچھ مزا مجھے

شکوہ نہین عتاب نے جو کچھ کہا کیا
تیرے سکوت کا ہے مقرر گلا مجھے

کرلون نگاہ یاس مین حسرت کی آنکھ سے
مہلت دی تیز دستی قاتل ذرا مجھے

ظالم نہ جان قصہ ہوا لعد قتل پاک
دامن ہے کھینچتا تہ روز جزا مجھے

بے التفاتی آپ کرو تو ایک بات ہے
لاکہ آرزو کا دینا پڑا اخو نبہانا مجھے

آخر مجھے سی تو ہے تغافل ہے یار کو
یون ہی سہی پسند ہے یہ ہی ادا مجھے

الدری للاغری کہ نہین جسم کا پتا
ہمزاد پھر رہا ہے پڑا ڈھونڈتا مجھے

پہلے مین ناتوان حریف ستم تہا نطق
لیکن نہین تحمل ناز اب ذرا مجھے

یے چشم تر دل مین کتنا لہو ہے
بہری جبکہ دو جام خالی سبو ہے

شراب تمنا سی سرخوش عدو ہے
مری ساغر آرزو مین لہو ہے

تصور لیا ہے یہ کس گل کا دل مین
بہت آج داغون مین پہولون کی بو ہے

مری حسرتین پھر جلائی گئی ہین
قیامت کا ہنگامہ آرزو ہے

یہان بد بیان زخم خنجر گلے کے
وہان مار پہولون کا زیب گلو ہے

جلاتا ہے وہ مثل پروانہ مجھکو
کہا تہا کہین مین نے تو شمع رو ہے

طلسم نظارہ تصور نے باندہا
تماشا کہ وہ ہر گہڑی روبرو ہے

کہین سے کہین پہینک دیتی ہین چین
یہ دل نا وطن فانی آرزو ہے

ذرا لوٹ نا دیکھکر میری دلکو
کہ تصویر اس آئینے کی یار تو ہے

تماشا کی قابل جوانی ہین تیرے
بہارون پر اب گلشن آرزو ہے

گلونمین دلاڈ ہونڈہ کوئی لطافت — کہ بلبل تماشائی رنگ و بو ہے
ستم کرکے کینچیگا خمیازہ ظالم — نہ دلکو دکہا دیکہہ اس دلمین تو ہے

کچہہ اونکا بہی ہے پاس ناموس تجہکو
یہ مانا کہ یی تنگ ای نطق تو ہے

جی مین اُس شوخ کی ایکاش یہی آجائی — بوسہ دی ڈالیے ہرم کا تقاضا جائے
خلشین جائین اگر دل سی تمنا جائے — ہوس گل نہو تو خار کا کہٹکا جاتے
سادگی ہی کہ یہین اوس سے ہے چشم دیدار — آئنہ دیکہکے جو عکس سے شرما جائے
بدگمانی ہے بلا رشک عدو آفت ہے — اوسکے پہلو سے اوٹہا جائی نہ بیٹہا جائے
نگہ ناز کا مارا نہ بچا پر نہ بچا — یہ وہ جادو نہین جادو سی جو پلٹا جائے
بیٹہے ہین طالب دیدار پڑا ہے پردہ — دیکہین اُن دونون مین اب کون اوٹہایا جائے
یہی رفتار ہے تیری تو بہ رنگ بسمل — کیا عجب نقش قدم ساتہ تڑپتا جائی
جنس دل کا کوئی معشوق خریدار ہو — پہر مقدر ہی گران جائی کہ سستا جائے
اوس کے گہر لیکے چلا ہون مین ہجوم حسرت — عکس آئنہ سی خلوت مین جو گہبرا جائے
پیر پرواز ترین شوق کی مضمون خطا — اوڑکی خود مثل کبوتر مرا نا جائے
راہ کیا کوچہ محبوب ہے ای نقش مراد — بیٹہہ جا نقش قدم بن کے جو بیٹہا جائی
بی تکلف تو ہواہی وہ مگر خوف یہ ہے — شرم یہ جای گزشتہ سی نہ شرما جائے

روشن آنکہین شعرا کی مری غزلونسی ہین مطلق
مندے ہے بجے سفاہان کو سرما جاے

یہ کشمکش بے سبب دل کی سزا ہے — گیسو تراشانی کی کشاکش مین پہنسا ہی

پھر تیرا تمنائی شمشیر جفا ہے — ہر زخم کہن مثل گل آغوش کشا ہے
ملنے سی ہوئی ہین کف افسوس مرے ہاتھ — بیدرد سمجھتا ہی کہ یہ رنگ حنا ہے
ای مہر منور ترے جلوی کی ہوا مین — ہو ذرہ ہے روزن کی طرف بال کشا ہی
مت اونکی پہری دی نہ پہری تب ہمارے — پہلی تو حیا شرم تھی اب شرم حیا ہے
اوس گل کی ہی بو عطر گریبان تصور — مانند نسیم اپنا نفس غالیہ سا ہے
سو چاک کئی جبکہ مری دل نے گوارا — تب زلف سی شانی کی طرح ربط بڑہا ہے
بیباکئی محبوب مین بیفائدہ بخشین — آخر یہی سہر بگاڑ سنوارے ادا ہے
یہ دل وہ ہی ہلتا تہا فلک جسکی تڑپ سے — مردہ سا جو اب ضعف سی پہلو مین پڑا ہے
کر قتل مجھے ہی عبث اندیشہ دیت کا — مین صاحب من اگر کوئی کہی یہ ہی کہ کیا ہی
ہان مانگئے بوسہ وہ اگر بوسہ نہ دین گے — تو مفت مین دشنام کا موجود مزا ہے

جب دیکھیے ای نطق وہی شکل ہے حاضر
اب میرا دل آئینہ تصویر نما ہے ٭

ہنگام خرام آپکے تیور مین یہ ادا ہے — شکرے دہن نقش کف پا کا بہرا ہے
وہ آنکھین دکہاتی ہین مجھے مست دیکہ رہا ہون — مین محو تماشا ہون وہ مصروف جفا ہے
سمجھی نہین جاتی کبہی اس جور و ستم پر — آخر کہین اصنام جہین ناہی خدا ہے
جیتے تو یقینا نہ ملی شک ہے مرے پر — زاہد وہ تری حور کونسی طرفہ بلا ہے
کیا جان نکالیگی تڑپتی ہے پڑی آپ — قاتل تری خو دلمین انداز قضا ہے
کیا بات تمہاری لب شیرین کی مرجان — وہ داد سکا جو لعل مین ہے تو اوسمین مزا ہے
اوس بزم مین عشرت ہے ہی نجم ساز طرب کا — نای نی نالہ بہی ہان نغمہ کشا ہے

میدان تصور کا ملا جلوہ گری کو
لیکن اوسی پہر ہی گلہ شیشے کا جا ہے

جو چاہے وہ پامال کرے اوسکی گلی مین
ہر ذرہ صفت نقش قدم وقت پڑا ہے

خشتونکے لب زخم سے فریاد ہے جاری
یہ خوف ہی قاتل کا کہ ران بول نہ جا ہے

بیکار نہین کچھ نفس بے اثر اپنے
یہ بھی ہی اثر اونکو اگر لطف ہوا ہے

خالی کوئی بات اوسکی سرار کسی نہین نطق
غیر وہمین جلا نیکو وہ سرگرم وفا ہے

قبا کی پر زے گلونکی وہ سل اڑائے ہوئے
بہار آئے پہر ہم بھی تنگ لائی ہوئے

دبائی سرو کو تمثال دیکھ بھی چھپائے ہوئے
چلو چمن مین تو سینہ ذرا اوٹھائی ہوئے

ہوا جو گرم فغان مین تو عرشیون نے کہا
وہ نالی آتی ہین سر پر فلک اوٹھائے ہوئے

ہزار کہیئے پر بت شیخ نے نہ نکلین گے
مثال بیت حق دلمین ہین سمائی ہے

عجب نہین جو نہ چونکین وہ صبح محشر کو بھی
جو تیری تیغ تغافل کے ہین گھلائے ہین

وہ سیر کو جو چلے ہر طرف سی تھی یہ صدا
حضور ہم بھی ہین تکمین اوہر بچھائی ہوئے

فغان کی سات جو اوڑتے ہین دلکی پر کالے
ہر ایک نالہ نکلتا ہی لاش اوٹھائی ہوئے

چراغ داغ جوانی جلے ہین پیری تک
نہ صبح کو بھی شام کے جلائے ہوئے

یہ شوق تو کوئی دیکھی جو وہ بغل مین نہین
بتاوسکے داغ کو چھاتی سی ہین لگائی ہوئے

نہ ابرو ون پر ابھی ہی ہوا سقدر نازان
یہ بھی نہین ابھی طفل آزمائی ہوئے

باین خیال کہ نازک دماغ ہے وہ شوخ
پہر ہی گلی کی طرف نالی لب پر آئی ہوئے

کہان یہ تینو کا منہ اور لب کہان بوسی کہان
وہ آپ ہے اوپر نکو مین منہ لگائی ہوئے

کہ میرے ہاتھونکے یہ تینو ہین کھلائی ہوئے
وہ راوسکی زنفون سے مشاطہ نان بجا اسیر

شہید ناز بڑھائین گے ہر طرف سی تا تہ
چلو مزارون مین دامن فشان راہ ٹہلائی ہوئے

نہ عاشقون کا دکھا دل تو سخت بانونسی
غریب آپ ہی قتل پر ہین چوٹ کھائی ہوئے

رہی خیال فراد دل کا وقت شانہ کشی
خدا کی قسم ہے بچاری کو نچائے ہوئے

وہ قاتل آج ہے یا تیغ ہے نہین معلوم
مین بیخودی مین ہون کشتون کی لگائی ہوئے

او بیمار تاہی عیادت شوق دل وہ بت کیا
خدا کی پاہیں نجاؤنگا بی بلائی ہوئے

شب وصال بھی یہ رازانہ لطف وصل او ٹہرا
مری کنار مین ہی بدن چرائی ہوئے

نہ کیسی بیچ کرین عاشقونسی کیسونطق
یہ روسیہ ہین حسینونکی سر چڑھائی ہوئے

وہ شوخ رنگ روپ مین جب گل کی ہو چوٹ ہے
تو اپنی دل مین بھی دل بلبل کی چوٹ ہے

ایسا دل مانہ فرقت ساقی مین ہے ضعیف
فرقت کی چوٹ خندۂ قلقل کے چوٹ ہے

وحشی ہا توان صنم نازنین کے ہین
پتھر کے فرب پنے لیے گل کی چوٹ ہے

چمکا ہوا ہے عارض ساقی کی عکس سے
خورشید پر بھی قدح مل کی چوٹ ہے

یون پیٹ پیٹ کر ہی مرتی ہے گھر گھر جو آسیا
سینے پر اوسکے میری تو کل کی چوٹ ہے

رکھتا نہین ہون کیا دل پر درد و سینہ ریش
مجھپر چمن مین کیون گل و بلبل کے چوٹ ہے

چوٹی کی پیچ کر کے نکالی گئی اوسکی بل
سنبل پر آج بار کی کاکل چوٹ ہے

فوج خزان کی دوڑ سنا آنے والے ہے
مدت سی شاہ گل کی تجمل کی چوٹ ہے

صحن چمن کو محفل رنگین کا رشک ہے
جا روب کش پر آپ کی سنبل کی چوٹ ہے

ای نطق تو بیگانہ ہی بزم سخن مین آج
اب شاعرونمین تیری طرف کل کی چوٹ ہے

نہ صلح مین ہی وہ عادت گئی لڑائی کے
جو مین نے ہاتھ لگایا تو ہاتھ پائی کے

برا ہو موت کا جس نے یہ طعنہ سنوایا
وہ کہہ رہی ہین سرہانے بیوفائی کے

نہ ہو سکے کبھی ہمسر مرے سہی قد کا
کہانسی سرو یہ دیجے لائی میرزائی کے

بندھا نہین ہے دلاتا را شک خونین کا
یہ ایک لہر ہے دریای آشنائی کے

کری وہ دعوی ہم پنجگی حسینون سے
جو شاخ پنجۂ مرجانمین ہو کلائی کے

الٰہی آئینہ توڑے چھٹے یہ خود بینے
ہماری اونکی کوئی شکل ہو صفائی کے

ہوا حلال بہرا جس نے دم محبت کا
لئی ہوئی ہے وہ تیوری چھری قصائی کے

وفا پر آئی ہی آتی تھے پر نہ آنے دیا
دلائی شرم اونہین قسمت نی بیوفائی کے

دم نظارہ دیا بوسہ پستۂ لب کا
زیادہ شربت دیدار پر ہوائے کے

قفس مین تھی جو اسیر محبت صیاد
حلال ہو گئے سنتے ہی ہم رہائی کے

عجیب شہر ہے شہر بتان جہان ای نطق
وفا تو کیا کہ نہین رسم آشنائی کے

گاہ بیگاہ ادہر اوسکا گزر کافی ہے
اس قدر بھی کشش دل مین اثر کافی ہے

شوق زیور مین نزاکت اونہین سمجھاتے ہے
دولون کانون مین بس ایک گہر کافی ہے

شوق اگر دل مین بسر کے ہی تو لی اوڑنی کو
قفسہ کیا زمزمۂ مرغ سحر کافی ہے

نہ لگا تیغ دکھا مجھکو لچک ناز بھرے
قتل کرنے کو یہ خالی ہی کمر کافی ہے

سر پٹکنا ہی شب غم مین کہان کا تکیہ
سنگ خشت آج ہماری تہ سر کافی ہے

اور صدمون سے شب ہجر مین کیا بحث ہے
گھٹ کے مر جانے کو تا خیر سحر کافی ہے

نہ جلا مجھکو شب غم کہ تری خرمن کو
ای قمر آہ کا بس ایک شرر کافی ہے

تیر تلوار مبارک ہون گران جانون کو
ہون سبک روح مجھی تیز نظر کافی ہے

فرج بکر سے زاہد تو شب وصل نہ کر
بس چہری پہرے کو مرغ سحر کافی ہے

ننگ و ناموس ڈبونے کی عبث فکر ہے تجھے
ای فلک اسکی لئے دیدۂ تر کافی ہے

دل بتیاب کے تسکین بڑی بات نہین
آپکے ایک عنایت کی نظر کافی ہے

حسن کا اور کسی سے نہین پرکسانا شرط
اسکی کی لیئے بس اپنی نظر کافی ہے

رفع رسوائی الفت کے لیئے زیبرنہ کہا
نطق اس شہر سے کچھ روزون نظر کافی ہے

اندھیر ہے جو ہی تو ستم کیون ادا سے
جور و دگر تلافی وعدہ جفا سے

اچھے رہین حضور ہے بندہ برا سے
آپہی نباہ دیجیے مین بیوفا سے

امید مہربون ہی نتھی وہ خفا سے
اچھا یہ عرض حال ہماری گلا سے

عادت تو ہو اونہین کہ ہمین ہی امید ہو
خوش ہین ہم اے رقیب تجھی سے وفا سے

رشک عدو کی ایک قسم تو نہ نیکے ہم
اسکے سوا نہ کون سی تیرے جفا سے

رکھہ لی خدا نی شرم محبت نباہ دی
بیداد جیلی ناز اوٹھائی جفا سے

بگڑے تو ہو جو رشک آئی تو مین کہون
ست ہمنشین تمہارے مری آشنا سے

بوسی کی آرزو ہی لب اشتیاق کو
وہ پای ناز نین جو نہین نقش پا سے

کہتے ہین ہم بھی خیر کے حق مین قبول ہو
یہ کو سنا نہین بہت اچھا دعا سے

وہ محو اگ رنگ مین رہتے ہین رات دن
اس غل کو کیا کرے کوئی نالے رسا سے

گو تھا تو رات غیر مگر کیون ستائین آپ
کیا کیجئی گا نالہ ہمین نے کیا سے

بخت رسا سی بار جو اوس انجمن مین ہو
گو رشک غیر سہ نہین سکتے سہا سے

ہم اپنی بات سے بھی کبھی کاٹ سکتی ہین — دست جفا حضور کا دشمن حنا سے ہے
بے حکم ایک بوسہ تو بے شبہہ لے لیا — دو گالیان جرم سہی یہ سزا سے ہے
کیون میرے بات آئین گی طالع ہین یار سا — ای ہمدم اوسکی گیسوی خوش چمپا سے ہے

کتنا کہا تھا نطق سے جانا نہ اب ٹھان
ہان ہان تو ہم سے کر گیا لیکن کیا یہی

بیدا و آفرین ہو یونہین تیرے واسطے — پیدا ہو کوئی تجسا کہین تیرے واسطے
جیتے کہ بات بھی لب نازک کو بار ہے — ای دل یہان نہین بھی نہین تیری واسطے
دو حرف آپ رکھو رکھ کے بخت پر — مین کیا کرون خوشی ہی نہین تیرے واسطے
پرشکن جبین تو روز قیامت خدا سی ہم — ای بت بگڑ نجا مین کہین تیرے واسطے
پیغام بر کی کتنے دعا مے مستجاب — باد سحر کے ساتھ نہ گئین تیرے واسطے
تیرے گلی مین بیٹھ کے رسوا کرون تجھے — مر جاؤن تو سہی مین نہین تیرے واسطے
جلوے تری لطیف یہ عالم کثیف ہے — لاؤن کہان سے خلد برین تیرے واسطے
وہ دیکھکر مجھے خم ابرو کو دیکھتے — بولی کہ ہے یہ خنجر کین تیرے واسطے
جب جان جا چکے ہے تب آیا ہی ہی مے — شرمندہ ہون کہ نذر نہین تیرے واسطے

الفت تو ہے ادھر تو کیا چاہتا ہی نطق
بدنام ہو وہ پردہ نشین تیرے واسطے

ایدل یہ غم مزی کی نہین تیرے واسطے — ہین میوہ ہای خلد برین تیرے واسطے
ایدل تو لا کہہ کچھ کے اوسنے جواب مین — بس سوچ لی ہی ایک نہین تیرے واسطے
سو سو مزے رقیب اوڑاتی ہین اتدن — ہین تلخ کام ایک ہمین تیری واسطے

ایدل

ای جسم روح ساتھ ترا کیسے دے سکے
چرخ اوسکے واسطے ہے زمین تیرے واسطے

غمزے کی لے رقیب سے بھی ای حنائی یار
کیون چھیڑ ہمسے کیا ہین نہین تیرے واسطے

بازار امتحان جو کہلے گا تو دیگی جان
تھوڑا سا لین گے ہم بھی یقین تیرے واسطے

لطف خرام پہ ہے تو مشق خرام کو
درکار ہوگا عرش برین تیرے واسطے

ایدل بجہ وہ نشۂ مے مین بہک گئی
ورنہ عنایتین تو نہ تھین تیرے واسطے

کیا شکوہ دوستونکا گلہ دشمنون کا کیا
دل ہی ہے جب آفتین ہین تیرے واسطے

لب غنچی بند رکھہ کہ دہن گویہی نہین
ویسا ہے بسم نمکین تیرے واسطے

تو اور وہ تو دونون ہین رسوا یونسی خوش
چلتے ہین نطق ایک ہمین تیرے واسطے

وہ مست ادا برقع اوٹھائی ہوئی آجائے
کانونسے جو سنتے ہین وہ آنکھونسی کہا جائے

ایسے بھی وہ کیا ہین جو اونہین رحم نہ آجائی
پر مجھ سے بھی کچھ جوش قلق مین تو کہا جائے

معلوم ہے رک جاؤن تو وہ چھیڑ کے بولین
پر مجھ سی تو مشکل ہے ذرا دیر رکا جائے

ظاہر دل کم حوصلہ کردی نہ خوشے کو
ایسا نہو دشنام کا بھی مفت مزا جائے

ماتھونکی رسائی کا تو احوال ہے ظاہر
خود حسن کی شوخی ہی مگر پردہ اوٹھا جائے

اللہ رے نہین مجھسی یہ بیوجہ عداوت
پی لین وہ مرا خون تک اونسی جو پیا جائے

سچ ہی کہ وہ بدخو ہے پرای حضرت ناصح
بتلائی کیا کیجے جسے جی ہی کو بھا جائی

افشا نکرے کوئی مری دردی دل کو
یہ اور مصیبت ہی جو وہ آنکھہ چرا جائی

نالہ مرا کیا وقت قلق جسمین اثر ہو
ہان جان کی مجبور مگر رحم اونہین جائی

محفل مین بہت شمع سی گرمی نہین اچھی
اتنا بھی چھیڑو کہ پسینے مین نہا جائی

شوخی سبھی ہر ایک سے پر چھیڑ بری ہے
یہ بھی ہے کوئی بات جو آئی وہ خفا جائے

ایوای تمنائی ہمیں مار رہی ڈالا
کیا وہم ہے یعنے وہ سر نعش ہی آجائے

سختوت کا وہ عالم ہے ہی کون سنے گا
اچھا ہی جو کچھ ضعف کی ماری نکہا جائے

آتی ہے بھی دل میں کہ اب چھیڑ ڈاونکو
غصہ اگر آجائے تو سب شرم وحیا جائے

گو کہ گئے یہ آیا تہا نہ اب آوینگا لیکن
کیونکر جاؤں نہ میں جب وہ تصور میں بٹہا جائے

ناصح سبھی کہو نطق کہ رہنے دی نصیحت
جانا تہا جو دل کو سو گیا جان نکہا جائے

ثمرہ وہ نیزہ جو جنبش میں کام کر جائے
نگہ وہ تیغ کہ جو دل میں صاف اوتر جائے

دلیل گریہ ہوا درد دل کی شدت پر
ضرور شیشہ چھلکتا ہے جبکہ بھر جائے

سی قلق میں کہ جسمیں ہو اوسکو کیونکر الوں
خدا کرے کہ مری آہ سے اثر جائے

بس ایک در دمیں دونوں کو مبتلا کر دے
خوشا وہ زخم کہ جو دل سی تا جگر جائے

وہ پاس غیر کے یوں بے حجاب بیٹہے ہیں
کہ لوٹ آئی پشیمان اگر نظر جائے

خدا کرے نہ بہری زخم دل کا مرہم سے
بہری تو درد سی یارب کچھ اور بہر جائے

رہی کشمکش آرزو ی بیدارے
یہی جو بخت کا سونا ہی کاش مر جائی

غضب خدا کا کری نطق یار سے دعوی
کہیں غرہ مٹی دل کو وہ مکر جائے

کیا زلف ہی لٹکے دل ای جان لے گئی
لچکی کمر بھی یوں کہ مری جان لے گئے

جب اوس پری کا کچھ نہ پتا ہند میں چلا
وحشت ہمیں اوڑا کی پریستان لے گئے

تو نی مریض کی نہ سنی اے مسیح
سو بار منہ کی پاس قضا کان لی گئے

رہزن تھی وہ ادا کہ لیا جان و مال سب
کافر تھے وہ نگاہ کہ ایمان لے گئے

بتلاؤں کیا کہ تاب و تواں کون لے گیا
کچھ ناز غمزے لے گئی کچھ آن لے گئے

گل کو دکھائی عارض رنگین کے شوق مین
فصل بہار اور بہی و سان لے گئے

تو اور تیرا گھر مجھے بھولا نہ بعد مرگ
ہر چند حور خلد مین مہمان لے گئے

ہی ہی یہ جنبش لب جان بخش مین دریغ
جان اونکے ایک بات کا ارمان لے گئے

نکلے اگرچہ جان بڑے حسرتون سے دم
کیا کم یہ ہی نوید کا احسان لے گئے

ظالم سے خود جفا کی تلافی نہو سکے
ہو بہی تو دل وہ ہی کہ تسلی نہو سکے

فریاد مصلحت سی ہی کچھ ظلم سے نہین
مطلب یہ ہے کہ شیفتہ کوئی نہو سکے

ڈر ہے کہ اونکی ضد نہ کہین اور رنگ لائی
کیا ہو جو رفتہ رفتہ ستم بہی نہو سکے

دربان کو یہ ہٹ کہ خوشامد مری کرے
میرا یہ دل دماغ کہ اونکے نہو سکے

فرمایش ایک سہل ستم کے جو ہم کرین
ناز کرے وہ اسقدر ہین کہ وہ بہی نہو سکے

قابو مین آکے عذر نزاکت بہی یاں ہے
لیکن یہ اوس گھڑی ہی کہ شوخی نہو سکے

شربت کی طرح غم مین وہ تلخابہ سرشک
ہمنے پیا کہ اور سے کلی نہو سکے

باہر ٹہر گرک ہی ہے یہ دل کی لگی ہوئے
بے سوز تو پسی سے پی پی نہو سکے

بوسہ ہی پہلی بس تہا پر اب منہ لگا ہی نطق
تم چاہو وصل پر بہی تو راضی نہو سکے

دل کا گری مین جو آشکدہ ہمسر نکلے
جان کے ڈر سی ہمندر مین سمندر نکلے

حور سے خاک کے پتلے کہین بہتر نکلے
قالب حسن تقوم مین ڈہلکر نکلے

حسرت قامت دلدار گڑی لاش کے ساتھ
کیا عجب خاک سے میرے جو صنوبر نکلے

تیغ غمزان کی طرح قتل کیا لاکھونکو
بی محابی مین عجب حسن کے جوہر نکلے

وہ خود آرا اگر اعجاز سے ٹھوکر مارے
آئینہ خانہ مین حیرت سے سکندر نکلے

تیرے دانتونکی محبت سی ہے صدمہ پر
تب تو مسکے ہوئی گرچے ہوئی گوہر نکلے

ہے غضب اب تو تہکونہ وفادار گنے
ایسی بیٹھے ترے کوچی مین کہ مر کر نکلے

ایک ہی چاک گریبان سی ہو دامن تک
ای جنون گل کی طرح جامہ سراسر نکلے

بیطرح اوسکو گلا ہے بناکر مغرور
آئینہ یار کے گھر سے کہین باہر نکلے

خاکساری ریاضت سی ہو مقبول خدا
نور ہو جای اگر خاک کا جوہر نکلے

اپنی پاتہونسی وہ سفاک مجھے ذبح کرے
حسرت دید خدایا تہ خنجر نکلے

عید کا دن ہی تکلف مین ہو یار تکلیف
عہد جمشید کا ساقی کوئی ساغر نکلے

دم وہی لب وہی کاٹ وہی گہاٹ وہی
نگہین آنکہ سی یا میانسی خنجر نکلے

گوکہ آنکھون ہی مین ہی طائر دیدار کا دم
پر بغیر آپ کے آئے ہوئے کیونکر نکلے

دہن یار سی خود کم نظر آئے عاشق
بڑہ کی موئی کمر یار سے لاغر نکلے

تیرے دانتونسی ملایا تو مری آنکھونمین
قطرہ آبروئی ریختہ گوہر نکلے

تیرے جامی کی جو بو باغ مین لیجای صبا
پردہ گل سے نہ نکست کبھی باہر نکلے

اے فلک صبح شب وصل یہ کیسا اندھیر
چاند آنکھونسے چھپے مہر منور نکلے

غیر بھی اوڑنی لگا ہی تیری دیکھا دیکھی
جان موت آئی ہے چیونٹے کی جہان پر نکلے

اس لطافت سی چلی باغ ہوا دار آپ
جسطرح نکہت گل دوش صبا پر نکلے

تیرے کوچے مین جو ڈہونڈہا تری پا مانو کو
صورت نقش قدم خاک برابر نکلے

نطق ہم ختم ہوئی وہ نہ مگر ختم ہوی
ناز و اوس شوخ کی انداز سے باہر نکلے

وہ شوخ نئی طرز کا جب ناز دکھائے
معشوق تو کیا عشاق کا انداز دکھائی

لے آئے جواب خط شوق کبوتر
قسمت کا بنا کھیل گرہ باز دکھائی

کیا رنگ حسینوں نکا مجھے آپکے آگے
تصویر ہو تو خانے کا انداز دکھائی

پتھر کے تو مورت سے تسلی نہین ہوتی
بتخانہ بت خانہ براندا ز دکھائی

عیسے سے تو زندہ نہوا آنکھ کا مارا
اب بات ہے لب آپکا اعجاز دکھائی

جھک جاہی تو شاخ گل تر ہو وہ چمن مین
تنکر جو چلے سرو کا انداز دکھائی

امید رہائی تو اوڑی کنج قفس مین
اب طائر جان تیزی پرواز دکھائی

چو رنگ کری کشتنی عشق ہین حاضر
تلوار کے جوہر نگہ ناز دکھائے

عیسے کی نہ مانی کی مری مردے جلائے
جسدم لب جان بخش نی اعجاز دکھائی

اے فاختہ سرو اوسکے برابر ہی کہانی
رفتار نہ گفتار نہ انداز دکھائے

منہ کھول کی اوس مہ نی کیا بند دم اوسکا
کیا منہ سحر تفرقہ انداز دکھائے

سنتی ہی ہزارونکی نکل جائین گی جانین
خالق نہ مزاج آپ کا ناساز دکھائے

ای نطق مرا ساکہین معشوق طرحدار
دیکھا ہو جو کوئی تو نظر باز دکھائے

رات آدہی گئی آئے نہین آنے والے
سو رہے کیا مری قسمت کے جگانی والے

کیون ترپ دل مین ہی شاید وہ مہین نی والے
پیشوائی کے لیئے ہوش مین جانی والے

ستم و جور و جفا چین نکرین تھوڑا ہے
غم نے غمار مصاحب ہین سکمانی والے

نصیب مردیکی مجھی شام سے ای شک سجلا
آج وہ غیر کو ہین ساتھ سولانے والے

ایک نقشی کے لئے لاکھہ بگاڑی نقشے
سمجھے کیا نقش دو عالم کے بنانے والے

سر تالین وہ دم نزع یہ رو کر بولے
رہ ٹھی جاتی ہو کہان میری آنے والے

بزم عالم مین مگر شمع شب تیرہ ہون
شاد ہوتی ہین مجھی میرے جلانے والے

روکنی کے لئے تم شوق سے کیون بان
آئین گی پہاند کے دیوار بھی آنے والے

جان پہچان بھی تھی ہمسی کبھی یہ نہ تھی
اسطرف دیکہہ تو ادا آنکھہ چرانے والے

آمد اشعار کی اوسنے ہم مین آغاز ہوئی
بیٹھتی جاتی ہین فتنونکے اوٹھانے والے

نانی بچھلی کو جو کرتا ہون تو وہ کہتی ہین
چونکی ہو وقت کی کمبخت جگانے والے

اپنے ہاتھون یہ ستم کرتے ہین اپنے اوپر
چوکتی ہین اونہین الفت کی جتانے والے

داد بیداد ہی غنچہ دہنون سے ناحق
قہقہو نمین ہین یہ نالونکی اوڑانے والے

کیا شب وصل ہی منظور سحر ہو جائے
بہیر وین آپ ہی پچھلے سی ہین گانے والے

کیا بتو بتکدہ سمجھی ہو خدا کے گھر کو
کون ہوتی ہو مری دلمین سمانے والے

جو رسی موڑ کے منہ طعنی سے میری بلا
تہک کی خود بیٹھہ رہین گی وہ ستانے والے

نطق اب گھر سے نکلتی کو ہی وہ نور نظر
ہین کدہر پانون تلے آنکھین بچھانے والے

ناز بیحد ہین وہان آفتین ڈہانے والی
جھیلون ہین جو ہون وچار ستانے والے

دیکھین کیا ماری پڑی کبھی کڈہانے والی
اب بھی بازآئین مری دلکی ستانے والے

ہین بھی آپ کے گیسو سے گنج عارض
لوگ کہتے ہین جنہین سانپ خزانے والے

کچھ سی کچھ اونکو سکھائی ہین وفا کی معنی
اچھی ہو ستاد ہین عمر زیڑہانے والے

کوچۂ یار مین ہم سب سی الگ بیٹھی ہین — کون یہ گبر و مسلمان ہین اوٹھانی والے
نسبی بوسہ کوئی نیم نگہ نیم ادا + — کچھ تو ای دولت خوبی کی لٹانی والی
چمک گئی ہم کرم ساقیٔ دریا دل سے — تیسے کا ہیکو کہین ہونگی پلانے والے
دور بیٹھا ہون ہٹون کیون مین ہمارے دشمن — کیون پہلو سی نہ زالونگی دبانے والے
آتش شوق مین وہ سوختہ جان جل نہ بجھے — ڈھیر در پر ہو دبوئے کے لگانے والے
نہ عدو اونکو سکھائین نہ رقیب اونکو پڑھائین — میری طالع ہین خود اوستاد پڑھانی والے
اس ادا کت پر جی ہونگی تم بھی کیا خوب — کون ڈرتا ہی اگر تم ہو ستانے والے
درد سر شام سی ہی اوسنے بنایا شب وصل — میرے تیور نظر آے جو جگانے والے

غصے سی منہ میرا تو بگڑا ہی پر اینی مین نطق
اپنا منہ دیکھین ذرا منہ کی چڑھانے والے

۱۷۱

بدنام مفت سارے زمانے مین کر گئے — سمجھین گے ہم ملے تو جوانے کدھر گئے
آہ اس قدر رسا کہ فلک سے گزر گئے — پہر اتنے نارسا کہ نہ اوس بام پر گئے
دم بھر نہ ٹھہری غمزہ شب وصل کر گئے — کیا آہی کیا گئی ادھر آئی ادھر گئے
چھپنے کو تارے رات مین دو ڑا باین خیال — سلک گہر کسی گلی کے بکھر گئے
کھیلا شکار دل نگہ بیحجاب نے — گھونگھٹ اوٹھا کہ بازی کی ٹوپی اوتر گئے
تیغ جفای یار سے سسکا کرے رقیب — مین مر کی جی گیا مری اچھی گزر گئے
جمعیت حواس کا شیرازہ کھل گیا — جوڑا وہ کیا کھلا کہ طبیعت بکھر گئے
نکلے صبا سی بھی وہ ہوا کھانے پیشتر — نکہت سی آگے اونکے سواری گزر گئے
دل کو جو وجد رات کو تھا ذوق درد سی — آہ شرر فشان مرے کیا کیا بکھر گئے

دزدِ حنا سے رہیے نہ ہشیار مجھکو کیا
کیجئے گا ہاتھ مل کی انگوٹھی اڈا تر گئے

ایسی بھی ناز کی کہین دیکھی سنی نہین
انجل سنبھالنے مین کلائی اوتر گئے

تلوار وہ سنبھال چکے میرے قتل پر
ٹٹکا ہے باندھنے مین جو ناف وکمر گئے

کیسے شراب ہجر مین پانی چوے لیا
سمجھا کہ آب تیغ گلے سے اوتر گئے

یادش بخیر یاد کسیکی شب فراق
آئے تو جان زار کے تسکین کر گئے

کب تک اوٹھائین نطق ستم ہم کی ہول ہم
آتے نہین دل کے مگر موت مر گئے

سینے مین حسرتون کی جگہ ایسے بھر گئے
امید کشمکش مین پڑی دبکے مر گئے

کیا قہر یاد شوخی دلدار کر گئے
شب میری خم دل مین نمک سا بھر گئے

کمبخت آہ خواہ سے اونکے ڈرے ہوئے
چور ونکی طرح رات کو اوبام پر گئے

نکلے ہین چاند تاری پر اپنی صورت نگار
انکھین تجھی کو ڈھونڈتی ہین کدھر گئے

کہتے تھی ہم نہ باغ مین رخسی تقابل نہ لٹ
یہ خون کسکے سر ہوا بلبل جو مر گئے

کیا کیا غرور ہین اونہین حسن شباب پر
سبزی جب نمو ہوئی تب اور مر گئے

آنے سے تیرے ہین جو بچا غیر مر گیا
بھاگی جو تیرے گھر سے تو موت اوکی گھر گئے

مر کر بھی ملے تو یم رنج سے نجات
ڈوبی نہین یہ ناؤ مری یار اوتر گئے

کیا دل فریب ہے نگہ شرمگین ہے نطق
تھے آنکھ مین ہنوز کہ دل مین اتر گئے

دو دو دل ابر دم سرد ہوا ساون کی
ہے یہان بارہ مہینے مین اوا ساون کی

مجھکو گرمی مین یہی ہے جو ہوا ساون کی
رونے مین بیٹھ کے لوتا نہین اوڑا ساون کی

ٹھنڈی سانسین بھی روتی ہین جو بہر دیکھا
دم چرائی ہوئی پھرتی ہی ہوا ساون کے

جسطرح دود جگر سوختہ کی ہو پیلی
اس طرح اوہٹتی ہی فرقت مین گھٹا ساونکے

وقت رونے کے خیال خط سبز جانان
ہمکو گھر پیٹے دکھاتا ہے فضا ساونکی

مرگیا مجھ سا جو بیکس تو بہت تڑپی برق
کھول کر بال بہت روئی گھٹا ساون کی

تھوڑی تھوڑی سی یہ آگے مری چشم تر کے
گھٹ کی پتلی کی برابر ہو گھٹا ساون کی

یہ گرجتا ہوا بادل نہین آتا سامنے
رعد مینجھا رونکو دیتا ہی صلا ساون کے

عرصہ دہر یہ کیا تیرکہ دم بھر کی تنگ
رہ گئی دم کے طرح گھٹ کی ہوا ساون کی

کون بیٹھا ہوا ہنستا ہی یہ بجلی کیا ہے
پردہ کس شوخ کا یارب ہے گھٹا ساونکی

مے کشو ہند مین بانی کی عوض ہی برسے
ہون جو بھٹی کی بخارات گھٹا ساون کے

اوسکی بھیگی ہوئی بالونکی مہک سونگھ کے ہون
لاؤن چوٹی سی بہار ونکی گھٹا ساونکی

موج مے جام سے بہتی ہے لب بیکس تک
لے اوڑی بادہ گلگون کو ہوا ساونکی

فصل کی جوش سے بھی لغزش مستانہ او ہے
لڑکھڑاتی ہین بیوجہ ہوا ساون کی

رو کی یاسنے کے کٹا ہجر مین اسکا کیا ذکر
ہمنشین اب نہ مجھے یاد دلا ساون کے

فوج اندوہ ہی یا گرد اوسی فوج کی ہے
ہجر مین جسکی سوا کیا ہی گھٹا ساون کے

تیرے فرقت زدونکو گور کے اندھیاری ہے
چاندنی نکھری ہوئی ماہ لقا ساون کے

سبزہ ہی روپہ ہے پژمردہ ہی جی ہی جو اوداس
نطق کیا ہجر مین خوش آئی فضا ساون کے

وہ اوٹھکر مری پاس سے کیا گئے
ز خود رفتگی مجھکو سکھلا گئے

صنوبر تری قد سے بنا گئے
چمن مین ہے غل جا گئی جا گئے

وہ لاشے پر آئے خجل مین ہوا
پسینے مین مرد یکو نہلا گئے

کفن سرخ شہادت نہ جوڑا بنا
شہید جفا نیکے دولہا گئے

وفا کر چکے بس جفا ہو چکے
ہم اپنے کیئے کے سزا پا گئے

فلک گو بہت فتنہ پرداز تھے
اون آنکھونکی گردش سے چکرا گئے

نہ لائی مری گرم جوشی کی تاب
نزاکت سی دم بھر مین مرجھا گئے

شب غم مین آنسو گئے تا ثریٰ
شرر آہ کے تا ثریا گئے

گلوبند مین ہو جو سستی ہو دیہوں
پڑی چاندنی تو وہ کملا گئے

ترا ظل دیوار ممدود ہو
کہ ہم بھی یہان پانون پھیلا گئے

مگر تیرے رخ کے بوسے لیئے
کہ مصحف تہا ہم اوسکو دھر آگئے

نہ خط سی ہی منہ دکھانیکی شکل
کہ آئینہ رخ مین بال آگئے

نہ کچھ ہمسے چرخ دنی کے چلے
جو لائی سے سب پی گئی کہا گئے

نہ چونکی جو سوئی تری یہان مین
سر انیل سو بار چلا گئے

سر راہ عدم رفتگان کیا ہوا
کدہر اونکے نقش کف پا گئے

ہمین عیش سی آنا تہا کیا ہوس مین
گئے وہ جو ہم آپ مین آگئے

ابہی نطق تو مرنے والے نہ تہی
مگر لوگ کہتے ہین کچھ کہا گئے

جفا کر چکو بس وفا ہو چکے
اب ایسا نہو گا خطا ہو چکی

نہین ہو چکی ابتو کیا ہو چکے
شب وصل ہے ولربا ہو چکے

زمین آسمان ایک دل نی کیا
تڑپنے کی بھی انتہا ہو چکے

یہ آزار دل جانے والا نہا — ہمین ہو چکے بس دوا ہو چکے
عدو سے بھی آخر بگڑ ہی گئے — نہ کہتے تھی تمسی وفا ہو چکے
جو دل اوس سے پر ہیز کرتا نہین — تو ہمسے بھی اسکے دوا ہو چکے
بندہی اوسکی بوٹی سی قد کی ہوا — صنوبر کے نشو و نما ہو چکے
مہ چاردہ چار دہمین ہوئے — ترقی کے بھی انتہا ہو چکے
پتنگا سی جو ایک ہے جان زار — وہ اوس شمعرو پر فدا ہو چکے
مری نالی سن سنکی بولا وہ بت — شکایت مرے تا خدا ہو چکے
تمہین ہے مری جان کچھ ہو تو ہو — مسیحا سے میرے دوا ہو چکے
کرین کیا بھروسا تھا ایک آہ پر — وہ کمبخت بھی نارسا ہو چکے

اودھر یگانہ ای نطق جوش شباب
دبن اڑا دنسے شرم و حیا ہو چکے

لو موت شب ہجر نہ آنے پر اڑی ہے — مجھکو تمہا یہ دہو کہا کہ سر نانی ہی کھڑی ہے
ٹلتا نہین میدانسی گود ہو پ کڑی ہے — انسان ہی کہ دیوانہ ترا دہوپ کھڑی ہے
ای سرو نکل نرگس مستانہ کے غم مین — جام مے کو ترلئے وہ حور کھڑی ہے
پردہ مین بھی ہے حسن تماشا طلب اوسکا — دیوار مین روزن کی جگہ آنکھ جڑی ہی
بوسون کی ہری جاتی ہی اوس شوخ سے یارب — یہ نرد کا اڑنا نہین قسمت کی اڑی ہے
پردہ جو اوٹھایا تو نگاہ ہو نگاہی جھگٹ — رخسار پر اوس شوخ کی کیا بھیڑ پڑی ہے
بجلی کی طرح ہنس مری رونے سے نہ ظالم — بہادو نکی نہ جہالی ہین نہ ساون کی جھڑی ہے
رونی ہین ہین لخت جگر و دل کی بہارین — جو تار ہی اشکونکا وہ پھولونکی چھڑی ہے

یہ میری سیہ خانی کے ہی چاندنی ٹکڑہ
جو صحن مین لیٹی ہوئی کملی سی پڑی ہے

سن نے جو کہا نوکا بزور آپکا بوسہ
کہنی لگی کیا بات ہوئی لوٹ پڑی ہے

رات آنے کی کائی ہی کہان ہو نہہ تو دیکھو
یا نوکا لکھوٹا ہے نہ مسی کی دھڑی ہے

جڑنی تھی نگینی کی جگہ آنکھ ہمارے
یہ تیری انگوٹھی کسی سادی مے جڑی ہے

گھبرا کے وہ اوٹھہ جائینگے ای جوش تمنا
کیون فوج کی فوج آکی بھلا ٹوٹ پڑی ہے

بیوجہ نہین ہے یہ پریشان سطری مطلق
کیا مجھ سی چھپاتے ہو کہین آنکھ لڑی ہے

تپ سے مجھی چڑہ آئی بدن پر جو پڑی ہی
کچھ دھوپ سے بھی چاندنی فرقت کی کڑی ہے

لاغر ہوئین ایسا کہ دکھائی نہین دیتا
آئی تو ہی حیران سی پر موت کھڑی ہے

بیتاب ہین وہ بھی مرے بیتابی دل سے
کیا میرے خبر لینگے اونہین آپی پڑی ہی

شوخی نہ شرارت نہ کرشمہ نہ اشارت
آہو کی فقط دیکھنی مین آنکھ بڑی ہی

ممکن نہین تعریف کسی اہل سخن سے
چھوٹی سی ہی منہ کی صفت بات بڑی ہے

آغاز شب غم کی حقیقت تو بیان کر
ای خضر سنا ہی کہ تری عمر بڑی ہے

دم بھر مین بٹہ لیتی حباب ہوا آب
ای موج عبث بیچ مین تو پہانڈ پڑی ہے

ای روح یہان جسم نے بھی پائی ہی جنت
اوس حور کے کوچی مین مرے لاش گڑی ہے

سنتا نہین کوئی شب غم کسکو پکارون
یہ کیسی مرے سادی خدائی مین پڑی ہے

طوفان طبیعت ہی روانی مین تری مطلق
ہر بحر غزل جاکی سمندر سے لڑی ہے

جب کبھی شام کو وہ آئنہ لیکر بیٹھے
سیر گلشن رخ گلرنگ سے کی گھر بیٹھے

پھوٹ پھوٹ اس قدر اچھا نہین تیرا رونا
دیکھا ہی دیدہ گریان ہم کہین گھر بیٹھے

چاہتا تھا نہ تری بزم سے دل جانیکو
رات کو ہم کوئی سو مرتبہ اوٹھکر بیٹھے

اسکے پاس آج تو کل اوسکی یہان ہی دنیا
بیسوا وہ ہی کسیکے نہ کبھی گھر بیٹھے

اوسکی خاطر کو گران غیر کے دلکو بھاری
خاک ہم بیٹھے وہان بنکے جو پتھر بیٹھے

اثر نالہ ہے وابستۂ درد الفت +
دلسی نکلی اگر ای جان تو دل پر بیٹھے

ایلچی راجہ زوال اوس سے نہ کچھ خوف کری
نامہ دی ہاتھ پر اوس بت کی کبوتر بیٹھے

قہر ای گل ہی کہ بلبل کو ملی کنج قفس
شبنم آغوش مین ہو خار برابر بیٹھے

کچھ نہ وحشت مین غزالون ہی نی سر ٹیک دیا
سامنی میرے بگولے ہی تو ہو کر بیٹھے

غور سے بحر جہان گزران جب دیکھا
ایک ہی ناؤ مین تھی خضر و سکندر بیٹھے

یہ خط سبز نہین اوسکی لبونکے نزدیک
حضرت خضر ہین گویا لب کوثر بیٹھے

اتنی طاقت ترے آنی سی ہد نہین آئی
آج مدت مین ہم اوٹھکر سر بستر بیٹھے

دلکی ہی جیت رہی لف کی جس خلقی مین
خوب ہی بیٹھتی ہی نرد یہ جس گھر بیٹھے

اس نگاہ غلط انداز سی کیا تسکین ہو
تیر ایسا تو لگا جو مری دل پر بیٹھے

غیر کے پاس اکیلا نہ اوسی چھوڑ سکے
رشک کے صدمے اٹھاتی رہی شب بھر بیٹھے

گھر سے نکلے شب وعدہ کبھی ہو کر بیتاب
ہو کے مایوس کبھی جا کی پھر اندر بیٹھے

ضبط گریہ سے ہی اٹکا ہے مجھے دل کا ہزم
اسمین کچھ شک نہین پانی جو مرے گھر بیٹھے

نطق کہل جا ہی ہماری سگ جان کی صحبت
اگر اوسپر مژۂ یار کا نشتر بیٹھے +

زخم دل گو یا نہین بہ شاکے بیدا ہی
دیکھہ منہ کھولی ہوئی لب تشنہ فریاد ہی

کسلئے منت گزار اپنا دل ناشاد ہے
عمکو شاید کاوش مژگان جانان یاد ہے

بیستون اور سر کشتہ بیداد کی روداد ہی
اس قدر رکتے ہوا گویا دل فرہاد ہے

اور تو کہلتی نہین کوئی کہلی رہتی کے وجہ
خشم قربانی مگر مجور رخ جلاد ہے

وصل کا وعدہ وفا ہوتی کبھی یکہا نہین
ٹالنے کیلئے کوئی نہین یہ خوب تقرار ہے

آرزوی وصل سی گلشن مین میرا ہی رنگ
روی گل پر منہ ہی اور آغوش مین فریاد ہے

اشک کا قطرہ ہی جب ٹھہرا کرون کسکا گلہ
آنکہ ہی گرنا دلا تقدیر کے افتاد ہے

جو نہ یاد آئی کبھی تمکو وہ ہی بندیکا نام
جو کبھی یاد آئی مجھکو وہ تمہارے یاد ہے

جو نہین منت کش الفا وہ وعدہ ہے ترا
جو نہین ممنون اثر کی وہ مری فریاد ہے

تم سنگین دل کہ جو بیداد کو بھی سمجھو ناز
ہم یہ ناز کرکہ ہمکو ناز بھی بیداد ہے

ایڑیون تک مارکے پہنچی مین کیسوئی رسا
خوب چھا جاہی جو کہنی ام مین صیاد ہے

ہند مین آہ کی بت کرنے لگی کبر و غرور
کعبے کی رندی ہوئی ہین انکی زہاد ہے

گوشہ چشم ستمگر ہے کمین گاہ نظر
مرغ دل ہشیار رہنا گہات مین صیاد ہے

مشت خاک اپنی کدورتکی ہی یہ سایہ زمین
اپنی آہونکا بگولا مرج بے بنیاد ہے

سایہ سان ہر دم ہی ساتہ اوس دمی بیا کا
ایسی ہم دیوانی ہین جسکے پری ہمزاد ہے

لونگا ہے کار رشتہ ہر دہین پر تو رو
وہ فنی ایجاد یہ ایجاد بیر ایجاد ہے

دہان مین عشاق کی آزردگی لاتی نہین
جانتی ہین وہ کہ نظرون کو لگا دشناد ہے

پیار سے میری گلی مین اپنے باہین ڈالئی
رات کی یہی کچھ کہانی کچھ ادائی یاد ہے

پھر ہلال عید قربان کی طرح نکلی وہ تیغ
تہا تو دل ای چشم گریان شاد یا ناشاد تہا

شاد اب باقی نہ تیرے آنے جانے شاد ہی

سرفرازی اور تقدیم اس سے ہی الجد مین نطق
ایک نقطے کا نہین ہائے بند الف آزاد ہے ٭

لے قتل مجھی کرتے جی مین اگر آئے
اچھا ہی برا کیا جو طبیعت اِدہر آئے

یہ آہ غضب ہے جو کہین بات پر آئے
دیکھی گا کہ ڈر بنکے ترے دلمین در آئے

پتھر کے بھی دل سنی او ٹھا صدمۂ دوری
مُنہ تیرا پھر آئینے کے آنکھہ بھر آئے

او ستاد تھا چوکا نہ شب وصل سحر تک
ایک اور رویا جام او نہین کچھہ شرم اگر آئے

گھبرائی ہی پھرا ہی طبیعت کئی دن سے
بس آج ہی کل سنیو کسی شوخ پر آئے

یار آتا ہے یار آتا ہے رٹ لگ کے دلکو
سچا ہی یہ طائر مجھے سچے خبر آئے

سینے مین پری خوب تصور نے اوتارے
دلمین مری تصویر پر رو او تر آئے

ہنستا ہوا شاید کہ وہ گل سو کے اوٹھا ہی
دامن مین بھرے پھول جو باد سحر آئے

وہ زلف بہت بڑھ نچلے خیر نہین ہے
جس ور کسی پیچ مین نازک کمر آئے

وہ بھی جو مجھے کرنے لگین پیار عجب کیا
اب غم کے بدولت مری رنگت نکھر آئے

جب غیر کو بھر بھر کے کیے جام عنایت
حسرت سے مرے دلکی طرح آنکھہ بھر آئے

سو ناز سے رکھین گے قدم جب وہ اوٹھا کر
تو آپہی یہان اونسی اجل پیشتر آئے

اللہ ری وانی تری شمشیر نگہ کے
سر پر تھی بس اتنے مین کہ سو چون ہزار آئے

فریاد سے اپنے او نہین آزردہ جو یارا
آگے نہ بڑھی آہ فلک سے او تر آئے

کمبخت ہمیر نے نہین آکے سنائے
بس بنکی جسے ہو گئے سن وہ خبر آئے

منہ سے بھی لیا پر نہ چھپا راز محبت ٭
غمازہ خموشی ہوئی مشہور کر آئے

باری خلش غم سے کہلا ہے ابھی باقی
آنکھون سی بہا خون تو دل کی جبر آئے

ظاہر ہے دمِ رخصتِ جانان جو قلق تھا
با این ہمہ ضبط آنکہ مری بہر ہی بہر آئے

بے سود ہین اب آہ کی اندر زد و نصایح
ناصح یہ طبیعت ہی بس آئی جد بہر آئے

اوس تک نہوئی آہ کی افسوس سائی
ٹکرا کے لب بام سی ناکام اوتر آئے

دیکھو تو کہین لاش نہو لخت جگر کے
یہ آنکہ کے دریا مین ہی کیا چیز اوبھر آئے

خالی نہ پھری وہ نگہِ ناز کبھی نطق
کچھ طاقتِ دل لی ہی گئی جب اوبھر آئے

شکل یہ آہ بے اثر کے ہے
اونکو ٹھنڈی ہی ہوا سحر کے ہے

بیٹھہ لون سایہ مغیلان مین
ای جنون خوب دوپہر کے ہے

میرے دردِ جگر سے واقف ہو
ہر گھڑی آہ نے خبر کے ہے

حسن ہے خانہ زاد صاحب کا
دلربائی کنیز گھر کے ہے

داستان دراز رنجِ فراق
ایک نالے مین مختصر کے ہے

شمع سوز و گداز کے ہے گواہ
پوچھیے کس طرح سحر کے ہے

دن جدائی کا روزِ محشر تھا
دھوپ کیا مشکلون سی سر کے ہے

دنکو نومیدی اور شکوہ یاس
نطق نے عمر یون بسر کے ہے

دیکھہ ایدل وہ یار کا گھر ہے
ارے سائی ترا مقدر ہے

نہین نسبت ترے دوپٹے سے
چاندنی ایک میلی چادر ہے

نیکیان کر رہی ہین حسن عمل
گور ہمکو کنار مادر ہے

پہنچے ایڑی تک اوس صبیح کی الف
راتدن اندلون برابر ہے

ایک بوتو جھوٹا وعدہ کرتے ہو
دوسری بات تو میرے سر پر ہے

کیون اوٹھون آپ کیون اوٹھاتی ہین
یہ گلی ہے کہ آپ کا گھر ہے

بند مٹھی ہے غنچۂ گل کے
ہر کسیکو محبت زر ہے

قمریان لین تعلیون کی ہزار
کب صنوبر ترے برابر ہے

ہر کنائے مین ایک اشارہ جدا
ہر ادا مین ادای دیگر ہے

وقت فرصت کبھی سناؤنگا
شوق کا میرے ایک دفتر ہے

میرے آہ و فغان کی آگے نطق
کان کے بات شور محشر ہے

ادہر ہم آئی اودہر آپ کو ملال ہوئے
نہ آدمی ہوئی کوئی بُرا خیال ہوئے

ہوا یہ طول شب غم سفید بال ہوئے
جو قرن ہو گئین گھڑیان تو لمحی سال ہوئے

خدای خضر کرے عمر بیکے دغم کے دراز
کہ وقت بد مین ہماری شریک حال ہوئے

کچھ انتہا ہے شب ہجر کے نہین معلوم
ہوئی نہ رات تری لنبی لنبی بال ہوئے

کہان ہے اردہ لگاوٹ کی ای حضور نگاہ
کہ ہر گئی وہ چھری جس سے ہم حلال ہوئے

تمہاری تیغ نے مریخ سے لڑائی آنکھ
ہماری خون سی جوہر جو لال لال ہوئے

مجال کیا کہ گلی مین پھٹک سکین عاشق
بنے ہین شیر پہ کتی ترے مہال ہوئے

غرور و نخوت الگ ہے جفای جو الگ
بُرا ہوا جو یہ انسان خوش جمال ہوئے

تمہارے رقص نے بسمل کا رقص دکھلایا
ادہر تو تا نہ ادہر ٹھا لوگ اودہر حلال ہوئے

مریض خال تھی ماری قضا کی گولی کے
بہت سے مر گئے اچھے تو خال خال ہوئے

لطافتین یہ بدنمین شباب بھر دین
وہ نرم نرم کف پا پری کے گال ہوئے

لگے جو پیڑونکو پتھر تو یہ صدا آئے
پہلی یہ خوب ہمین پہل بہت نہال ہوئی

یہ کل کی بات ہی آپ اسکو الیسی بھولے ہین
مری ہوی ہمین گویا ہزار سال ہوئے

وہ ناتوان ہین وحشی تہا مثل نکہت گل
کہ موجہ ہای نسیم بہار جال ہوئے

گڑی ہین کشتہ ابرو اوسی گلی مین عشق
بہشت کے وہ ہوئے خاک جو حلال ہوئی

غافل نہین ہون خواب مین تیری خیال سے
اے بند آنکہہ باز نہین دیکہہ بھال سے

وحشت ٹپک رہی ہی مری چال ڈہال سے
نقش قدم لڑاتی ہین آنکہین غزال سے

نکلا پٹرک کی دام سے گیسو کے مرغ دل
کیا صاف بال بال بچا بال بال سے

ای زرد رو خزان مجہے بتلا تو کیا ہوے
وہ سبز سبز ہیتو ہمین گل لال لال سے

بکہرے ہوئے وہ زلف ہے مجموعہ بلا
اندیشہ جان کا ہی مجہے بال بال سے

دکہلا کے تل ہلاک کیا دور سے مجہے
گولی کا کام نشانہ اوڑاتی ہو خال سے

پنجہ خدا نے مہر سا اوس بت کو دیکی ہین
مہتاب سے ہتیلیان ناخن ہلال سے

ہم قیمت اوسکی توڑ دین بازار مین
کوئی جو آبگینہ لڑائی سفال سے

کیا پوچہتے ہو داغ جگر کے چراغ کا
روشن ہوا ہے آپکے شمع جمال سے

ہو ہو کے خاک اڑ سکے ہوا ہی اوڑا گئے
دیدی بکی ہم نکل گئی گرد ملال سے

ہر نقش پا مین نقشہ ہے نقش مزار کا
ہر ہر قدم ہمین ہے جو ظالم کی چال سے

پہوڑین گی ایکدن وہ نظارہ کی جرم پر
آنکہونکو تنگ رو وگی اس دیکہہ بھال سے

دل سی بھولا بیجی کمری کی لطف کم سہی
یہ بہی ہین نہین سہی جور سہی ستم سہی

سیر کو آخر آئے ہیں قبر مری قریب ہے
رخصت او نہیں جو ناز دی اور بھی دو قدم سہی

صبح کو شام کرنے کو شام کو صبح کرنیکو
چاہیے ہمکو شغل کچھ ہونہ خوشی تو غم سہی

ہمسے حضور ہر گھڑی ظلم سہا نہ جائیگا
لطف اگر ہو دو پہر خیر سہی کوئی دم سہی

غیر کا کرنہ انتظار وہ جو نہ آیا جانے دے
اوسکی جگہ پر ای صنم آجکی رات ہم سہی

بیٹھہ گئی جہان کہیں عمر دوزہ کاٹ دے
قید مکان نہیں ہی کچھ دیر نہیں حرم سہی

چاہیئے پھر نہ آئے آنے کو کہکے جایئے
دلکو اسی سے ہوش کریں وعدہ ہو کہ کم سہی

کل ہی جو ہو چکے ہیں جو ٹھہرا قول سہی قسم سہی
کیا یہ کہنا حضور نے قول سہی قسم سہی

خوب کہی سنی کی کیوں نہ سہینگے اور سہے
جور و جفا جو ہمنے کی کون نہ ای صنم سہی

کرتے جو خوش کبھی کبھی کچھ کی تب جگہ بھی تھی
آپکا غم نہیں سہا اور کسی کا غم سہے

خود مجھے فکر سر کے ہی کاٹ کہ دردسر گئے
خوب ہوا کسی ہے در تیغ جفا علم سہے

عفو کرو ہوئی خطا منہ سے ہی ہیں نکل گیا
لو نہ خفا ہو بیوفا آپ نہیں ہیں ہم سہے

نغمہ بنے نہیں ہے آہ ذوق ہو جس سے عکو نطق
کام فقط اثر سے ہی دم میں اثر ہو دم سہی

ابھی کیا کیا ہیں خیال اور جو یار آجائے
کچھ نہو عیب میں ایسا دل زار آجائے

دم میں اوس شوخ کے یوں تجربہ کار آجائے
ہٹ کی دل حیف ہی پھر دوسرے بار آجائی

تو مری جذب سے صیاد نہیں واقف ہے
ہیں جو چاہوں تو قفس ہی میں چلا آجائے

چہچہاتی ہوئی آجائیں ہزارون بلبل
تم اگر جاؤ تو گلشن میں بہار آجائے

کامیابی کی نہیں طالع بد سے امید
جاؤ نہیں ہوش سہی لغرض جو یار آجائے

خوار و رسوا نکرای جوشش وحشت اتنا
کہیں ایسا نہو اوس شوخ کو عار آجائے

ہاے پوری نہ مری آرزوے مرگ ہی ہو
وہ چہری لیکی اوٹھین اور پیار آجائے

نخت برگشتہ کی تاثیر سے منہ پھیرلین وہ
سامنے راہ مین میرا جو مزار آجائے

چھیڑتا ہون اوسی خلوت مین اکیلا پاکر
کیا مزہ ہو جو مزے مین کہین یار آجائے

ہمکناری کی تلف سینہ ہی بالغ شب وصل
ڈر ہے اونکو نہ حرارت سی بخار آجائے

ستم و جور کا بدلا ہو تلافی بخشم کے
پوچھنا کیا ہے جو مجھپر دل یار آجائے

وہ حزین دل کی شب ہجر عیادت یا للہ
وہ بیان اے سکا جو آجاے بخار آجائے

قہر ہے آپ سے نازک کو ہوائے گلگشت
گر منی آتش گل سے نہ بخار آجائے

بیٹھتے ہین وہ لب بام اسی تاک مین فیز
مالین کوئی گلی مین جو شکار آجائے

ہاے جسکے لئی ہم خاک برابر ہو جائین
خاک ہے اپنے اوسے نطق بخار آجائے

۱۸۴

کل تو بہ بہنے والی تہی عہد شباب کے
میخانے کھینچ لی ہی گئی بوتہ شراب کے

دہتار پاک شیخ فضیلت مآب کے
رندون نے لاکے جیج سی رکھی ہین شراب کے

دو چار دنسے آپکو پاتا ہون ہوش مین
اوتری مگر چڑہی ہو نئی حضرت شباب کے

آیا ہو تین کسی ہی تکبیرین توڑ کر
جاؤ نہین ہے ثاب سوال و جواب کے

بہولے گا بوسہ لب شیرین کا سب مزہ
کٹہی کریگی دانت جو ترشی عتاب کے

لخت دل و جگر ہین برابر کتہی ہوئے
ہر آہ گرم سیخ نہی گویا کباب کے

ہون محض ہیچ کارہ نہ دنیا نہ دین کا
مجھکو بنا کی خاک کی مٹی خراب کے

مجہ رند کا مزاج ہی ساقی بہت لطیف
کافی ہی بہر نشہ مجھے بوسہ شراب کے

یارب ہون کیون حریص مے ناب تقدہ
دانے نے دی ہی کیا مجھی گہتی شراب کے

دیوانہ کر دیا ہے کسی چشم مست نے
زنجیر چاہیئے نہ مجھے موج شراب کے

لایا ہے ایسے وادیٔ تفسیدہ میں جنون
ہر ذری میں جہان ہی پیش آفتاب کے

طفلی سے ساقیا ہی مجھے ذوق میکشی
اونگلی کے بدلے منہ میں قلم تھی شراب کے

اگر مزید ہیں کہ لکھوں دوسری غزل
ساقی ہی التجا ہی دوبارہ شراب کے

چادر جب اونکی رخ سی اوٹھا دی نقاب کے
اوٹ آسنے نے لاکے کھڑی کی حجاب کے

سنتھی ٹبرتے یہ دل پر اضطراب کے
بجلی ہی بھاگی چھوڑ کے کملی سحاب کے

رکھ دیجئی کتاب حساب و کتاب کے
کچھ کہتی شیخ جی کرم بے حساب کے

اے بحر حسن رات جو تڑپا ترے لئے
زنجیر برق موج ہی اضطراب کے

دیکھو ہماری دست درازی شوق کو
وہ شوخ خیر مانگ رہا ہے نقاب کے

کسکی گلی سے ہا ہی اوڑایا مرا غبار
دیکھو صبا نے کیا مری مٹی خراب کے

اے عاشقان خستہ کو در گور کیا کہین
خود اونکی گھر ہے فاتحہ خوانی شباب کے

اوشہسوار لوتنے نکالا نہین ہے پانون
پتلی نکل پڑی ہے یہ جیتم رکاب کے

عالم مین تیرے روی مخطط کا شور ہے
ہے وہم اس پہ صاحب کتاب کے

بوئے ہین کانٹی حق مین تری تیری جور نے
یہ خط نہین ہے اوتری ہی آیت عذاب کے

مارا ہی بن مین گور و کفن بھی نہین نصیب
لوتنے تو ای قضا مری مٹی خراب کے

نیچی نگاہین طائر دل کے ہین گھات مین
ٹٹی شکار کی ہی یہ ٹٹی حجاب کے

دیکھو اوسی گلی مین اگر ہی تلاش حق
رہتی کی ہے جگہ وہی خانہ خراب کے

بزم سخن مین وجہ یہ ہے ارد حام کے
شیرینی آج بٹتے ہے اپنی کلام کے

کرو وقف آب بیجہ بخوش نسیم کے
جلاور کہہ سبیل شہید وفکی نام کے

گزرا شباب حسن مین اب وہ چمک کہان
برق جمال دیکھئے ڈھلے ہے آم کے

کیا بات اون لبونکی ہی قربان جائیے
ہے آرزو کلیم کو جنکے کلام کے

ایوای آے ہے تو زبانی عدو کی آئی
مدت مین تو ان ہے آتمنا پیام کے

چاہے خدا تو اوسکی اسپر چشم مست اوسے
ساقی کے اختیار مین گردش ہی جام کے

تیغ نگاہ ناز سے عالم کیا ہلاک
ترکان چشم یار نے ترکی تمام کے

بعد فنا بھی گور مین پڑتا ہے زلزلہ
آتی ہے یاد جب بت محشر خرام کے

کرتے ہو بی کے نخیر وئین تم بی حجابیا
اسواسطے خدا نے تمھے حرام کے

پی پی ہی کہتے کہتے پیپی نے جان دے
رٹ لگ گئے تھے یار اوسی کی نام کے

دل ہو نگار گشتہ مکتبس آرزو سے طوق
تلوار جب بنے تو خمر لے نیام کے

ٹھہرائے ہے نقاب نے اب قتل عام ہے
سفاکیان مین تیغ سی بڑھ کر نیام کے

آتی ہے اونکی چرخ فی صبح اپنی شام کے
سو بھی تو اچھی جلد اوسی انتقام کے

باندھے ہے ہی اسی تخل پر احباب کمر
دینے کے نام داد مذین یہ کلام کے

لو اور سنیے جاتی وہ آغوش غیر مین
نیند اونکی میرے نالون فی اچھی حرام کے

طفلی سے ایک وی کتابے کا شوق ہے
لے بیٹھے بوستان جو گلستان تمام کے

لائین کہان تنی نالہ بلبل کا وہ دماغ
ہو وی گل سے جنکو شکایت زکام کے

تم دیکھنا کہ حشر مین محشر بپا ہوا
امت اوسی جو عشق علیہ السلام کے

بنا یا چاہیے

۱۸۶

بدخو ہو جو حسین نہ چاہوں وہی کبھی
مین شکل دیکھتا نہین صورت حرام کے

حاصل کیا بندہ حسن ہے پر اعتبار کیا
مشہور ہے فراہے عادت غلام کے

آتے ہین یوچھنے وہ مرے حال زار کو
جب بس چکے کہ اب نہین طاقت کلام کے

اوکی حضور رہتے ہے جنبش نہین ہے نطق
میرے زبان منہ مین نہین میرے کام کے

مجال چھوڑ کر اور لبری دیدیا کے
مرے بغل مین نہ تصویر بن تو دیا کے

خیال یار کا رہتا ہے راتین دن کو
ہے میری بغل ہی مین شیشی نے اپنی پیدا کے

زوال حسن نے کھینچا او نہین شکنی مین
شباب کے نہ وہ شوخی رہے نہ چالاکے

وہ آج کون ہے او سکے تماش سکو نہین
وہ شیخ حسن کے دولت ہوا ہی دنیا کے

یہ زخم پر مین ہا یا مزہ کر روح ای ترک
شکار گاہ مین بن بن کی آہو ہا کے

نگاہ شوق سی آزار ہو طپانے کا
یہ نازکی ترے گالون فی کف سے پیدا کے

بایلن ابھی فسون نے نہ ایک دل چھوڑا
حیا و شرم نے پیدا کی اور چالاکے

تڑپ تڑپ کے مرا تنہا جا ہین کشتہ یاس
ہزار سال وہان بیکسی سی برسا کے

نہ معجزے سی بچیے گا نگاہ کا مارا
یہ سحر بات نکھوے گا نہین مسیحا کے

پکارتا ہے یہ او سکا کرم کہ مین فیاض
نہ آج فکر کرو باز پرس فردا کے

غم فراق سے دور شراب مین ساقی
یہ بجلیان مجی ولوار ہی ہین مینا کے

بزور بوسے لیے ایک بھی نہین سنی
ادب نے کام نہ نکلا بغیر بلیا کے

یہ عشوی غمزے بھی کچھ تھی جو ہم بھی کیہ ہوتے
ہماری سادہ دلی سو ہے اونکی چالاکے

یہ عذر تنگ دہانی اجی بہت معقول
نہ بات کرنے کے کیا خوب بات پیدا کے

مین دیکھتا تھا کہ اونکو حجاب آتا تھا
چلی تھی رات کو کچھ بات نطق شیدا کے

بہار رنگ و بوی گلشن اوس سے — مراد دل بلبل اوسکا شیون اوس سے
وہ نطق ای بت کہ ہی بند آرزو اوس سے — ہوئی ایجاد طرز شیون اوس سے
وہ رخ روشن کہ دل ہی روشن اوس سے — چراغ داغ مین ہے روغن اوس سے
سلامت تیری تیغ زخم باران — کہ سینے کے تمامی گلشن اوس سے
جنون دائم خرد پایندہ یارب — رفو اس سے ہے چاک امن اوس سے
مرا صبر آپ کا جلوہ ہمیشہ — کہ برق اس سے ہی جمع خرمن اوس سے
اوسی گل کے چمن کا خار غم ہی — چھڑاؤن کیسی دل کا دامن اوس سے
الہی ٹوٹ جاے پہولونکا ہار — ہوئی جاتی ہے خم وہ گردن اوس سے
وہ جس سے برق ہی شوخی مین ہے مات — کٹا روتی تڑپتے سا دن اوس سے
وفا اس مین نہ اوس مین پہر بھی یارب — وہ خوش دشمن سے ہے خوش دشمن اوس سے
رہی عمر نی کی یارب خوش کشادی — کمان ابرو کی ہے تیر افگن اوس سے
اگر بولے تری آنکھونکا جادو — زبان معجزہ ہو لکن اوس سے
نہین میرا تو کیا دشمن کا ہوگا — مین ہوتا کس وفا پر بدظن اوس سے
بہار بیخزان جلوہ تمہارا — مراد دیدہ مرا دل گلشن اوس سے
تمہاری راہ مین جو خاک ہو جاے — ستم ہے تم بچاؤ دامن اوس سے

خدا شاہد ہی تیرا ہو رہا نطق
رہا کر تو نہ اتنا بدظن اوس سے

ہم اہل غم سے ہین ہمین ماتم پسند ہے
چاندون مین صرف ماہ محرم پسند ہے

سوز دروں سی گریہ و دم دم پسند ہے
گرمی مین ہمکو بارش پیہم پسند ہے

گو حال بدہی پر ہی دوام ایک رنگ پر
گل کی ہنسی سی گریہ شبنم پسند ہے

پیداد جور ظلم تغافل ستم جفا
یہ سب عیوب او مین ہین ہم کو پسند ہے

جنت مبارک اہل تنعم کو زاہدو
ہمسے بلا کشونکو جہنم پسند ہے

کس قسم کے یہ اہل محبت ہین آدمی
غم تو بہت پسند خوشی کم پسند ہے

اپنا عدو مین رشک کا مارا کسی نے ون
نام خدا وہ شوخ تو عالم پسند ہے

ہو او ہس دہن کا وصف سمو مین بتلاو
یہ بات اہل راز کو مبہم پسند ہے

جھوٹا ہی عہد یار کا ہم کیون نہ مان لین
بیتاب دلکی دینے کو یہ دم پسند ہے

ای طفل ترک جنبش ابرو دکھائیو
اس بنچی کا ہمکو چیں و خم پسند ہے

ملتی ہی لف یار سے عمرت دراز باد
ہمکو یہ تیرا طول شب غم پسند ہے

زاہد بد مذاق کا مارا ہوا ہے مونہہ
جو چیز ہے نری کی بہت کم پسند ہے

ڈالون گلی مین جی دی وہ پہانسی ہی کیون نہو
اتنا کسی کا گیسوی پر خم پسند ہے

رکتا نہو جو درد سی بیتاب و بیقرار
ہان ایسی زخم پر ہمین مرہم پسند ہے

تمکو ہلال عید مبارک ہو زاہدو
ہمکو تو تکا ابروی پر خم پسند ہے

اوپر کبھی نگاہ ہے نیچے کبھے نگاہ
کیون آپکو ہلاک دو عالم پسند ہے

کیا طعن ای ملایکہ اسی دیو کیون حسد
خالق کو جبکہ خلقت آدم پسند ہے

ای خطق ایک عمر سی ہی لطف باہمی
ہم غمکو ہین پسند ہمین غم پسند ہے

نکلا ہون گھر سے داغ غریبان لئے ہوئے
بن کو چلا ہون گنج فراوان لئے ہوئے

کچھ یاس ہی ہی ساتھ امید وصال کے
پہلو نہین کا بھی ہے تری ان لئے ہوئے

بیتاب ہو کی خوار نہو بزم یار مین
ہان آیکو ذرا دل ناداں لئے ہوئے

کہتا نہین ہے تلخیٔ غم کس بلا کے ہے
بیٹھا ہے ہدیان سگ جانان لئے ہوئے

گھر والی گھر مین تنگ ہین باہر خفا ہین غیر
جاؤن کہان بجز دل ویران لئے ہوئے

ابر سفید چاند پر آیا تو شک ہوا
منہ پر وہ مہ ہے گوشہ دامان لئے ہوئے

کس کس کو دیگے اشک کہ دل خون ہے نمود بہر
جاتی ہین کب سے صف مژگان لئے ہوئے

باد صبا کچھ آج تو اتراتی آتے ہے
شاید ہی لوٹی کیسوی جانان لئے ہوئے

ہم باغ جا کی سیر ہی تو ڑلائین گے
بیٹھے رہو تم اپنا نخچیران لئے ہوئے

خمر و نکو اوس گلی سے نکالا ہے یار نا
جتنے ہوئی ہین معرکی میدان لئے ہوئے

آنکھون نکا کسکے کشور دل پر ہے عزم تاخت
بین لیس مچھیان صف مژگان لئے ہوئے

جھوکا کوئی ادھر کو بھی اے باد صبح گاہ
سوتی ہین منہ پر اپنی وہ دامان لئے ہوئے

پہلو اگرچہ لاکھون ہی نکلے امید کے
لیکن رہا ہین جانب حرمان لئے ہوئے

رو کیا ہون پردہ نشینون کے واسطے
آنکھون پر اپنے گوشۂ دامان لئے ہوئے

شاید چمن مین نطق غنچہ خوان ہے اے صبا
بیٹھے ہین دم چرغ خوش الحان لئے ہوئی

تری نظار یسی نو میدی اسی ایجان ہے
نگہ کا آنکھ مین ہر تا موی مژگان ہے

ہمیشہ اسمین خیال خرام جانان ہے
ہمارا عرصۂ دل اتو محشرستان ہے

لگی ہین آنکھین تری خطسی خوش نگاہونکی
یہ سبزہ زار مگر مرغ تخ الان ہے

یہ چھیڑ چھاڑ دکھاتی ہے دلکی ہوڑ سے کو
تری جو بات ہی نشتر ہے رگ جان ہے

تو میری جان ہے تجھ ہی سے زندگی میری
تو مجھ سی عمر کے مانند کیون گزران ہے

اوٹھے جو غنچہ دآشوب ہین اوٹھے
گلے حضور کے ہی یا کہ محشرستان ہے

ہین جانتا ہون حقیقت جہان فانی کے
ہی ایک خواب سو وہ خواب بھی پریشان ہے

چھپائین کیسی شب غم کا سوز مثل چراغ
زبان زبانی کی صورت شرارہ افشان ہے

ہم اوسکے یاد ہین وہ دونون جہان کو بھولے
بجا ہے کہیے جو ابر و کو طاق نسیان ہے

ادہر ہی جلوہ کہ اوڑ جائین اشک کے قطرے
تو مہر اور مری آنکہ شبستان ہے

حضور خانۂ دل ہین کبھی کرم فرمائین
بہت دنو نسی یہ حسرت پرست مہمان ہے

کبھی جو جاہیگا جی کس سے اشک پوچھونگا
نہ آستین مری ہے نہ دامان ہے

رہا تپاک نہ ظاہر مین جب تو دل نے مجھے
دیا یہ دم کہ ادہر تجھسی لطف پنہان ہے

ادہر او دیکھ کہ دیکھتے ہین مجھے
اس التفات ہی ظاہر ہے لطف پنہان ہے

ہوا ہے محو ترے شکل دیکھکر صانع
اس آئینے کا خود آئینہ ساز حیران ہے

تری گلی ہی چمن اور رخ ہی گلرو
ہزار شوق سے بلبل صفت غزلخوان ہے

شکو تیری نور سے رنگ گلستان اور ہے
جلوۂ گل تہا ہی پیونکا چراغان اور ہے

لے کے جان پوچہی جو وہ جان جہان جان اور ہے
گو نہین ہے پر کہون ہان اور ہے

شوق کی ماری وہ دونون ہو گئی سنبلی ایک
کون اب بتلاسکے دل اور پیکان اور ہے

آدمی رتی ہین اوس سے اس سے ڈرتی ہین ملک
نار و فرخ اور شی ہے آہ سوزان اور ہے

دل دکہا دیتی ہین وہ ہین نالۂ ارباب درد
زمزمہ سنجی تری مرغ گلستان اور ہے

اب جو تجھسی تو لگی ہے ای چراغ بزم حسن
دیدۂ پروانہ مین نور چراغان اور ہے

جام گردان مئی جلوہ فقط دل ہی نہین
آئینہ دار تماشا چشم حیران اور ہے

جانتے تھی اپنی ہی دلکو خراب جلوہ ہم
اج جو دیکھا آئنہ بھی خانہ ویران اور ہے

دور اوس قاتل کا آیا بیگنہ پر ہوگئی قتل
داخلا تجہ مین ابای گنج شہیدان اور ہے

تیرے انداز سخن سے کیون نہون یوسف وصل
اور وہ کل کے نہین تھی آج کی مان اور ہے

سیر ہوتا ہی کہین عاشق کا جی معشوق سی
لاکہ حسرت تو نکالی تو بھی ارمان اور ہے

محو آئینہ جو ہر دم دلبر خود بین ہے
وہ یہ کیا جانی کہ میرا کوئی حیران اور ہے

خار خار عشق کی کانٹی تو نکلے دل سی سب
ایک کانٹا سا خیال نوک مژگان اور ہے

یہ تو میر ابوسہ باقی دیا ہی آپ نے
اور اب اپنی طرف سی دو تو احسان اور ہے

اب جو خواب گل کا رہ کی آہی خیال
بخت خفتہ کیا کوئی خواب پریشان اور ہے

کل کہ آنی پر اوسی نطق آج پہر جاتی نہ یا
آپ سے بڑہ کر کوئی دنیا مین نادان اور ہے

طاق مسجد اور ہی ابروی جانان اور ہی
لطف افشان اور ہی لطف چراغان اور ہے

اوسکے بوسے جان آئی اس سے یوسف مر گئے
سیب جنت اور ہی سیب نخدان اور ہے

اوسکے ہر حلقے مین دل بلبل کی اسمین آشیان
شاخ سنبل اور ہی گیسوی پیچان اور ہے

بجلیان اوس سے جو گرتی ہین تو اس سے سخت دل
چشم گریان اور ہی ابر بہاران اور ہے

اسمین ہین لاکھون کرشمی اوسمین جنبش تک نہین
ابروی یار اور ہے شاخ غزالان اور ہے

اسکا باعث ہی شہود اوسکا سبب مقصود ہی
کفر رندان اور ہی احد کا ایمان اور ہے

کب نصیب اوسکو ہوئین تھین ایسی نازک اوگلیان
تیرا چھلا اور ہے مہر سلیمان اور ہے

سونگھنی ہے اوسکی سب تی ہین اسکو سونگھکر ۔ ماریجان اور رہی گیسوی جیان اور رہے

سنا گروہ سختی ہے ہی بگلر گئے نرمی ہوی ۔ لعل جانان اور رہی لعل بدخشان اور رہے

اسمین نور صبح رخ ہے ہی پریشانی وہان ۔ زلف جانان اور رہی شام غریبان اور رہے

اوسمین ہی داغ جگر سوز اسمین شمع نور ۔ جیب فانوس اور رہی میر اگریبان اور رہی

سینہ گرووں کو نسبت میر سے سینے ہی ہین ۔ داغ سوزان اور رہی مہر درخشان اور رہی

سوختہ پروانی وسکی اسکی مرغ جان تنگ ۔ روی تابان اور رہی شمع فروزان اور رہی

میری مضمون ہین حیدانا سخ کی مضمون ہین ۔ وہی جبریل اور رہی فکر سخن دان اور رہی

سانپ بچھو اسمین ہین ناز و نعیم اوسمین ہین عشق
گنج قارون اور رہی گنج شہیدان اور رہے

۱۹۳

وحشت دل سنی اور نہ پہلتی دیکھے ۔ شاخ آہو نہ کبھی پھولتی پھلتی دیکھی

مرکے بھی حسرت عاشق نہ نکلتے دیکھی ۔ شمع پروانی کی چربی سی نہ ڈھلتی دیکھی

بیحیائی سی چلی پیروین کی کو ذلیل ۔ جیب یہ کمبخت طبیعت نہ بہلتی دیکھی

سوختہ بختون کو ہے بزم الم و محنت ہی ایک ۔ ہمنے تو شمع جہان کبھی ہی جلتی دیکھے

اور آزار ہین وہ جنمین شفا ہوتی ہے ۔ عشق کی بگڑی طبیعت نہ سنبھلتی دیکھی

تربت عاشق دلسوختہ عارض پر ۔ داغ حسرت کی سوا شمع نہ جلتی دیکھے

ناز کی نی جاتی ہو مجھے کو دم وصل ۔ ناف آغوش مین دشمن کی نہ ٹلتے دیکھے

گرمی عشق سی کمبخت طبیعت ہی گداز ۔ رو دئی ہمنے جہان شمع پگلتے دیکھے

مانع دید صفائی ہوے رخسارون کے ۔ آنکھ پڑتی ہی نظر ہمنے پھسلتے دیکھے

روبرو می ہین یار یہ کہو یا سا گیا ۔ بات بھی منہ سی نہ عجچ کے نکلتے دیکھے

بوسے وہ دیکی مجھے وصل مین بولی ہی نطق
آج تو حسرت دل تو نی نکلتے دیکھے

کیون چرخ یہ سب عیش زمانی کی گئی ہے
کیا جتنا ہی غم میری ہی کھانیکے لئی ہے

اوس خال مین ہم کونسی خوبی نہین پاتے
جمعیت خرمن سی وانے کے لئے ہے

ای چرخ کسی نعمت الوان کی ہوس ہے
غم چیز ترے مرے کھانے کے لئے ہے

کہتے ہین جسے جذبہ وہ نوکر ہے ہمارا
سب ہی انو نہین ہو شیدہ بلانے کے لئی ہے

ہر آن ادا پر جو نکل جاتی ہین جانین
یہ حسن ہے یا موت زمانے کے لئے ہے

کیا بکھرے ہوئی بالو نمین مبتلا تہ ہین
مشاطہ صبا زلف بنانے کے لئے ہے

ہم لوگ بھی شاکی ہین سلف ہی ہی شاکے
یارب یہ وفا کسکے زمانے کے لئے ہے

خود رونے کو جلنے کو تو ای شمع بنے ہے
رخ اوسکا رولانے کی جلانی لئے ہے

ای نطق نہ کچھ پوچھیے الفت کی شرارت
یہ دونون طرف آگ لگانے کے لئی ہے

تیرے ہے دم سے یار کے کائنات ہے
دولہ اگر نہین ہے تو سونی برات ہے

بنت العنب سے لطف اوٹھانی کی رات ہے
پیر مغان کی گھر مرے جانے کی رات ہے

واقف نہین تو رمز تغافل سے ای رقیب
یہ خاص اونکے ناز کا ایک التفات ہے

غم کہا گیا کہ داغ خدا جانی کیا ہوا
پہلو مین دل نہین ہے عجب ارد ات ہے

حاکم ہین آجکل عمل جذب لگی ہم
پریون کی روز اپنی یہان حاضرات ہے

تاب فلق یہان نہین اوسپر ہے یہ ستم
وہ جانتے ہین اسکو قرار و ثبات ہے

ہون غش مین مجھکو لوگ لئے جاتی ہین کہان
دولہ کو یہ خبر نہین کسکی برات ہے

ہے بند نشینگان شہادت پر آج کل
قاتل کا آب تیغ بھی آب فرات ہے

نیچی اون ابروؤں کی ہیں آنکھوں کی پتلیاں
کعبے کے زیر سایہ یہاں سومنات ہے

رند شراب خوار ہیں تجنبش کے کون تکلف
ہاں ہے تو ایک ساقی کوثر کے ذات ہے

جادو جگر ہے تمہاری نگاہ ناز
سحر نہیں ہی آنکھوں میں جھپٹ کی رات ہے

رسوا کبھی کا ہو گیا ہوتا حضور نطق
چپ ہے جنون عشق میں بس اتنی بات ہے

اوس سے میں کیا غیر ہی آفت میں ہے
ظلم کچھ ضد سے نہیں خلقت میں ہے

برق بجاتی ہے جو موج اوٹھتی ہے
کس قدر شوخی تری رنگت میں ہے

کوچۂ جاناں میں پہرا ہے عبث
سیر دیکھو دور فی جنت میں ہے

کیوں نگاہی کا سمان بندہ جائیگا
راگنی خود آپکے سنگت میں ہے

مار رکھے گی مجھے یاس ایکدن
تو تغافل کش کس غفلت میں ہے

دیکھتا ہے تیغ مجھکو دیکھکر
ہائی ظالم کیا تری نیت میں ہے

تیرے رودن میں ہی میرا مرغ دل
آشیان طائر جان چھپت میں ہے

جو حسین آیا نظر بس بس گیا
عشق بازی نطق کی ملکیت میں ہے

نکلا تو چمک کر ہے نکلنا نکل آئے
ای ماہ اگر چاند ہمارا نکل آئے

قد غم ہی شب غم میں مرے بخت سیہ کو
کیا تاب فلک پر کوئی تارا نکل آئے

جاتی ہیں ٹھہر جائیں وہ نہیں غصہ ہی آجائے
گستاخی شب کا کہیں جھگڑا نکل آئے

یوسو نکا حساب آپ جو کرتے ہیں تو بہتر
شاید کوئی باقی ہے ہمارا نکل آئے

دل چھوڑ دی جل تک کے خیال اوسکی مژہ کا
پک کر کہیں آپہی سی یہ کانٹا نکل آئے

ہے درد محبت کی جو یہ زور ترے بعد
پہلو میں عوض دل کی نہ پھوڑا نکل آئے

بتیابئ دل سی مجھی مجبور سمجھئے
باایں ہمہ ضبط اب بھی جو نالا نکل آئے

وحشت کی یہ تاثیر ہے ٹھہری ذرا بھی
صاف آئینے سے عکس ہمارا نکل آئے

گو ترک محبت سی ہوا فیصلہ لیکن
پھر دل کی طرف سی جو نہ جھگڑا نکل آئے

اللہ ری نزاکت جو پڑی چاندنی اوپر
رنگت متغیر ہو پسینا نکل آئے

تم آکے سر گور رہت دیر نہ پھر دو
بتیاب کہیں ہو کی نہ مردا نکل آئے

پھوٹے تری اے وحشت دل تو پھپھولے
لی توڑ کے سر خار کف پا نکل آئے

جھگڑا ہی مٹی نطق یہ ہر دم کے قلق کا
اللہ کرے منہ سی کلیجا نکل آئے

رتبہ یہ ملا مدحت ابرو ہی صنم سے
لڑ لڑ گئے ہر بیت مری بیت حرم سے

محروم رہین غیر یونہین لطف و کرم سی
ایکاش نہ فرصت ہوا و نہین میرے ستم سے

جی دیتے ہین سر پھیرتے وہی جان کا دشمن
دل جس سے لگایا ہے اوسی لاگ ہی ہم کو

ہر وقت خیال آنکھو مین ہے تیری سراپا تصور
آباد رہے گھر مین تری مین قدم سے

جب ہونگی نہ ہم لوگ یہ ہنگامی ہونگی
رونق ترے کوچے مین ہی یار دن ہی دم سے

وہ آنکھین ہوئین مست نظر کیا تغافل آیا
لو لینی لگی اونکی مژہ نوک کے ہم سے

رونے سے ہرے ہوگئی داغ جگر اپنے
گل پھول اوٹھی ابر بہاری کرم سے

کچھ ہمنے بجھائی اونہین کچھ اور ہی سوجھی
پردہ کو کہا غیر سے چھینے لگے ہم سے

انجاز مسیحا تو تنہا ہوہی چکا تھا
پھر زندہ ہوا اوس کہ جان بخش کے دم سے

دیکھو تو احادیث مین یہ بات ہین کہان کے
تجھ نے کوای شیخ جی نسبت ہی حرم سے

جب کچھ بھی نہی کچھ بھی تھا ابتو ہین ہر سے
ہستی نہ پسند آئی ہمین نطق عدم سے

کرتے ہین ستم روز جزا سے نہین ڈرتے
وہ ڈھیٹ یہ بت ہین کہ خدا سے نہین ڈرتے

تم لاکھ ستاؤ نہین چھٹنے کے محبت
ارباب وفا جور و جفا سے نہین ڈرتے

کیا واعظ دین وہ تو نبی کے نہین قائل
کیا اونکو ڈرائین وہ خدا سے نہین ڈرتے

تو لاکھ پلائی نہین آب دم خنجر
اس سے تری بیمار کی پیاسے نہین ڈرتے

سہ لین گے پڑی گی جو رہ مہر و وفا مین
آفت ہی مصیبت سے بلا سے نہین ڈرتے

کچھ خوف نہ کاکل سے نہ تل سے نہ خط سے
ہم سانپ سے بچھو سے بلا سے نہین ڈرتے

غصہ یہ تو کیا ہے ذرا ہوش مین آؤ
مٹنے سے وہ ڈرین جو کہ خدا سے نہین ڈرتے

بل کھائی ہوئی زلف کو دل دی ہی بیطق
ہم ہین وہ بلا جو کہ بلا سے نہین ڈرتے

جانب غیر نظر پیار بھری بیہم ہے
اور ادھر ہر بھری سو بھی نگہ سی کم ہے

یار کو نامہ مین تحریر جو دل کا غم ہے
کف افسوس و رق سطر صف ماتم ہے

ڈر ہجو فرقت کا لگا ہی تو قلق کیا کم ہے
وصل مین بھی تپش دل کا وہی عالم ہے

ہم ای چرخ نہان کیا ہی شاہ و غم ہے
باغ عالم کا مگر یہ ثمر تو ام ہے

سخت نادان ہی اسے جو کوئی خورم سمجھے
بادشاہی جسے کہتی ہین غم عالم ہے

روئی ہم اور بہت روئے کہان تک روئین
خون اب لمین نہ آنکھو مین ہمارے کم ہے

ہای ری دل کہ گیا بھی نہ مگر جی سی گیا
غم اوسی کا ہی اوسے کا مجھے اب ماتم ہے

خوش ہون سمجھا ہون اثر اپنی پریشانی کا
تندیٔ باد سے گو زلف و مژگان برہم ہے

ربع مسکونسی لگتے ہے وہ تیرا دنیا دل
حسرت درد و الم جسمین بنا عالم ہے

کوئی محبوب تو جنت کو نہین سمجھا تھا
کیون وہ روتا تھا یہ کیا واقعۂ آدم ہے

ہان تواضع جو نہین اہل کرم کا شیوہ
سامنے جام کے کیون گردن مینا خم ہے

رفعت بام کے ہے کسکی فرشتو نکو خبر
کرسئ قصر صنم تک فلک اعظم ہے

وعدۂ وصل بزور اوس سے مین لیکر خوش ہون
سست بنیاد کو سمجھا ہون کہ مستحکم ہے

قطعہ

اشتباہ نے نامۂ عصیان گزشتہ دھویا
اور آیندہ بھی دل مطمئن و بیغم ہے ✤
نہین لکھتے ہین گناہ اپنے یکتبی ہین ملک
پھیل جائیگی سیاہی ابھی کاغذ نم ہے

مین نہ پہنچا نہ سہی حال تو اب پہنچی گا خلق
کہ ندیم اوسکا وہی ہے جو مرا محرم ہے ✤

دیکھی گا تو جو تجھکو تماشا دکھائین گے
اوپر ہے اوپر اپنے یہ نالی بجائین گے

مجھ دل جلی نے پائی ہین پروانی کی نصیب
ہونگا جو وصل تب ہے وہ مجھکو جلائین گے

بھاگی ہوئی غلام کا مقبول حج نہین
ہم بندگی کو چھوڑ کے کعبے نہ جائین گے

شیطان کے فریب مین آدم ہی آگئے
ہمسے رقیب کیا ترا کعبہ چھوڑائین گے

سوزن جو بار بار چبھی گی دیگا لطف
ای ذوق درد زخم جگر کو سلائین گے

سمجھا ہین وجہ گرمئ ہنگامۂ نشور
مشتاق دید دہر سے ہین ٹہلائی جائینگے

کیا اور فکر خواب کرینگے شب فراق
تھوڑے سے نیند مرد و زنی ہم منگا لینگے

چوری قبول دی گا ابھی دلکی خوف سے
تہانے مین اوسکی درد دعا کو ٹہبائین گے

دیتے فرشتے خان کو بھی مٹی نہ اپنی نعش کی
کیا جانتی تھی درد کا پتلا بنائیں گے

زلف جب تک کہ مختصر نہ ہوئے
طاق ابرو وہ کمر نہ ہوئے

خوش ہوں یوں ہی جو کارگر نہ ہوئے
آہ منت کش اثر نہ ہوئے

بات کہنے کو رہ گئی ورنہ
تم نہ آئے تو کیا سحر نہ ہوئے

تم نہ خود آئے میرے لاشے پر
ہیں یہ باتیں مجھے خبر نہ ہوئے

تیغ موجود ہے میں حاضر ہوں
پھر کسی پر جو کارگر نہ ہوئے

میرے مرتے ہی اوٹھ گئی یہ بزم
دعوت غم کسی کے گھر نہ ہوئے

کیوں نہ ابنیٹن دیں ہی فیض
صدمہ کش شاخ بے ثمر نہ ہوئے

سیکڑوں ہی پتنگ ہو گئے ہیں
شمع فی النار و السقر نہ ہوئے

چرخ نے غم ہی پیٹ بھر نہ دیا
بفراغت مری بسر نہ ہوئے

بدعتیں گور پر وہ کرتے ہیں
مرکے کبھی صورت مفر نہ ہوئے

نطق ہی پر رہا ہمیشہ کرم
مہربانی کبھی ادھر نہ ہوئے

ہنوز زخم جگر سوکھنے نہ پائے تھے
نمک وہ ہنستے ہوئے چھڑکنے آئی تھے

مرے جلانے کو وہ رات راگ لائی تھے
مرے غزل کو رقیبوں میں گانی آئی تھے

شہید جور ترے ہاتھوں ہوئیں تمنائیں
اونہیں کے نالوں نے مرے علم اونچے لہائے تھے

نہ سیر گل تھی کچھ اے باغبان مد نظر
مزاج پرسی بلبل کو ہم تو آئے تھے

وہ جوش ہی وہ دل ہی وہ جوانی ہائے
مدد سے جنکے حسینوں کی ناز اوٹھائے تھے

ملے خزان مین یہ بلبل چمن مین مچلے فسوس
جو دم نہ بھر تسلی دیا تہا اے ہمدم
یہ یاد کر کے وہ اہل وفا کو روتی ہین
مین دفن ہو ہی چکا بس وہین سے پھر جاؤ
چلو یہ کہتی کو ہان ہو گیا کہ آئے تہے

بغل مین سوئی تہی کسکی ملی لی سی ہو کیون
نصیب رات کو کیا نطق کے جگائی تہے

ہوا جو طالع عشاق خستہ جان کے لیئے
یہ کیا کہ ہو جو ستم ہو وہ میرے جان کے لیئے
اگر کرشمہ نہوتا کہانسی آتا تیر
مرے ہلاک کو ہے ایک نیم نازبہت
ہوا جو خاتمہ دل کا تو نشتر غم سے
درازی شب غم کے یہ روبرو کوتاہ
ترے جفائین اب اس قدر تبی کو پہنچی ہین
لگی جو باد بہاری تو لے اوڑی وحشت
فراغ بائی غریبان سری فقیرن کو
کہانسی ہو دل اہل ہوس مین گرمی عشق
اودہر جلائی کو سرگرم آتش گل ہے
وہ صبح پوچہتی ہی مجہسے کو وقت ہوتی
یہ مہربان جفائین گہڑی گہڑی کیسی

وہ خواب چاہی تہا اونکی سان کے لیئے
رقیب ہے ہین تہین مین ہی امتحان کے لیئے
تمہارے ابروی خمدار کی کمان کے لیئے
ستم تراش نہ تو مجہہ سی نا توان کے لیئے
جگر کو چیرے مژگان خون فشان کے لیئے
کہ رتبہ خال کا ہی لف مہ نشان کے لیئے
کہ مثل نے کی ہے نالہ ہر استخوان کے لیئے
کہ چیڑ بس ہی سمند سبک عنان کی لیئے
وہ بار تاج و کلہ کا سر شہان کے لیئے
کہ آگ ہی نہین مفلس کے دیگدان کے لیئے
اودہر ہے صاعقہ بیتاب نشان کی لیئے
کہ رات آپنے بوسی کہان کہان کے لیئے
ہوا نہین ہون مین عاشق کچہ امتحان کے لیئے

برای بیت ہی ای نطق اور آرائش
وہ میہمان ہی بس رونق مکان کے لیئے

اول اول تری بیداد ستمگار سہی
آخر آخر یہ تغافل کے بڑے مار سہے

عیب لگتا ہے مرے پاس اگر بیٹھنے سے
خیر اسی دور کر و دور سے دیدار سہے

دیکھ نے دم کوئی دیکر کوئی فقرہ چل کر
ہم ہی اتنی نہیں سادی ہیں وہ پرکار سہے

اس گلی میں ہمیں رہنے سے غرض ای دربان
پیش دروازہ نہ بیٹھے پس دیوار سہے

غیر ہے کو مرے بدلے یہ نوالے نہ کہلاؤ
غم و غصہ نہ سہے تلخ مزیدار سہے

دم وہ دینے کو ہے حاتم ئی بوسہ رو جان
سیکڑوں قسمیں سہی لاکھوں ہے اقرار سہے

دل کے بس میں ہوں وہ کا بیکو نہلانا مانگا
تم جو سو بار بلاؤ گے تو سو بار سہے

ایک ہی ساہی اجی بوسے کا لینا دینا
جیت آپہی کی سہے خیر مری ہار سہے

وصل ممکن جو نہیں آج تو کل پر رکھو
مگر اس وقت کوئی بوسہ رخسار سہے

اب سحر ہوتی ہی ہاں ان سنو نگا نہ نہیں
رات بھر بندہ نواز آپ کے تکرار سہے

مجھکو کیا نطق کے بیہوشی و ہشیاری سے
نہیں لیوا نہ سہے ہو تو ہشیار سہے

ترا پردہ در ہوا لے اوڑے
مگر طرز آہ رسا لے اوڑے

اوڑا آہ کے سا تہ میں ناتوان
نہیں بوی گل کو صبا لی اوڑی

اوڑا لے چلا اونکو جوش شباب
می خنجے کیا بلا لے اوڑے

مگر دل ہی تو وہ تہا بار دو کا
اسی آتش شوق کیا لی اوڑے

او بہارا جو وحشت نی میں اوڑ چلا
مجے فصل گل کی ہوا لی اوڑے

ترے رخ کی گیسو سے شہرت ہوئی
پری کو یہ کالی بلا لے اوڑے

گئے بی طلب شوق سی تنگ گھر
ہمین بے ہوا کیا ہوا لے اوڑے

چمن مین سحر میرے ہوش و حواس
تری بو شنکھا کر صبا لے اوڑے

کہو گھر سے اے نطق سوے چمن
یہ کس گل کی تمکو ہوا لے اوڑی

کہان عرش اگر ہے تو کچھ یو ہین سا ہے
یہ دیکھ لو کہ سر آسمان مین سا ہے

لبون مین تہا دم وعدہ جو کچھ تبسم سا
اوسی کی آس پر اب تک ہمین یقین سا ہے

یہ جوڑ توڑ تو دیکھو خدا کی قدرت کی
مین نا توان سا مرا یار نازنین سا ہے

کسی کل وعدہ کہ جیسے ہو لی تک جیتا
جو دیکھی تو حقیقت مین کچھ یو ہین سا ہے

لگا ہوا ہی مری دلکی گہات مین سرمہ
وہ گوشہ آنکھ کا کچھ گوشہ کمین سا ہے

مری تو لال لب حور پر نہ ٹپکے گے
جناب شیخ ہی چاہین جو انگبین سا ہے

دل و دماغ خیال نشاط وصل کسے
ضعیف سا ہی دماغ اور دل حزین سا ہے

شب وصال ہی کیا شکل کا میابی کے
ہمین ہے رعب سا چھایا وہ تہر لگین سا ہے

مرا مذاق تو یہ ہے کہ جس مین آن نہین
اجی وہ حور ہی کیون نہو تو نہین سا ہے

وہان یار ہے تنگے سی نقطہ موہوم
جو مان لیجئی ہے تو ہی تو ہین سا ہے

ڈسا ہوا کبھی بچتا نہین جو کالے کا
یہ اوسکا زہر ہے جو زلف عنبرین سا ہے

صبا و کہا تو سہی کوئی دل پھنسا اوسمین
کہانسی سنبل تر زلف عنبرین سا ہے

گمان تہا اوسی ڈہب پر لگا لیا ہوگا
کیا نہ کچھ ہی چلای فطق تو یو ہین سا ہے

مجھ سی طرز سینہ چاکی باغ مین گل نے نہ پائی
بیخودی نکہت نی سیکھی نالی بلبل نے اڑائی

ہوش مین تو یار کی شرم و حیا جاتی نہین
ہان شب وصلت مین شاید شیشہ و مل لے اڑے

ہوش جو کچھ کہ لگاوٹ تک تہا سو بھی نہین
اونکو بھی حیا حبکے انداز تغافل لے اڑے

مے پلادی تو لوٹ تو ساقی کی ای ندو کان
جام کوئی اور کوئی شیشہ مل لے اڑے

رنگ تجھ سی ہو تمین ہین وہم مجھ سی باغ مین
گل ترا خندہ تو میر انالہ بلبل لے اڑے

کون حیلہ ہی جو پہر گلگیر بوسہ لے سکے
ہو جو غیرت خود تنکا شمع کا گل لے اڑے

نشہ مے مین ساقی کے بوسے لیئے
ہم گر تک یا کر مزے کے تی تامل لی اڑے

یاد وہ ہے کہ آیا ہی اہد جوش مین
سیر تب ہو ہوش جب شیشی کی قلقل لی اڑے

سانہ کیا دی گا سمند ناز کا میر اغبار
ہان ہوائی شوق کا شاید تو سل لے اڑے

مثل بلبل طائر سدرہ کو لائی دام مین
پیچ چوٹی کا جو اونکی شاخ سنبل لے اڑے

نطق اونکو دی کی ہم نذر بلا دل کر چکے
اب بلا سے خال لے خط لی کہ کاکل لے اڑے

چاہیئے اونکہ ناز کے خمیازہ والے
شہر مین ایسے نظر آئین نہ کہین سر والے

جانین کیا میر ترے رمز کو باہر والے
بس تجھے کرتے ہین بدنام یہی گھر والے

سنبل باغ بہت بل کی لیا کرتا ہے
چلیئے دکھلائین اوسی بان آ گیسو نکہر والے

ہنس دیئے وہ سر بازار یہ بے آب ہوئی
اب خرف یاری لئی بیچی ہین گوہر والے

خو ہوئی اونکی سکھائی جو ستم میرے لیئے
خیر اپنے بھی نہ سمجھین یہ عدو شر والے

تیرے ارمان مرے جان ہین ہر دلکو عزیز
یہ وہ مہمان ہین جو بن بیٹھی ہین گھر والے

یہ تری حسن سے ای حور یقین ہوتا ہے
جہانکتے ہونگے مقرر تجھے اوپر والے

اور زاری کی سوا کسکا سہارا ڈھونڈہین — زور والی ہین ہم ای عشق نہ کچہ زور والے
کوتہی کاوش دلمین نہین کرتا کوئے — دہ مژہ چہوٹی بڑے سب ہین برابر والے
بام پر تیرے تڑپ آئین تو کچہ دور نہین — شوق والے تو ہین ہر چند نہین پر والے
سگ دنیا ہی لڑین حیفہ دنیا کے لیئے — ہم نہ دارا کے طرف ہین نہ سکندر والے

نازغمزہ ونسی وہانی ہی بچا ای شہ حسن
نطق پر ٹوٹ پڑے ہین تری لشکر والے

یہ کوئی بت اوس ماہ لقا کو نہین پاتے — گال اور ونکی تلوے کی صفا کو نہین پاتے
شانی ہی بہی یہ تہ گئی گذرے جو تل ہی — ایوای ہم اوس لف رسا کو نہین پاتی
لے جائی تا زلف کی بو فیصلہ ہی کردین — پر تیری ہوا خواہ صبا کو نہین پاتے
تو اوسکے تہا آغوش مین آغوش مین پہنچین — مشتاق مگر تیرے قبا کو نہین پاتے
سوتی ہو جگا لائین مرے ہو تو جلا لائین — افسوس شب ہجر قضا کو نہین پاتے
جور و ستم و مکر و دغا سب تو ہین حاضر — پر آپکے صحبت مین وفا کو نہین پاتے
ای شیخ سنو میرے مروجا کی بتون پر — بے انکے ذریعی کے خدا کو نہین پاتے
کچہ لطف بناوٹ کا حسینون مین ہی لیکن — بیساختہ پن کی اس ادا کو نہین پاتے
افسانی سنے نادر و خیگیر نے ہم نے — ظالم ہین مگر تیرے جفا کو نہین پاتے
شاداب ہون برگ گل تر کتنی ہی لیکن — نرمی مین تمہارے کف پا کو نہین پاتے
خونین کفن ای گل گل لالہ تو ہین لیکن — شوخی لباس شہدا کو نہین پاتے
مرجائین عدو تو بہی نہون میرے برابر — ارباب ہوس اہل وفا کو نہین پاتے
تشنہ لب یار سے ایسی ہوئے نایاب — بازار مین عناب و دا کو نہین پاتے

شاعر تو بنی پھرتی ہوای نطق مگر تم
رمز سخن ماہ لقا کو نہین پاتے

خواب تو جلدی خیال گلعذار آنکھون مین ہے
رشک سے پتلی ہی اسدم ناگوار آنکھون مین ہے

تو کہین جاگاہی سیر فی آشکار آنکھون مین ہے
رائکی بدمستیون کا سب خمار آنکھون مین ہے

ایک تو آنکھین یونہی قاتل تھین اوپر کاجل دیے
قہر اوپر سہر مہ دبالہ دار آنکھون مین ہے

حسن کے خوبی سی کس کس کا ہے منظور نظر
ایک پتلا خاک کا پتلی ہزار آنکھون مین ہے

آج جو دیکھا نہین اوس گل کو تو میری نگاہ
ایسی آنکھون مین کٹکتی ہے کہ خار آنکھون مین ہے

دیکھنا مایوسی دیدار مین دنی کا رنگ
ہر نگہ کا تار خون کی ایک دھار آنکھون مین ہے

گرم ہی اوس جان جان کے آمد آمد کے خبر
دل مین بیتابی ہی جوش انتظار آنکھون مین ہے

قسمت اپنی پھرتی رہتی تھی تری نظر وکی سات
بس ہماری گردش لیل و نہار آنکھون مین ہی

چشم بد دور آج کل مشق تصور صاف ہے
رات دن آٹھون پہر تس وہ نگار آنکھون مین ہے

ہون وہ سادہ جبوئی وعدی پر کہنی کا کیا
دلمین کیا کیا جوش کیا کیا انتظار آنکھون مین ہے

کیا شب غم مین کدورت نی اوڑا رکھی ہی خاک
ایسی نکھری چاندنی وہ بی غبار آنکھون مین ہے

چاٹ پڑی جسپر نظر تلوار اوسپر آپڑے
آنکھہ تیری ایک ای قاتل ہزار آنکھون مین ہے

ٹپکی پڑتی ہے نگاہ ہونسی تمنای وصال
سچ کہو کیا دلمین حسرت ہے کہ پیار آنکھون مین ہے

نطق دیکھو کھینچ لای حسرت دیدار کیا
دل جو پہلو مین تہا وقت انتظار آنکھون مین ہی

دربان بدمزاج کو صاحب نکالیے
بہتر ہے اس سے ہاؤ لا کتا جو پالیے

آسیب مین نہین ہون نہ مجنکو نکالیے
ہان یہ عدو ہے گھر کے بلا اسکو ٹالیے

یہ ناتوان ہونگین کہ مانند بوی گل
پھرتی ہی دوش پر مجھے باد صبا لیئے

یون بھی ہی شکل دید کہ بہر نقاب رخ
تار نگاہ شوق سے جالی بنا لیئے

آزردہ خاطری سی مزاج مرنجن
جاتا ہون ماتہ سی محبی صاحب سلامت لیئے

باد صبا نے جتنے گرائے تھی برگ گل
ہمنے سمجھ کے لخت جگر سب اوٹھا لیئے

معلوم ہوگیا ہمین خوشتن چشم آپ ہین
بس بس نہ بیٹھا بہت آنکھین نکالیئے

اونکی حضور نے ادا نہ ہی خندہ زن
گل کو چمن سے کان پکڑ کر نکالیئے

کیسے چمک رہے ہین کا ہو نونہین بجلیان
چلیئے نہال طور مین شاخین نکالیئے

اسدم ہی سبکو جلوہ ساقی سے بیخودی
کس کس کو بزم بادہ کشان مین سنبھالیئے

ایدل ہی پردہ داری پردہ نشین ضرور
دود جگر کو پردہ شب مین نکالیئے

کیسے لگی تھی ہامی کہ پروانہ جل مرا
کیا آگ تھی اوس آگ کو دوزخ مین ڈالیئے

یہ لن ترانیان تو کسی اور سی رہین
موسی نہین ہونگین جسے بات نمین ٹالیئے

یہ پیچ ہی کہ یار کے ہی سر پہ چڑہی ہوئی
دم بھر نہین ورنہ زلف کا سب بل نکالیئے

ہر دن نکالتے ہین مجھے اپنی گھر سی آپ
میرے بدل کبھی مرے حسرت نکالیئے

زلف سیاہ سانپ ہے لیکن بلا کا ہے
کالا یہ وہ نہین ہے جسے کیل ڈالیئے

مضمون یہ نہین ہین در آبدار مین
گوش مہیم مین انہین اے نطق ڈالیئے

الحمد للہ کہ یہ دیوان نطق جلد دوم منجملہ کلیات نطق ۲۰ اگست ۱۸۶۸ء کو حسب فرمایش مصنف صاحب سلمہ اللہ مطبع صبح صادق سنبھلپور مین چھپکر تمام ہوا فقط

تمت

واسوخت فغان شفق موسوم باسم تاریخی

۱۲۹۰ ہجری

عشق کے نام ہی سے بس روح کو بیزاری ہے
غم سی دم ناک مین ہی جینے سی جی عار ہے

جان دو بھر ہے مجھے زندگی اب بھاری ہے
زہر کھا لینے کی مرجانی کی تیاری ہے

بسر اندوہ مین کرنے سے مکر نا بہتر
ایسی جینی سی گلا کاٹ کے مرنا بہتر

وجہ کیا کس لئے معذور رہون کیا حاصل
خرد و ہوش سے کیون دور رہون کیا حاصل

خون دل آنکھ سے مین بیکسور رہون کیا حاصل
ہو کی مختار جو مجبور رہون کیا حاصل

زہر کیون کھاؤن گا کسلئے کاٹون اپنا
آپ ہے سے فیصلہ چکا لون اپنا

آج ہی وعدہ کے قصہ کا بکھیڑا ہو جاے
فیصلہ آج کے دن میرا تمہارا ہو جاے

ہان ذرا تم کو گلی کا مجھے ایما ہو جاے
یکسوی ہو کہین جو کچھ کہ ہے سو ہا ہو جاے

آج جی کھول کی مین کہنی پر آمادہ ہون
آج تم ایک کہو مجھکو تو تین لاکھ کہون

کیون لبون پر ہے دبی کا سبب تو کہیے
بات بیڈھب کسی پہلو کسی ڈھب تو کہیے

گرم ہو کر کوئی فقرہ بغضب تو کہیے
باتین کلکی جو کہین تم مجھے اب تو کہیے

کیا مزا آج مین کشتی کا چکھا دیتا ہون
بدزبانی کا صلہ دیکھی کیا دیتا ہون

آج پہر کل کی طرح ہونٹھ چبا ؤ تو سہی
تیوریان اور ذرا آنکھین دکھا ؤ تو سہی

نوک کی لو تو سہی منہ کوئی اٹھا ؤ تو سہی
مجھ سے بگڑو تو سہی مجھکو منا ؤ تو سہی

اور ہی ڈنگ ہے اب خیر جدا سے ملنا
رنگ پر رنگ ہے اب خیر جدا سے ملنا

لطف اب آپ کو ہے تازہ ملاقاتون سے
صحبتین رہتی ہین بد و ضعو نشستون سے

اس طرف کی نہ چلے راہ بہت راتون سے
پک گیا پک گیا دل میرا انہین باتون سے

۲۰۷

جو صلہ ضبط کا اے دشمن احباب نہیں | اب سنبھالی سی سنبھلتا دل بیتاب نہیں

عدو تو نے ہوں برا دل کا نکالو نکالو بخار | آپ بلوا ئیں حمایت کر کہاں ہیں اغیار

ہیں جو مشہور نمک خوار نے اے سرکار | آج دو چار تو ہوں ہاتھ تیرے مردار

سر سر معرکہ کون آج جھکا دیتا ہے | دیکھیے تیغ زبان کون پکڑ لیتا ہے

وہ گئی دن جو کہا کرتا تھا میں مرتا ہوں | گو شہید ہم ہوں مگر آپ کا دم بھرتا ہوں

اب تو بیباک ہوں بیتاب ہوں کچھ ڈرتا ہوں | بر ملا کہتا ہوں ہاں دیکھیے کیا کرتا ہوں

جانتے ہو کہ نہیں طوق زباں اور ہوں | بند تقریر میں کر دو گا سخن پرور ہوں

کیا کہا تم نے مری حق میں برا کیا ہوگا | شاید اب تک نہ کچھ اچھا جو نہ اچھا ہوگا

کیوں قلق آپکی ہمکو خفگی کا ہوگا | جو کہ ہونا تھا ہوا ہوگا جو ہونا ہوگا

آپ کیا مال میں اور آپکا غصہ کیا ہے | آپ نے آپکو فرمائے سمجھا کیا ہے

یاد ہے شہر میں کل پھرتی تھی مارے مارے | جا بجا تاک میں بیٹھے تھے ہوس کے مارے

بد چلن چھیڑتے تھے راہ گلی میں سارے | لینے دینے کی لیئے گرتے تھے ہر کار سے

پاس پھٹکانی سے رہتا تھا سبھی کو ٹھٹکا | سایہ بھی سایہ تھا جو ہوتا تھا تو کانپا کانپا

دن بھلے آئے مددگار جو تقدیر ہوئے | میرے منظور نظر ہوگئے تو قیر ہوئے

یہ جو کوٹھی ہے بدولت مری تعمیر ہوئے | ساز و سامانکی مری فکر سے تسخیر ہوئے

جان پہچان فی میر کیا ماہر سبکو | میری خاطر سے ہوئی شہر میں خاطر سبکو

کسنے دل دیکے بتا تمہیں لدا رکیا | کسنے زر نیلوٹا کر تمہیں زردار کیا

کسنے سب گھاتیں بتا کر تمہیں طرار کیا | کسنے ہر بات سکھا کر تمہیں عیار کیا

وہ ادا کونسی ہے جو نہ سکھائی ہمنے | طرز وہ کونسی ہی جو نہ بتائی ہمنے

پیش ازین تمکو کبھی بات نہ کرآتے تھے
گفتگو کرتے ہوئی شکل بگڑ جاتی ہے

شرم سے آرق شرم مین نہلاتی ہے
چلکے ہر بزم مین منہ کی تمہین کھلوانی تھی

بھیجتے تھی کبھی محفل مین آسکتے تھی
آنکھین ہمچشمی نسی دم بھر نہ ملا سکتے تھے

ابتو ہر روز نرستے ہین ہزارون نقرے
شوخی ایجاد ہوا کرتے ہین بیٹھے بیٹھے

آنکھین لے پردہ اڑا کرتی ہین اب غیرون سے
میلا رہتا ہی نظر باز و نکا کوٹھی کے تلے

آگئی دل لینی کی کیا کیا نہین تم مین بھی
خلق ابتو جگت اوستاد بناتی ہی تمہین

سیکڑون طالب دیدار ہزارون شیدا
واقعی اب تمہین کیون ہوگی ہماری پروا

خیر تمکو ہی نہین لطف ملاقات ذرا
ہٹ گیا ہٹ گیا دل جائی جھوڑا جھوڑا

آدمی ادسی بالفرض جو ہو جاوے کی چور
دور سے دیکھ کے کہدیتی چلو دور ہو دور

آگیا تھا نہ ابھی دل ہی کچھ ایسا حضرت
ہوگئی تھی نہ کچھ انداز سے باہر الفت

ناز غمزے نہ ہنوز ایسے بنے تھے آفت
بات اتنی تھی فقط دیکھ کے اچھی صورت

پھر بھرائی تھی طبیعت مری کچھ تھوڑی سی
پھر گئی تھی یونہین نیت مری کچھ تھوڑی سی

آپ کو غم ہوا یہ مری لقا مین ہی چور
آج کل اس سی جو کہدو نکا کر یگا وہ ضرور

ستم و جور ہی سب جیسے گا حتے المقدور
یہ نہ سمجھی کہ ایسی چال سی ہے کونسی دور

خیر گزری جو طبیعت کہین ہی ہوتی
آپکے دام سی کب آج رہائی ہوتے

شکر صد شکر بلا آئی ہوئی سر سی ٹلے
بخت یاور تھا نہ کچھ چرخ ستمگر کے چلے

چھٹ گئی تھوڑی کاوٹ مین وہ حضرت کی گلی
ایک لٹکی مین طبیعت ہوئی پھر اچھی بھلے

خوبصورت ہون جتنے ہر شباہت کو دیکھون
آدمی کون بلا ہی تمہین کو دیکھون

اب تو فرمائی کچھ حسن کا نشہ اوترا
خواب غفلت مین ہو اب تک کہ ہوی ہوش بجا

یاد ہے یا کہ نہیں کچھ تمہیں اگلا بچپلا
اب بھی ہے یا کہ نہیں وہ صلہ جور و جفا

کیا کہا پھر تو کہو کیسے سنا نہ نہیں
شرط ہو جس بات میں وہ بات سنا کہیں

سنئے ہوتا ہے تو ہو شب مجھے کیا کہنا ہے
کچھ نہ بنی کی خوشی غم نہ بگڑنے کا ہے

بیٹھنے کے مجھے صاحب نے منا کیا ہی
قصد جانیکا جو ہے جائے وہ رستا ہے

روٹھ جانے کا وہ ڈر ہیں نہیں حسب تہا
کچھ یہی بخش کا خط اب نہیں حسب تہا تہا

اب کہلای خدا مجکو تمہارے صورت
پھرنے سر سے نہ سر پر کہیں ہی آفت

ہو چکی ہونی تھی تقدیر میں جتنی فرقت
شکر ہے اللہ نے میرے کہ بھری یوں نیت

کچھ نہ جادو کا اثر ہے نہ دعا کی قدرت
یہ بھری تھی عجبیت ہی خدا کی قدرت

اوٹھکے پھر بیٹھ گئے کیوں ہے سبب کیا اسکا
جی مگر چاہتا ہی اور ہے کچھ سنئے گا

خیر معذور رہوں لیکن ہو پھر اسکا گلا
ابھی جانا ہے تو وہ گھر کا ہی سیدھا رستا

آج بر سو میں جو تشریف یہاں لائے ہو
طلبیدہ نہیں سے ہو یونہی بنی ہو

بیٹھنے کی ہے اگر تمکو ضرورت بیٹھو
ہو جو خواہاں اجازت بلجاجت بیٹھو

جائے اندیشہ نہ کچھ ہی قباحت بیٹھو
پر ذرا پاس سے ہٹکر بفراغت بیٹھو

وہ گئی بات جو تو قیر سے ٹہلائی ہے
پیشتر دوڑ کے دروازے تک آئی ہے

ابتو ایک اور ہی دلبر کے ہی خاطر منظور
ابتو ایک اور ہی ہے مد نظر غیرت حور

ایسا انسان تو دیکھا نہیں چشم بد دور
منہ نہیں ہے یہ جو کرون مدحت شکل پر نور

آنکھ موسی کی نظارے سے جھپک جاتی ہے
سامنے آنکھ کے بجلی سی چمک جاتی ہے

شکر صد شکر کہ معشوق طرحدار ملا
جو سراپا صفا تھی صوف ہی یار ملا

مین جو عمدیدہ تہا محبوب ہے غم خوار ملا
اب تو جنس محبت کا خریدار ملا

حسن ہی مہر و وفا ہی مروت ہی ہے
تمسا عیار نہین مفسدہ پرداز نہین
تمسا بیرحم نہین خانہ برانداز نہین
تمسا ہرجائی دمکار و ستمگار نہین
قصہ کوتاہ وہی ہر بات مین پایا یکتا
ایسا انسان حسین ہمنے تو دیکھا نہ سنا
تو ابھی دیکھ کر ایسے بلا لون اوسکو
ابھی وہ ماہ نکالے تو حیرت ہو جائے
تم جلو اوس سے مری گرمئی صحبت ہو جائے
تم سے جب جی مزاج اور ہم بولین اوسکو
مین کہون یہ مین ہی نام نہ لونگا ان کا
ستم و جور و تغافل ہے انہین کا شیوا
دیکھ لو دیکھلوانگا یہ ہی حضرت مین
جب سن پائی تو کیا کیا نہ سنائے تمکو
پیستیان پیستی ہوئی لاکھون سنائی تمکو
چاہو سچ ہو کی جو اوٹھا تو بگڑ جاؤنگا
الغرض آگ مین او برا آگ لگائی یون ہی
منہ چڑھائی یون ہی ہنس ہنس کے رولائی یون ہے
دست حسرت سی جو دھر لب تو جھلائی یون ہے

نام ہی غمزہ ہی شوخی ہی شرارت ہی ہے
تمسا بد وضع نہین مونس غمازہ نہین
تمسا زردوست نہین خرقہ مین اندازہ نہین
بس سوا میرے ابھی تک کوئی پایا نہین
نقش پا آپکے نقشے ہے اوسکا اچھا
نہ اگر آپ کو باور ہو یہ کہنا میرا
روبرو آپکے پہلو مین بٹھالون اوسکو
رنگ تبدیل ہو کچھ اور ہی صورت ہو جائے
رشک حق ایسا کرے تب کی حرارت ہو جائے
تب کہے مجھسے کہ کچھ آپکی تعریف کرو
اب ہے دو رنگا مین عاشق تمہا انہین کا شیدا
رات مینے جو کہا تھا وہ انہین کا قصہ
کیا محبت کی بشر مین ہمہ تن الفت مین
تھے لسے لگائی کہ رولائے تمکو
منہ ہی تکتی رہو کچھ بات نہ آئے تمکو
کہی مٹھیو بس اب جھیڑینگے ای مشفق مین
بیٹھو جب تک یو ہین چھیڑی وسکائی یون ہی
جب او ٹھو روٹھکے کہ ٹھکے بٹھائی یون ہے
اور امید ہر میرے جلے دل کے چھیڑو مین

نقطہ خوبی حسن ہالہ شاہد شمع محفل

وہ بچپن خوبیے سے جامۂ زیبائی کے
قدر جاتی رہی سب خوبی و رعنائی کے

سامنی اوسکی ادا تم مین ہو سودائی کے
مرنے مرنے کبھی سوجھی خود آرائی کے

ناز ہو جائین فراموش شرارت جای
یہ کہو تم مین کہ چہرے کی بھی رنگت اوڑ جائے

کہئے مشتاق اگر ہو تو بلاؤن اوسکو
نہ قباحت ہو تو خود جاکے لی آؤن اوسکو

ہو جو منظور نظر تو تمین کہاؤن اوسکو
آپ او دہر بٹھین اور ہر لا کی بٹھاؤن اوسکو

جھوٹھ ہے جھوٹھ آپ کہتے ہین ابھی سچ ہو جائے
مجھ سے جھوٹھی کہے یہ ایک یک کی نیچ ہو جائے

کہئے حق چہرہ کا یون رنگ ابھی سی کیون ہے
بدحواسی کا عیان رنگ ابھی سے کیون ہے

سانس سینے مین اجی تنگ ابھی سے کیون ہے
گھر چلے جانی کا آہنگ ابھی سی کیون ہے

ابھی اوس نے رخسار کو دیکھا بھی نہین
کیون بنی پیکر حیرت کہ وہ آیا بھی نہین

کیا ہوئی دعوے وہ بیباکی و عیاری کے
کیا ہوئی عزے وہ چالاکی و ہشیاری کے

کیا ہوئی زعم وہ پرکارے و طراری کے
کیا ہوئے زور وہ تندی و ستمگاری کے

بزدل ایسی ہوئی جاتی ہو کہ توبہ توبہ
خجل ایسی ہوئی جاتی ہو کہ توبہ توبہ

آدمی آپ بھی ہین اور وہ بھی انسان
ایک کیسا ہی زبان منہ ہی بھی ایک زبان

ذکر سے اوسکے اوڑی جاتی ہین ناحق اون پہ
ہوئی جاتی ہو پریشان عبث ہون حیران

نہ بلاؤ اوسی ہر بار یہ کیا کہتے ہو
بخشو بخشو ہون گنہگار یہ کیا کہتے ہو

اب جو اظہار ندامت ہی تو کیا ہوتا ہے
کہین بد کام کا انجام بھلا ہوتا ہے

مشونسی مجھے شک اور رسوا ہوتا ہے
عذر سے گھٹتا ہی جی دم جور کا ہوتا ہے

اب قسم کھاؤ نہ لگدے خفا کارے کے
از سر نو نہ بدو شروع وفاداری کے

رونی دہونے کے دہوئی گی نہ کدورت دل کی
گرم جوشی سے بھڑکتی ہے حرارت دل کے

خوب دریافت جو کی میں فی حقیقت دلکی
پھر ملوں تجھی یہ ہرگز نہیں نیت دل کی

دل کا دستور یہ ہے جس سے خفا اوس سے خفا
علما پھر علما جس سے روکا اوس سے روکا

آپ غیروں سی ملیں مجھسی علاقا کیا ہے
منتیں ہیں یہ عبث ایسے تمنا کیا ہے

ایک بندی کی نہ ملنی سے بگڑتا کیا ہے
مجھ سی عاشق ہیں ہزار آپ کو پروا کیا ہے

جائی جائی ہے وضعونسی صحبت رکھیئے
جو وفادار ہیں اونکو لی خدمت رکھیئے

صلح مجھکو جو نہیں مدنظر آپ کو کیا
میں صفائی نہیں کرتا ہوں اگر آپ کو کیا

دل جو مائل نہیں ہوتا ہی ادھر آپ کو کیا
میں سمجھتا جو نہیں نفع و ضرر آپ کو کیا

کچھ نہ فرمائی بجا کہ بجا کرتا ہوں
آپکو کیا ہی میں جیا کہ برا کرتا ہوں

خیر سے جو کہ ہوا تم مری جانب سے ہوا
ستم و جور سراسر مری جانب سے ہوا

رنج پر رنج برابر مرے جانب سی ہوا
جو نہ ہوتا تمہا وہ تیر مرے جانب سی ہوا

میرے ہی لیئے میں تو اکثر سر بیداد رہا
رحم پر تم رہے میں بر سر بیداد رہا

میں ستمدیدہ نسی ملامیں نی جلایا تمکو
میں بیقصور نسی ہنسامیں نے رولایا تمکو

میں تنہا بائی جفا میں نے ستایا تمکو
میں تمہیں یاد رہا میں نے بھولایا تمکو

جاؤ جاؤ نہ بہت باتیں بناؤ مجھسے
مٹ کی ہٹ ہو نہ لگاؤٹ پر اؤ مجھسے

غیر ممکن ہے کوئی صلح کی نکلے صورت
ہوگئی آپکے اب شکل سی ہمکو نفرت

بس ہمیں جھوری فرمائے قطع الفت
جائے رکھیئے اونہیں بلبلوں سی صحبت

آپ کو صحبت انفار مبارک صاحب
اور ہمکو بھی نیا یار مبارک صاحب

صلح کا ذکر نہو اب جو لڑی ہیں صاحب
راہ لیں اگر کے عبث آپ اڑی ہیں صاحب

لوگ مجری کی سلامی کو کھڑے ہیں صاحب
پیر دی مرا لی ہی کے قید پڑی ہیں صاحب

قطعات

آپ تشریف جو لیجائین تو جگر آ جاوے
مخلصے سب کے ہو جب آپ سے بھیجا جاوے

وجہ خاموشی و زاری کی بتاؤ تو سہے
کیون کہے جاتی ہو سر پیر اوٹھاؤ تو سہے

غش کے آثار ہین کیون ہوش مین آؤ تو سہے
تا زبان حال جو کچھ دل کا ہے لاؤ تو سہے

دل ہی بیتاب جو بیتاب ہین کیا ہی
کہدو جلد اسی حیلے کے لئے نقشہ کیا ہی

مین جو کہتا تھا کہ پچھتاؤ گے مجھ سے نہ پھرو
ملکے ناجنسون سے کہان اوگی مجھ سے نہ پھرو

ادمیت سے گذر جاؤ گے مجھ سے نہ پھرو
خوار ہو کر یہین پھر آؤ گے مجھ سے نہ پھرو

کیون جی کہتی نہین اب ہی صحیح رستہ کہین
ہے وہی ملت و خواری ندامت کہین

دعوے مین کہا نیکو رہتی تھی جو ہر دم تیار
غم کا پہنچ نہین کہا نیکو آتے غم خوار

نشے پانی مین جو ہوتی تھی شریک سر شار
آکے کرتے نہین کچھ فکر پئے دفع خمار

وہ ہوادار نہین ہین وہ ہوا خواہ نہین
ابتو گمراہ کوئی ہین ہمراہ نہین

رنگ صحبت کا جو بگڑا تو ہوا یہ انجام
پاس اپنے نہ بٹھاتا ہے کوئے خاص و عام

صلح کا جی سے بصد عجز جو ہوتا ہے پیام
یاد آیا مجھے اوستاد کا اس وقت کلام

بار الفت نہ کیا جبکہ حریفون نے پسند
ترعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

خیر کہتے نہ ملنے کی قسم کھائے ہے
دل لگی گرچہ کسی اور سے ٹھہرائے ہے

پر نہین آپ ہی مجھ دینی و خود رائے ہے
جیمین اسدم کی خوشامد سی بات آئی ہے

مکث اس حال مین ہی ہے سبب الفت کی
پہلے تقصیر تو الدہی کرتا ہی معاف

بس اوٹھو آؤ لپٹ جاؤ مرے سینے سے
دلکو مین صاف کرون بیچ سی تم کینے سے

زہر کا نام نہ لو تنگ ہو جینے سے
توڑ دو کشتگی کو نہ منہ موڑو اب مجھ سے

اوٹھو گھر جاؤ ابھی صبح کا سامان کرو
یاد اس عیش کو کرکے بھولی سے نیا جان کرو

جو کہ ہو وصل کا اسباب ہمارے گھر مین
رکھو موجود مہیا اوسے پیارے گھر مین

جو نہو تجھسے وہ لوسے ہمارے گھر مین
آج پرمیشر کا ساہان ہو ساری گھر مین

معرفت ساقی دنیا و مئی چنگ و رباب
سب مہیا رہین تو شام ہو جاؤ شتاب

گذری باتو نکانہ اف کر کر و بہر خدا
باعث ان سب کا جلال و غضب عشق ہوا

دوسرے شخص سے ملنے کا فقط شوق ستاتا ہا
جھوٹہ موٹہ آپکو چھپانا تہا کر فقرا

نہ یقین آئے تو لو دیکھلو کمرا جاکر
ہو جو کوئی تو ٹہاؤ مے آگئی لا کر

جانتے ہو کہ نہین کون ہین کیا ہین ہم لوگ
سحر ہین قہر ہین فتنہ ہین بلا ہین ہم لوگ

چند گنتے کے میان شہر ہین ہم لوگ
یہ تو سب کہتے ہے مگر اہل وفا ہین ہم لوگ

خوب ہم جانتے ہو جسکی ہوئی اوسکی ہے
جان پہچانتی ہو جسکے ہو اوسکے ہوئے

للہ الحمد ہوئی خوب صفائی حاصل
پیشتر سی ہوئی وہ چند طبیعت مائل

ملتے ہی سینے سے سینے کے ملا دل ہی دل
رہ گئی اپنا سا منہ لیکے عدو ہو کے خجل

پھر وہی نطق وہی رہی وہی صحبت ہے
پھر وہی تنک رقیبونکو وہی نسبت ہے

انیک شہید حاضر من داد خواہ تو
خون میچکید ہنوز از تیغ نگاہ تو

از خاک من دمیدہ گل رنگ رنگ بین
دارم ہنوز حسرت طرف کلاہ تو

عشق رقیب بر تو نہ من بستہ ام بزور
از رنگ خویش پرسش چہ گوید گواہ تو

امشب بکوی غیر تو رفتے ز من نہان
مہتاب دیدم از اثر گرد راہ تو

سرمہ کشید و ساخت مرا زین سخن خجل
چشمم پر آب کرد اثر دود آہ تو

بیخود بشوق بوسہ ربودن گناہ من
پردہ کشیدہ رخ نبودن گناہ تو

در سیر باغ از رخ گل ہوش کرد گم
شد نطق را رہنمونی رنگ اشتباہ تو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشعار متفرق از دیوان تلف شدہ

لکھا کاتک تصیدت سی جو مطلع نعت حضرت کا
سر دیوان مری طغرا بنا سر نبوت کا

رخسار سے نقاب جہان رشک ماہ اوٹھا
اوٹھہ جامی یہ حجاب بھی اوپر نگاہ اوٹھا

اب شاعری تو کیا ہی مگر اتنے بات ہے
تکلیف ورد دسی کہی کچھ کراہ اوٹھا

داغ جنونسی جسم جو گلدستہ ہو گیا
زینت اوس انجمن کے مین گلدستہ ہو گیا

سنا خدا نی اگر منے اے بتو نہ سنا
ہزار شکر مرا نالہ رائگان نہوا

قارون تو قارون ذرا غنچہ نکو دیکھو
ملتا ہی اگر زر تو کسی دہر نہین آتا

دعوی محفل فروزی سب عیان ہو جائیگا
شمع کا منہ اوسکے آتے ہی دھوان ہو جائیگا

خوگر بیداد ہین کیا اوسکی گردش سے رہین
جور گردون غمزہ چشم بتان ہو جائیگا

کیا خبر تھی ہمکو ہین بیٹھی گا قاصد خود قریب
جا کی اوس کوچی مین نوبت بہ پاسبان ہو جائیگا

ربط دشمن کی کرینگے چرچی خود اونکی جلیس
نطق تم چپ ہی رہو آپہی عیان ہو جائیگا

اغاز عشق مین جو کچھ ہوا سو ہوا
نوبت باین رسید کہ آخر جنون ہوا

تا ان ایسی ہی بنائیگا وہ بد مزاج ہے
یوہی مزاج کیون کوئی بیمار عشق کا

طمع و حرص کو ای نطق نہ پہلے دیکھا
منے تمکی کو یہان تا تہ ہی ملتی دیکھا

مدعی کیا ہین مدعا نہ رہا
قطع امید کی گلا نہ رہا

مجہ مین قاتل مین وہ جو قصہ تہا
ایک ہے تا تہ مین لگا نہ رہا

تم نہ آئے اگر اوٹھا تیکو
لو مرا شہ کہ پڑا نہ رہا

کیا لگاؤ اوسنے لاگ تہی چھوڑی
واہ رے بخت کچھ لگا نہ رہا

تیرے کوچے مین مرنے کا سبب آج کھلا
تھا اسی خاک پر آخر مجھے بسمل ہونا

ہاتھ پر گرد الم ہاے نہ مٹھی بھر خاک
جسکے قسمت مین شہادت کی تطوق مردل ہونا

دیکھنے والونکو سرمایۂ سودا ٹھہرا
گیسوے یار شب خواب لیخا ٹھہرا

قاتل سے مری ہین مری خون کے خونریز
بعد انفصال کے بھی بکھیڑا لگا رہا

کیا خاک مین نے لطف اوٹھایا شب وصال
شب بھر مجھی تو صبح کا دھڑکا لگا رہا

کس منہ سے سنولایا مجھے غفلت نے الٰہی
مردہ بھی مری بے خبری کو نہین پاتا

اب انقلاب ایسا پروردگار ہوتا
وہ دوست دشمنو نکا یار ونکا یار ہوتا

طفل تھا تب بھی سر عشق مین بیچارہ تھا
اضطراب دل سی جنبش مین مرا گہوارہ تھا

کنگنے کے چنکنے کی صدا پھولی نہ سنے ہم
اور وہ فوج خزان کی فتح کا نقارہ تھا

بگڑتے جو ہو پیارے سی پیار چھوٹا
جو ضد دیدے ہو تو دیدار چھوٹا

اکیلا عدو پاس شک غدر سے
تجھے تیری عصمت پرای یار چھوٹا

نہ انسے چھوٹا تو پھر کیا کرو گے
جلن ہے رقیبونکی سو بار چھوٹا

مزہ ایک پہر وںکی تکرار مین تھا
غضب ہے گیا اوسنے انکار چھوٹا

مجھسے وہ روٹھ گیا ہی کبھی من جائیگا
یہ نہ اے غیر سمجھنا کہ ترا یار ہوا

چرخ بے سی مری شمع کو ڈھالا ہی فلک نے
جلنے کو مری خاک سے پروانہ بنایا

اوس شمع تلک پہنچی رہائی نہین ممکن
کیا بخت نے پر سوختہ پروانہ بنایا

کہتے ہین وہ تجھے ہو جو دعوی نیاز کا
آسامنی حریف ذرا نکے ناز کا

احسان نہین سہی نگہ دل نواز کا
ممنون ہون کاوش مژہ ہاے دراز کا

ٹھہری جو نارسائی تو تا تھوںکا کیا گلا
ہین شکوہ سنج ہون تری زلف دراز کا

قتل

قتل منظور ہے تو بسم اللہ
ڈھونڈھنا کیا کسی روایت کا

ہجر مین ضعف کر رہا ہی غضب
یاد وہ ہی تری نزاکت کا

یہی باعث ہے ان بیتابیون کا
ترا پردہ ہے پردہ در ہمارا

گرمئی رفتار سی میری بیابان جل اٹھا
لگ گئی ٹھوکر جو چلنی مین تو دامان جل اٹھا

گرمئی نظارہ لوٹا ہو تو پگھلا ہے اوسی
یہ تو کپڑی ہی کا پردہ تہا جو ایجان جل اٹھا

آتش افروزی تپ غم نے کی ای شعلہ رو
داغ نی سینی کی وہ لودی کہ بیان جل اٹھا

جاتا ہے تو تسکین دل زار کئے جا
پھر چاہے نہ آنا مگر اقرار کئے جا

مشق ستم اے ترک جفا کار کئے جا
دم مجہ مین ہے یا نر ہے وار کئے جا

نہ سمجھو کاہ ہم ہین کوہ تمکین
نہ بنبہلے کوہ سے لنگر ہمارا

حضرت یوسف تو پیغمبر ہے ہو کر رہ گئی
ان بتون نے حسن سے دعوی خدائی کا کیا

سنگدل پر ہائے مائل ہوا
بلا جان کے واسطے دل ہوا

پھر یکایک نظر کام کرنے لگے
جسے تو نے دیکھا وہ بسمل ہوا

نالہ جو مری سنا تہ تم اے بلبلو کہنجو
آجای کلیجہ سر منقار تمہارا

ندیم کا نہ تغافل نہ قصہ خوان کی لاگ
دماغ ہی نہین اونکو مری کہانی کا

جو کچہ کیا تری آنکہونکی گردشون نی کیا
عبث گلہ ہی مجہی دور آسمانی کا

شک تہا الفت مین پر اب ہے اور کہ الفت وہم
بی یقین پہلے سے تہا اب یہ گمان بہی ہو گیا

گرمئی گریہ سے اشک گرم ہین چنگاریان
خونچکان جو دیدہ تہا آتش فشان بہی ہو گیا

حال بیتابی کا بیتابی سے اوسکے روبرو
رہگیا اکثر تو تہوڑا سا بیان بہی ہو گیا

آخر مرا قلق اثر اپنا دکہا گیا
رنگ ملال چہری پر اونکی بہی آگیا

کیونکر ہے بوسہ عیب جو گالی نہین ہے عیب
جب تو نہین ہے عیب تو وہ بھی نہین ہے عیب

آ صاف گال بچتی ہین چین جبین سے کب
بوسہ مین جھوٹ دونگا تمہاری نہین ہے کب

ساتہ دم کی ہی برنگ مرغ بسمل اضطراب
موج سان داخل ہی میکیت نہین ہے تاب

کیا قیامت وہ قد درخ لائی ہنگام شباب
شور ہے ہر سو سوا نیزی پر آیا آفتاب

کیا اشاری کیا کنائی یار کی ابرو مین ہین
کھلیات حسن مین یہ بہت دیکھی انتخاب

پانی پانی اوس رخ رنگین آگی ہوگئی
خود بخود کھنچی لگا گلشن مین ہر گل گلاب

نہ بہت غم کہلا برا ہے اب
اے فلک خوف ابتلا ہی اب

میری کیا شامت تہی بلواتا اگر یہ جانتا
ساتہ اپنے میری گہر دشمن کو لائین آپ ہی

کے تہی ہنگام خزان شیخ زمانی بیعت
پہر بہار آئی کرین پیر مغان ہی بیعت

می کی مانند نہ کیج ای بت می نوش بہت
آ لپٹ جا ہی تجہی نشہ مجہے جوشن بہت

جائی وہ ماہ کدہر کسکی کشش کامل ہو
مثل مالی کی ہین کہولی ہوئے آغوش بہت

پہاڑ کر پڑی ابہی گہر سی نکل جاؤن گا
مثل نکہت کی او بہاری مجی جوشن بہت

یاد آیا دیکہکر اب صبح کے مجہکو شفق
خون تہا فلک اوس ماہ کی حسرت کیوجہ

سو جگہ سے بدن زاہے بل کہائی ہوئی
ہوگیا لٹ کی غم زلف مین بس لف کی لٹ

رہگیا پردہ تری لب کا مسی کے باعث
نیل چپ چپ گئی بوسونکی اسی کی باعث

کیا کرین شکر ستم جبکہ حلاوت ہی نہین
تو تو بیرحم ستاتا ہے کسی کے باعث

کہین جو قیس کو لیلی کا سن لیا مجنون
تو پہر کریگا کشتر غمزے ساربان کیا کیا

یہی ہے جیمین کہ اب بوسہ مانگ کر کہائین
تری زبان سو مزی دیگے گالیان کیا کیا

کیا شکوہ کرون ای دل ناکام کسی کا
منہ نوچ لی غیرت جو مین لون نام کسی کا

اسدم جو تونی کی طلب بوسہ پر نہین — جی چاہتا ہی لی لون تری ضد ہی پر نہین
وہ کہ اوٹھی جو کھینچے تو کیا کرینگے ہم — کس آہ سی ڈرائی جس مین اثر نہین
فرقت کی شب جگاتی ہی یاد اونکی اس کے — مکیہ وہ گدگدا سا مری زیر سر نہین
فریاد و زاری و کشش و کوشش و قلق — ای بخت بد کسی مین ذرا بھی ثر نہین
نگہین آنکہ کی چرانے سے — اور بھی دلمین جا اوتر تی ہین
تری غفلت سی اے تغافل کیش — آرزو مین جوان مرتے ہین

گہر بھی جہانکی ہین سر رہ بھی نگاہین کے ہین — کچھ جوانی مین اجی چاہنے چاہین کے ہین
جی ہی ہین جانتا ہی آپنے گن انکہیون سی — ہای کس تازہی و چار نگاہین کین ہین
رخنی ہی رخنی نظر آتی ہین ای پردہ نشین — کن نگاہون نی یہ دیوارین ہین کی ہین
دیکہ کر جواب آہ کا وہ واہ سے ہین — بولی درار ہی تہے اسی آہ سی ہین
زاہد ترا برا ہو کہ کیا تو نے شراب — محجوب کر رہے ہین شب ماہ سے ہین
تیری برق حسن سے بیکار آنکہین ہو گئین — دیکہنا تو خیر پرے یار آنکہین ہو گئین
تیر ہی ابرو ہو گئے برگشتہ قسمت ہو گئی — اونکی نظرین پھر گئین بیزار آنکہین ہو گئین
وہ نگاہ ناز ہی یارب کہ تیغ آبدار — کر دیا بس صاف دو جب چار آنکہین ہو گئین
جہان کی بوسے طلب کیجیے وہین کی نہین — سنو جی بس متحمل ہم اب نہین کی نہین
یاد آگئی ساغر سی کہی آنکہ کی گردش — ای بادہ کشو مان مجہی لینا کہ چلا مین
صحبت آلودگان مین پاک دامن پاک ہین — خاک سی بہانہ آئی چادر مہتاب پر
ہای جن آنکہون نے دیکہا رخ رنگین سون — اونکا یہ حال ہوا خون وہ روین برسون
وعدہ وصل مین عشاق کی عمرین گزریین — آپ بیدار رہے دشمنین سوین برسون

ای پری سیر کو ہان تو بھی آ اک دام
جوش وحشت کی بنا یا ہی تماشا مجھکو

رشک اغیار مری واسطے شیطان بنا
جنت کو چھ جاناں سے نکالا مجھکو

نہیں ہے طرز معین پیش دل کو
اصول فرض کی حاجت نہیں ہے کمل کو

تمام عمر رہا صدمہ اوسکی کھونے کا
جگر کو پیکری ہو ڈھونڈتی ہی ہے دل کو

کشش سے قید کے لغزش مین پا ہی ناقہ ہی
ذرا سنبھالی ہو سارہان محمل کو

اشک و آہ آب و ہوا سوز و گداز خاک آگ
چار عنصر ہین ہی جسنے بنا یا دل کو

اتنی بندش ہی مگر پھر نہین چھٹتی وہ گلے
چھیڑ ذرا ہو گئی غفلت وہین پا یا دل کو

ہے عبث فلک ستم عیار کو
باز نیچا کہی کیا نجہ زار کو

سن لے نالی چھیڑ کر نجہ زار کو
ہان ذرا زخمہ لگا دی تار کو

یہ لب عناب سے لب سے ملا دو
مریض عشق ہون مجھکو دوا دو

کہان کی شرم اب جلوہ دکھا دو
تکلف بر طرف پردہ اٹھا دو

عبث بوسی کی نی مین تکرار
بہت دو گی تو دو گی ایک یا دو

یہ ہے شب وصلت کسی مان بھرے کے
چھپ مرغ سحر مارے دہر وے نہ کسیکو

بلبل مین یہ خاموشی مری نہ مزی سنکر
گویا نہ ملے باغ مین منقار کسیکو

دور ہو چشم بتا نکا تو جہان بیمار ہو
جو نظر پڑ جا ی وہ تا نظر سے زار ہو

قہر ہے صبح کو کیا جانی کہان آ جاگے
آنکھین ملتی ہوئی سونیکو یہان آئی ہو

وہ جو بھی باغ مین تو سرو اوہی تعظیم کو
لینے دوڑی ہو گل شاخین جھکین تسلیم کو

جہان کو روند کے رکھ دیگا یہ سامان نکرو
سمند ناز کو تم مطلق العنان نکرو

در دیدہ نظر یا تو چرا لیگئے دل کو
یا آنکھ لگاوٹ سی لگا لی گئی دل کو

دعا گا مری جیب مین کوئی رکھہ
ایدست جنون ذرا لگی رکھہ

ایدل ہے خیال یار موجود
فرقت مین اسی سے دل لگی رکھہ

ظاہر نہو سوزش درونی
یہ آگ دلا ذرا دبی رکھہ

باقی کے مجھے دی کچہ تو بوسے
فی صد کہین قائم ایک ہے رکھہ

شوق دیدار پریشان نظری ہی جانان
میری آنکھین کہی دیتی ہین کہ سیدہی یہ

جبکہ انگڑائی مین اوٹھا تو ہوا وار کا ہاتہ
ہاتہ خالی ہی ترا ہے کوئی تلوار کا ہاتہ

کیا کیا نہ شگفتہ یہ گل آئے تہے دہان سے
مرجہائے ہوی جاتی ہین اب باغ جہان سے

تیرے فرقت زدونکی صبح نہین ہوتی ہے
مررہی نیند تو موت انکی کہان سوتی ہے

ہای یہ ہجر کے دن وصل کی شب کی بدلے
ای فلک مجہ سے تو لیتا ہی کب کی بدلے

بسکے رہ جائینگے دل دیکہ کہان باندہ
کسکے جوڑا تو خدا کی لیے ایجان نباندہ

غیر نے رات لیا ہوگا تجہے یاد نہین
مین کہان بوسہ کہان خیر ہے بستان نباندہ

مجبور ہے کیون کو بکنے پر نکلے ہاتہ
فرہاد کا اب کیا پتہر کے تلے ہاتہ

بیرحم شمع دو ہی نہ آنسو بہاے گی
پروانے تجکو اپنے جلانے سے کیا فایدہ

بہولا سا بظاہر ہے لیکن غضب آفت ہی
تہوڑا نہ اوسے سمجہو رگ رگ مین شرارت ہے

قاصد سے کہا پڑہکے میرا خط شوق اوسنے
کچہ خبط سا مضمون ہی مہمل سی عبارت ہے

وہ سب اوسکے شوخی دہری رہ گئی
وہ جب اوٹہ چلے تو پری رہ گئی

یہ کاہی کے دلمین گرانی سے ہے
مگر کوئی حسرت مرے رہ گئے

ذرا سے تکلف مین اوس شوخ کے
بجاوٹ دولہن کی ہری رہ گئے

نہ لب تک ہی پہنچے تو آہ ضعیف
وہین دلکی دل مین ارے رہ گئے

مرجان کا پنجہ دست حنائی سی پھر گیا
آپ تہ وہ ملائمین کے گف الخضیب ہے

ہوتی ہین اہل نظر سی وہ دم نظارہ ترش
جاشنی وار اوسکا گویا شیرینی دار ہے

لگا آکے دل پر کرشمے کا تیر
وہ ابرو چڑہے یا کمان کھنچ گئے

برنگ اشک ہے خون خشک تیری ہیبت سے
گھٹا ہے دم کیطرح دلمین نا رسوت سے

دل بیتاب پہرا تا ہی ہے پڑی پہر ہین
مان جہان پر یہ مصیبت زدہ اٹہر ٹہر ہے

صبح ہوتی ہی شب وصل کچہ ارمان نکلے
بہت ایجان نہین جیکی بات نکلے

جوبن سی ہی اب چمک ہے نہ دمک ہے
گالو نمین نہ وہ لوچ کمرنمین نہ لٹک ہے

الامان تیری کسیکی آتش رخسار کے
وقت نظارہ نگاہ دموی مژگان جل گئے

آتش حرمان ہوئی کچہ دلمین ایسی مشتعل
سیکڑون ہی حسرتین لاکھون ارمان جل گئے

مانگی ملے جو تخت سلیمان کبھی کبھو
تو جاؤنگی نہین ضرور پریشان کبھی کبھی

بوسی کی بات مین جو ہوئے اوسی گفتگو
بولی کہ روز نہین ہان کبھی کبھی

مایوس وصل کرکے نہ عاشق کو مارئے
ظالم کبھی کبھی ہو نہین ہان کبھی کبھی

آپکے نازنے آپکے بیدادنے
آپکے تازہ تراش آپکے ایجادنے

لطف دیتی ہین نیا برد دن ملاقاتین نئے
ہین نئی معشوق کے باتین نئے گہاتین نئے

اس مکو جانتی ہین بس پڑانی باندان
بوسہ لب تازہ تازہ اور صلہ اتین نئے

دیکھتی ہو کیا پڑانی نکتہ سنجونکا کلام
منطق تازہ فکر کے منہ سی سنو باتین نئے

نکہت ہی گردتن کی لطافت کی سامنے
میلے کچیلے پھول ہین نگہت کے سامنے

نوشہ جسمین خرچ ہو کچہ وہ نہ دی سکے
قارون کیا حسین ہے حضرت کے سامنے

اپنی سو جور و آپنا تو گلا ہوتا ہے
کیا تغافل ہی تلافی جفا ہوتا ہے

تکلیف شب غم کے ہزارونکون خبر ہے — معلوم فرشتونکو ہی تارون کو خبر ہے
انکار نکر نقش قدم ہین ترے شاہد — غیرونکی یہان جانی کے یارونکو خبر ہے
اچھا نکہین ہے ای نطق تو غم کیا — کب میری فصاحت کی گنوارونکو خبر ہے
آغوش مین آؤ بہی مشتاق ہین صلت کی — لب سے نہین اوٹہتی اب نازنزاکت کے
کبہی وہ جو ہوکر مزار و نمین گزرا — تو مردی جلی اوس مسیحا کے پیچہے
اثر کیا کرین نالے بیتاب تیرے — اوچٹ جاتی ہین تیر تیرا کی پیچہے
مری چشم تر آبرو اوسکی لی گہی — پڑی ناتہ دہوکر جو دریا کی پیچہے
ہجوم تمنا نے مت دل کی کلی — پڑی ہین یہ دان دانا کے پیچہے
محبت نی مجہکو بنایا ہے سایہ — مین ہون ہر جگہ شوخ رعنا کی پیچہے

۲۲۷

نالے کے ساتہ عشق گل ترمین جان دے — بلبل یہ بات نام کی ہی حوصلی کی ہی
غیرونکو منہ لگا کی نہ کر تا تہا بی ادب — خوبی حضور آپکے یہ چوچلی کے ہے
اغوش مین شوخی کی ادا اور ہی کچہ ہے — بوسی مین بگڑنی کا مزا اور ہی کچہ ہے
بیداد کو روتا ہون کہ ایجای عدو کو — تم سمجہے ہو کچہ اور گلا اور ہی کچہ ہے
وصل کی رات دراندازو مخل تہی کتنے — ایک از انجملہ یہ مرد ار نزاکت بہی تہے
لو اپنا بوسہ پہیر لو دل میرا پہیر دو — مجہکو بہی گون نہین ہے، جو منہگا ہی آپکو
ای جذب جا کی اولسی تو بعد از سلام شوق — کرا التماس چلیئی بلایا ہے آپ کو
کہلتا ہی ہر نگاہ سے طوطی ما انتظار — کچہ اندنون مرے سے تمنا ہی آپ کو
رنگ اوس پری کے گانی سی ای نطق آگیا — میری غزل تو کیا ہی یہ خوبی گلی کی ہی
مری گہر چیدہ جو اسباب ہوتے — فدائی آمد سیلاب ہوتے

دونہ نسبت مجھ سے خم آشام سے
جم کی کم ظرفی ہی ظاہر جام سے

ضعف نے چھوڑی نہ تاب اضطراب
واہ کیا پلٹے ہیں ہم آرام سے

سو یا نہیں ہے کوئی فرقت زدوں نصیب
تھک تھک کے مر رہے ہیں سب آہ کر کے

فرقت کی شب نہ مار اکن کن اذیتیں نے
مرتا ہوں اے ستارو تمکو گواہ کر کے

ایڑی تک اونکی تف رسا گو پہنچ گئی
لیکن نہ پائی پائے عاشق کی تباہ بخت نے

بیٹھا ہا جگر میں پہلوئے دلکو لئے ہوئے
مارا تمہاری تیر کے طرز نشست نے

آئینہ دیکھ دیکھ کے وہ منہ چڑھاتی ہیں
اللہ رے غرور کہ اپنے سے ناز ہے

ہونگے کوئی جنیں ہے تری چشم عنایت
دیکھی نہیں ہے نگہ قہر و غضب نے

دلکو پسند اے ستم ایجاد ہو گئے
بیداد خود تلافی بیداد ہو گئے

کیا اونکا انتظار رہو میر کیسے ڈھب سے
گرتے ہے نظر رنج میں نزاکت کی سبب سے

اللہ ری لب تشنگی بوسہ ستد و صل
ملتے رہے پیروں ہی لب موج خوش کی سب سے

ہمیں نالہ نارسا چاہیے
مبادا اگر ان گوش نازک کو ہو

تری رخ کی آگے نیو چھپگا کوئی
دوکا نمیں پڑی پھول سڑی رہینگی

جمین میں وہ شوخ نکے لئے
ہاں بطاقتی نزاکت کے

ای گل آ تجھکو اوسکی لگاؤنگی
سیر کہلائیں ہم لطافت کے

گر گدگداتا ہے مری دلکو خوشا لطف مذاق
کچھ تبسم سا جو تیرے لب خاموش میں ہے

سمن گل میں کہاں چل تو صبا کیا جانی
نازکی وہ ہی جو اوس گل کے پروردوش میں ہے

جہلا سنتے ہیں غفلت سے مگر نہ ای نطق
دل میں حکمت ہی اشعر کہ گوش میں ہے

عروق جسم سے جیسے کسیکے جان گئے
فراق میں گ دیدہ سے خواب گیا ہے

اودہر ہین عاشق مزاج مضطر اودہر ہے بلبل کو پھولے
کیسی کا حسن شباب نیکر چمن مین یار ہمارے آئے

خدا ہی جانی کہ شمع روے لگی تھی یوہمکو کس بلا کی
کہ روح بعد فنا بھی شیدا تنگ بہر نثار آئے

چاہے اگر خدا تو خدا اسی بشر سے ملے
کھینچے جو آفتاب تو شبنم کو پر ملے

اللہ رے بیخودی کہ یہ تاکید سب سے ہے
ہمکو سنائیو جو ہمارے خبر ملے

بہت نازک ادا نکی کمر ہوگئے
نجسم نزاکت مگر ہوگئے

رقیبونسے جو ہین پیام وسلام
ہمین مضرت اونکی خبر ہوگئے

لب شکرین کے یہ تاثیر ہے
جو نے جھوگئے شیشکر ہوگئے

سزا جو دو عاشق سزاوار ہے
نہین ہی وہ تو بھی گنہگار ہے

گل آرزوے دلدار ہے
نہال تمنا قد یار ہے

محبت کری کیون وفا کیون کری
سبھی طرح عاشق گنہگار ہے

بھلے ہے جو تیری برائی ہی صلوات ہے
تری منہ کے گالی بھی صلوات ہے

کمر اونکی گم ہے طلسمات ہے
دہن بے نشان ہے نہ بات ہے

بدن گور اگور الیشت ریف
ادہر دن اود شب طلسمات ہے

جوانی مین گالون ذا وہ شیخ کی
وہ رنگت نکالی کہ گل مات ہے

چاٹ پر جاے تری خنجر کو
ذوق میرے لہو کے ساتھ ہے

عین احت ہے تری ایذا دہے
زخم ہنستے ہین ترے تلوار کے

وہ مرا نالہ اگر سنکے تغافل نکرے
نکرے رحم تو اتنا تو کہے غل نکرے

جانتا تو ہے وہ دلمین مجھے عاشق لیکن
اپنی کیا آن بھی کھووے جو تجاہل نکرے

التفات اوس سے کسی سادی کو یاد رہوگا
جو کبھی جانکی عاشق سے تغافل نکرے

اون گیسوؤنکی آگے بونافہ چھوڑ بھاگے — آہو ختن سے نکلے
سودائیونکی تیری بس آگ ہی بھری ہے — کھولی گئین جو فصدین شعلے بدن سی نکلے
غیر و نکا منہ تھا گھر سے تیری جو کرنی تا ہر — کس نے ہمین نکالا ہم خود جلن سے نکلے
رو دہو کی جل جلا کر آخر کو کچھ نہ سمجھا کر — مانند شمع مردہ اوس انجمن سے نکلے
چال اس ڈھب کے کر چشم نقش پا بھی ننگ ہی — رنگت ایسی شوخ سانولی کا گلا بھی رنگ ہے
کیا کیا تھا ہمکو نا ز کہ روزہ نماز ہے — ٹھنڈی ہوئی وضو جو سنا بی نیاز ہے
ہان نہ بگڑو کہ جانتے ہین ہم — ایک ادا حسن کے عتاب بھی ہے
ہر چند میرا ول تو چرانا صواب ہے — پر جان من یہ چوری کی عادت خراب ہے
وہ سنین یا نہ سنین پر غم پنہان کہیو — جھوٹھ سچ دل کی تسلی کی لئی ہان کہیو
اوسکا احسان نہین بوسی جو دو تین لئے — تنے کا ہی دیے ہمنی اجی چھین لیے
ہان حرابی مین ہے اوسکا شریک — بخت خانہ خراب تو بھی ہے
ای ہن تل ہے انتخاب نہین — نقطہ لاجواب تو بھی ہے
شب وصال تمنای ہمکناری پر — بہانہ ناف کی ٹلنی کا ہی کر کے لیے
ہمین ہے آرزوی بوسہ آہ اوس لب کی — جگہ نہین ہے جہان خال مختصر کے لئے
نازک کمر و تنگ دہن ہین وہ غضب کے — آغوش کی گون کے ہین بوسی کی ڈھب کے
مین لاغر و کب کا فنا ہو چکا — بدن آفرین ہم یارون کا ہی
واہ وا کیا تازہ پانی خنجر قاتل مین ہی — اوسکا زخمونکو مزہ زخمونکی لذت دل مین ہے
بخت مین دونونکی یون تو صبر جلنا ہی مگر — شمع تو مجھسی بہراہی ہی اوس محفل مین ہے
ہر نگاہ ناز ہی اس حور وش کی دلنشین — جو نہ نکلی آنکھ سی وہ بھی ہماری لمین ہے

لمعہ شمس الضحای فصاحت شعشہ بدر الدجای بلاغت اعنی تقریظ کلیات نطق بفکر فارس مضمار
دہانت منشی حافظ سلطان احمد صاحب سلطان تخلص خلف اصغر منشی ولایت احمد صاحب محصیلدار سیالکوٹ
رئیس کاکوری برادر خرد مصنف سلمہ اللہ

الحمد اللہ بہائی صاحب قبلہ کا کیا کلام ہے منتخب و لاجواب کلام ہے حضرت کو ابتدای شباب سے ذوق شعر ہوا
تیس برس تک کھیلکر ترک کیا خال اکرم منشی محمد ضیا صاحب صبر سے اصلاح لی نکتہ سنجی و معنی پروری کی داد دی
بلندی خیال کا عرش فرش پا انداز ہوا زمین غزل کو آسمان بنا دیا ہوا بندش چست استعارہ لطیف و درست فکر بلند
زبان شستہ و دلپسند آمد کی آمد آور و فند ارد تکرار الفاظ کیا خوب فقرہ کتنا مرغوب معاملہ بندی و لسی ہی مضامین کی
بلندی و لسی ہی تین اشد مستانہ ہے کہیں نغرہ عاشقانہ ہے کہیں پیر و مرد کا انداز کہیں ذوق و غالب کا رنگ کہیں مومن و
شیفتہ کا پرواز کہیں ناسخ و آتش کا ڈھنگ کا کک الفاظ و محاورہ کہیں بغات فارسی تنگ نہیں بہاں تک چوکا الفاظ
مستحسن البتہ متروک حد درجہ طبیعت یہ کہ بندش مضمون کی ساتھ حاضر رسائی خیال یہ کہ مضمون ہو تیں کے ساتھ حاضر
کبھی فکر شعر میں دقت نہ پڑی کبھی کی ضرورت نہ پڑی ادہر احباب کی باتوں پر کان ادہر مضمون کا دہیان ادہر
بات کا جواب ادہر شعر لاجواب ان باتوں کو سب لوگ جانتے ہیں آپ ذہانت و ذکاوت کو باتیں ہیں مثل مشہور شعر خمایش و
غرور نہیں ہی جب ہی جو شعر کہے ہیں جب حضرت نے یہ فن ترک کیا تبھی اس فکر نے لیا کہ مبادا یہ مجموعہ گرانمایہ تلف ہو جائے
تو پھر کہاں یہ تہ ای تہ و دیدہ ریزی کہاں ہوا الغرض کا خیال ہوا آخر مطبع صبح صادق میں چھپ کر تیار ہوا مشہور ہے ہزار ہو ایار تفصیل خاص و عام ہو
حضرت مصنف کا از مشرق تا غرب نام ہو تاریخ ہای موزون چونکہ سخنوں کی نوک ریز قلم ہیں وہ ذیل میں رقم ہیں
واضح ہو کہ کلیات ہذا کی ۱۲۹۱ ہجری میں ابتدا ہوئی اور یہ جو ہات ۱۲۹۲ ہجری میں انتہا ہوئی قطعات میں جو
۹۲ و ۹۳ کا اختلاف ہے اوسکی یہی وجہ صاف صاف ہی جس نے جب خبر پائی اپنی تاریخ ارسال فرمائے فقط

قطعہ تاریخ از حافظ صاحب ممدوح الصدر راقم تقریظ

سبحان اللہ چشم بد دور	کیا حضرت نطق کا سخن ہے	سلطان یہ سال طبع لکھیے	دریا بمضمون کا موج زن ہے ۱۲۹۳

ولہ

ہوئی جب کے تیار دیوان ایسے	کہ ہر لفظ جسکا ہی جان فصاحت	لکھی طبع کی کلک سلطان نے تاریخ	یہ مجموعہ ہی بوستان فصاحت ۱۲۹۲

قطعہ تاریخ بفکر رسا منشی بینظیر و بمیتال شاعر نامدار خیال منشی مقبول احمد صاحب محو تخلص ہمدرد اوسط المصنف

للہ الحمد انطباعی یافت	سخن نطق ستھر یار سخن	ولی ملہ تاریخ محو بست نگار	مطلع و مقطع بہار سخن ۱۲۹۲
ہوئی الطبع کلیات آج دیوان اسکا	اگر جو ابجد وار دیا رسخن ہے	اگر فکر تاریخ کی ہی تو ای محو	رقم کر ہمیشہ بہار سخن ہے ۱۲۹۲

ولہ در سنہ فصلے

نطق کا کلیات طبع ہوا	طرفہ مجموعہ ملاحت ہے	سال فصلے یہ محو نے لکھا	جوش بر قلزم فصاحت ہے ۱۲۹۲

ولہ در سنہ ۱۲۹۳ھ

طبع شد کلیات حضرت نطق | اوستاد زمان یگانۂ فن | قلم محو سال طبع نگاشت | کلیات لطیف شعر و سخن

ولہ در سنہ ۱۲۹۳ھ

کلیات نطق چون مطبوع شد | مشتری آمد عطارد ارسما | محو سال انطباعش زد رقم | طبع شد این نظم دلکش جانفزا

قطعہ تاریخ بفکر شاعر شیرین زبان شیوا بیان منشی ممتاز حسن صاحب ادرعمہ زاد مصنف سلمہ اللہ تعالے

جناب نطق کی دیوان جس کا صفحہ صفحہ | زبان نہیں جو کروں اس کی وصف میں تقریر | تمہیں حسن فکر ہے تاریخ کی توانائی ممتاز | کلام شاعر شیرین بیان و تحریر ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر شاعر خوش فکر منشی مشرف احمد صاحب ادرعمہ زاد مصنف صاحب

حضرت نطق سے مخمور کا | چھپ چکا آج لاجواب کلام | ہے مشرف یہ طبع کے تاریخ | عمدہ و چیدہ انتخاب کلام ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر عالم علوم عقلی و نقلی مولوی منشی مظفر احمد صاحب سہر تخلص ابن مولنا منشی غایت احمد صاحب برادر عزیز ادرعمہ زاد مصنف

چو دیدم کلیات نطق شد طبع | بحسن سنجش و الفاظ رنگین | نوشتم ای ہنر تاریخ طبعش | زہی گلزار و گلہای مضامین ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر مولوی سید احمد صاحب ابن منشی غایت احمد صاحب ادرعمہ زاد مصنف

چھپا وہ کلیات نطق رنگین | کہ حسن ہے باغ رضوان ہی خجل ہے | ہوئی سید جو فکر سال مجھکو | تو ہاتف نے کہا مرغوب دل ہے ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر ناظم بلند خیال شاعر بیمثال منشی اکرام الدین صاحب رئیس کاکوری یاس تخلص

نطق خوش فکر کے چھپے دیوان | مشتری ہیں سخن شناس تمام | انپی سال انطباع آیا یاس | سخن بیمثال کرار قام ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر عالی منشی الطاف حسین صاحب فیض رئیس کاکوری

ہی شاعر دلنشین ہو محو دیوان ہی چھپے | ارمان جنکی سیر کا ہر نکتہ داں کو تھا | دیوان ہیں کہ دو جہاں بیچ طبع نطق | جنپر ہے روح بلبل شیراز کے فدا

جو بحر ہے وہ نیر رخشاں بیان کے ہے | مطلع ہر ایک سرو ہی باغ کلام کا | قربان دل سی بلبل نغمہ کو ان ہو | صفحہ ہر ایک رنگ چمن ہے کھلا ہوا

القصہ جسنے دیکھی اس باغ کی بہار | سودا سی کہ جا لگی ہوا اسکا تیقنا | ای فیض سال طبع کی تحریر ہو گیا | لکھ کلیات نطق کا اب چھپ گیا ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر بلند منشی کاظم حسین صاحب غنی رئیس کاکوری

ہوا طبع جب نطق کا کلیات | ہوئی مشتری قدر دان سخن | غنی نے دم فکر تاریخ طبع | یہ لکھا ہے گلستان سخن ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر شاعر زباں داں خیال حافظ محمد یوسف صاحب سدر رئیس کاکوری

طبع شد چون کلیات نطق مقبول جہان | چشت بنیش صاحبان معنی دانی بہایم فہم | سند سال طبع دین ہا ختم ہنگام فکر | کلیات نطق شد مطبوع طبع اہل فہم ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر رزین مولوی عبد السمیع صاحب خلق رئیس کاکوری

طبع شد چون کلیات نطق اوج سخن | زیں مقامات پر بلاغت پر لطافت بیگمان | گفت طبعم خلق فوراً سال طبع کلیات | طبع این اجزا شدہ مطبوع طبع خوشگوار ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر روشن منشی ساجد علی صاحب جدیس کاکوری

چھپا کیا نطق کا دیوان رنگین | ہر اک مصرع ہی سرو بوستانی | سر انصاف سی ساجد نے تاریخ | لکھی، ہے گلبن باغ معانی ۱۲۹۳

کلام نطق کا مطبوع طبع پاکباز ہی | بیان جسکا کیا طرز دلنشین ہی یہ | لکھا یہ ساجد نے سال طبع اسکا | کہ واہ کیا سخن نطق آفرین ہی یہ

قطعہ تاریخ بفکر منشی مرتضی حسین صاحب بسمل تخلص رئیس سیتاپور

حضرت نطق کا کلام چھپا | لاجواب اور بے نظیر ہے یہ | بولو لکھنا سال طبع بسمل از | واہ واہ دل پذیر ہے یہ ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر رسا مولوی سید تفضل حسین صاحب رئیس کاکوری مدرس مدرسہ گوجرا

چو دیدم کلیات نطق ای محشو | شگفتہ گلبن مضمون نو شتم با | برای سال طبعش بے تامل | کلام منتخب موزون تو نظم

قطعہ تاریخ بفکر منشی کاظم حسین صاحب رئیس کاکوری ۱۲۹۲

ز نطق نکتہ پرور طبع گردید | عجب مجموعہ نغز و گرامے | بگوای علم بہر سال طبعش | کہ نظم لاجواب نطق نامے

قطعہ تاریخ بفکر منشی بھوج راج جوہر رئیس شہر شاہجہان پور ۱۲۹۳

چھپے گے دونوں نطق کی دیوان | کیا سخن کا ہی جوش پر فکر م | لکھے جوہر نے طبع کی تاریخ | شعر ہیں رشک جلوۂ انجم ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر منشی ناظر علی صاحب اہل منشی سیتا پور خود سر سہند

چو از تصنیف نطق نکتہ پرور | شد مطبوع این عمدہ دواوین | من نالی طرب برای سال طبعش | رقم کردم زہی رنگین ہمایون

قطعہ تاریخ بفکر شاعر شیرین بیان سخن دان منشی نظام احمد صاحب اندار تخلص مہتمم مطبع لمع رخشان رئیس خیر آباد

ساقیا جام مرا از بادہ لبریز کن | بعد عمری لب بر لب ساغر آمد | سال وی فکر نمودم دم ہمیوی خود گفت | تشنگی ہای سخن رنگ لب آمد

مست گفتار نشستہ بہ بحر اندیم | کاندرین از لب ساغر سخنے بر آمد | قوت ناطقہ از نطق ہمیوی دزدید | لب ساغر بسبنش از لب ساغر آمد

مصرعہ تاریخ نتیجہ فکر یگانہ زمان صاحب وحید العصر جہان پاک اعت منشی ریاض احمد صاحب مالک مطبع ریاض الاخبار

سراپای خوبان دلکش ادا ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر رسا صاحب طبع ذکا حافظ سید اسمعیل حسن وقار خلف اکبر سید محمد صادق صاحب مالک مطبع صبح صادق

کیا خوب چھپی وقار دیوان | دی نطق نے داد خوش مقالی | تاریخ یہ اونکی طبع کے ہے | کیا طرز سخن کی ہے نرالے ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ از بنائج افکار فصیح زمان بلیغ دوران حاجی منشی یوسف حسن صاحب اکبر برادر زادہ محمد حسین صاحب

دیوان چھپی ہین نطق کی کیا | پاکیزہ کلام سبکا سب ہے | اخگر کے زبان سے اوسکی تاریخ | انصاف کی رو سے کس مجب ہے

بے شبہہ ہے خوب مصرعۂ سال | یہ جملہ کلام منتخب ہے ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ از بنائج طبع جدید زمان فرید دوران بتاء ہمہ دان منشی فرید خانصاحب رئیس علیگنج ضلع ایٹہ متخلص بشوق

مژدہ کہ از طبع نو کلیات | غلغلہ افتاد بچرخ کہن | نطق کہ آن خانہ نشاں ست | تازہ از و گشت مذاق سخن

نغزی کز دہن او چکید | رنگ طرب بست بہر انجمن | کسکہ مضامین تر و رنگین فتاد | صفحہ دیوان ست زمین چمن

بشنو و دار این سخن جاودان | مژدہ بخند بلمد و رکفن | شوق پی سال صلا زد چنین | جلوہ کنان گشت نگار سخن

دلہ

کجائی ای آسمان دیدین بیار بہر نثار یروین | کہ کلیات لطافت آگین بطبع آمد ز حسن و رنگین ۱۸۷۶

بجای این انجم درخشان بیار چشم نظارہ بانان | کہ جلوہ گر ہست چون عروسان ہمہ متاع نگارین

چو بیت ابروی ماہ سیما بہر اشارہ دو صد ادا با | بیاکہ خال رخ پری را نمائم اسبند چشم بدبین

دمیکہ بیند نگاہ زرفش چکند حلاوت ز حرف حرفش | تو گوئی آمد ہمہ بطرفش زبان شیرین بیان شکرین

ز فیض آن اوستاد دوران بحرف دوشیزہ سخندان | نجوان صنعتش ہزار مہمان بباغ نظمش ہزار گلچین

ہمین نوائم ز رود تا شب قبول کہاش سماز باب | ہمہ ای تحسین بود بہر لب ز من دعا و ز حق آمین

بنجم آمد چو این مبارک ز روی معنی کشا د بر رخ | نوشت در چار رکن مطلع چہار تاریخ کلک مشکین

ز شوق ممنون بہ نطق نغزین کلام او رنگ نظم پروین | محیط مضمون شگرف و رنگین بیان شیرین فصاحت آئین

۱۲۹۳ھ ۱۸۷۶ء

خاتمۃ الطبع از فکر مکرر مین فرزند حسین مہتمم مطبع ہذا

			نوید اہل نظر مژدہ دہ یا اولی الابصار
یہی وقت ہی ای خامہ تو ہم چمکا	زبان نبی بنا عندلیب منقار	وہ تیری زمزمہ سنجی دکھائی تک نہ	کشش حروف کی بجائی صوت اشجار
نقاط کی جن جو بوئی تو گل ہوا کے	نبی صفحۂ قرطاس تختۂ گلزار	ہو سطر سطر مین گیسوئے یار کا نقشہ	ہو خط وہ خط کہ بجل جس سے خط رکھے
دکھائین نکتہ رنگینیان فضلا مین کے	ہر ایک صفحہ نظر آئی صاف صبح بہار	بیاض ہو بتصدق بیاض گردن حور	پری کا مردم دیدہ سواد دیدہ ہو
تو جانتا ہی یہ کیون تیسا تمام ہی تنہا	یہ کیا سبب ہے جو سامان ہے نہ خدمتگار	مگر سنا نہین تو نے کہ آج جیسے ہوا	کلام اوس شعرا کی امام کا تیار
کہ جسکو نطق علیہ السلام کہتی ہین	تمام پیر و جوان اور صغار و کبار	عنان شوق مہین ہیر کر بجانب نثر	کرون جناب مصنف کی مدح کا اظہار

تماشائیان نیچا نگاہ کہان ہین ذرا ہر تشریف لائین یوسف عزیز مصر شاعری کی گرم بازاری ملاحظہ فرمائین شاہد سخن زینت بزم عشرت آور اور رنگ نشین اقلیم شہرت ہوا ہے خوان نعمت تصنیف مہیا ہے مائدہ خوار و نکو صلا ہے شعری شعری ہمین شعری تمام تذرد کھائی نثرہ عقد ثریا نثار کو لائے دبیر فلک قصیدہ مرصع کہکشان تہنیت مین سنانے آیا ہے زہرہ و مشتری فی نظم فلک کے گانے کا نقشہ جمایا ہے شمس و قمر تثلیث اور تسدیس کی بیتین مبارکباد مین سنا ہے ہین انجم ثوابت فرط نشاط وجد کا عالم دکھا رہے ہین نثر طائر چہ زرین کی جاسانہ انگلن ہوا ہے نثر واقع فرش پا انداز بنا ہے مسدس جہات مین غلغلہ شادمانی بلند ہے ربا عی عناصر اس نوید سے خرسند ہے ہر فرد بشر قطع زمین پر مسرور ہے اس بہجت و انبساط کا شہرہ دور دور ہے آب ہم اس دلبر راز کے چہرے سے نقاب تہید اوٹھاتے ہین ناظرین ذوی الابصار کو شاہد سخن کی جلوہ آرائیان دکھاتے ہین لو سنو کہ وہ شاہد غنائی سخن کلیات نطق علیہ السلام ہے واہ سبحان اللہ کیا کلام ہے کہ ہر شعر اوسکا بے نظیر ہر بیت دلپزیر ہر غزل از مطلع تا مقطع مرصع رباعی کا ہر مصرع چار مین مصرع ہر قطع خوش قطع گویا زبان ہزار داستان قطع کرتا ہی سرمستان مئی سخن پر کیفیت سے بھرا ہے ہر مصرعہ بادہ سخن کی ایک بوتل ہے سجہ کابل ہے جسنے ایک جام پیا مست و بیخود ہوا حلاوت پسندان مذاق درست کی زبانو نیر مدتون مزا رہا حواس نشے سے محروم پھرا حسرت و افسوس رشک و حسد مین مبتلا رہا دیوان اول جو معنی بند ہے حاشیہ پر اور دیوان دوم جو عاشقانہ ہے متن مین لکھنے کا التزام کیا ہے حاشیہ کے دیوان مین ہر غزل کے آغاز پر قافیہ و ردیف جلی قلم سے لکھ دیا ہے الحاصل اب یہ مجموعہ بہ حسن و خوبی مطبع سید محمد صادق صاحب کیل سرکار صبح صادق نام مین سید محمد جعفر حسین صاحب اور حقیقی مالک مطبع و متمم جملہ کارخانجات کی سعی و کوشش و جانفشانی سے چھاپا گیا افضال ایزدی سی ماہ اگست ۱۸۷۶ء کی ۳۱ تاریخ کو ختم کو پہونچا یارب یہ کلام مقبول ہو مصنف صاحب کی فکر کا نتیجہ محنت کا صلا حصول ہو قطعہ تاریخ

اردو و فارسی جو راقم نے موزون کیا ہین وہ ذیل مین لکھے جاتے ہین

سید احمد رجب چکا احسن	حضرت نطق کا کلام تمام	بہر تاریخ طبع ہاتف نے	یون کہا بی نظیر ہے یہ کلام ۱۲۹۳

ولہ در فارسی

بطبع آمد چہ کلیاتے کہ نیست ثانی او بعالم	بہین زر بلبلی مضامین بصفحہ صفحہ شگفتہ گلشن
ز سعی و جہد بنان و خامہ چو ختم گردید الطباعش	برای تاریخ وقت فکرت یتیم بالغیر گفت احسن ۱۲۹۳

تمت

صحت نامہ اغلاط دیوان ذوق جو کہ متن میں ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۳	بڑ ہین	پڑ ہین گے
۶	۴	مصنف	منصف
۷	۵	کہے کو	کہئے تو
″	۱۴	پاجاؤن	پاؤن
۸	۲	چاہنا والا	چاہنی والا
۱۲	۱۱	خیال نگ	خیال ننگ
۲۰	۵	قاعدہ وہ الم	قاعدہ جلیانہ وہ غالب مغفور کا
۲۳	۴	روز	زور
″	۱۹	فریاد	فرہاد
۲۸	۵	عمل کا	عمل کو
۲۹	۹	بس دم نکل گیا	بس کے رہ گئی
۳۳	۱۹	جھوکے ساتہ	جھوکے کے ساتہ
۳۴	۹	جانان	جانان ہین
۳۵	۷	ڈوڑا	دوڑا
″	۱۴	ایاک	ایک ایک
۳۶	۱۹	چکہئے گا	چکہے گا
۴۳	۱۳	حیا طرح	حیا کی طرح
۴۵	۱۱	لازم سے	لازم ہے
۴۹	۱۹	یا صبا	باد صبا
۵۰	۱۵	ترکو نکو	ترکونکو
۵۴	۱۷	جان دی جب الخ	ایکآہ کہنیکا جب فرقت مین جاوے
۵۶	۱۲	لوٹنا	لوٹا
۶۰	۱۷	جلوہ بازی	جلوہ باری
۷۴	۱۲	کہ یہ ہے	کہ ہے
″	۱۴	کیہای	کیہای
۱۸۶	۱۳	عام ہے	عام کے
۱۹۰	۱۰	جینے	جیتے
۱۹۴	۴	جمت	جمعیت
″	۱۳	بنے	ہے
۱۹۸	۲	حسرت درد	حسرت و درد
۱۹۹	۴	کارگر	کارگہ
″	۱۰	پہونگ	پہونک
۲۰۸	۲	حمایت کر	حمایت کو
۲۱۱	۱۰	جب پوہی	جب پوچہی
۲۱۷	۱۶	جورہائی	جورسائے
۲۱۸	۱	ڈبونہا	ڈبوندینا
۲۱۹	۶	رنگین آگے	رنگین کے آگے
۲۲۰	۶	رودین	رودینگے
۲۲۱	۹	بہارآئی	بہارای
۲۲۲	۱	جہکنے	جہکنے لڑ اوے
″	۱۹	لڑاوے	
۲۲۳	۱۱	ہے ہین	رہے ہے
۲۲۴	۶	جنسے	جنسے
۲۲۷	۱	ہزارونکون	ہزارونکو
۲۲۸	۵	ہای ہائی	ہائی
۲۳۰	۱۰	کاہی کو	کاہی کو دے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۵	۱۴	سیو جاک	پرجاک
۷۷	۱۵	بچھوڑا	بچوڑا
۸۴	۲	کیون بجے	کیون بجتے
۸۶	۱۱	گہرین	گہرکرین
۹۲	۷	یہ ظلم ہین	یہ ظلم ہے
۹۶	۲	تارہین	تارہین
۹۹	۱۹	الکہون	لاکہون
۱۰۶	۱۷	ہم	ہم
۱۱۳	۱۲	بیوفائی ہے	بیوفائی سے
″	۱۹	نقل	نقل
۱۱۴	۱۲	جو دشب	جو شب
۱۱۶	۷	ایسو	گیسو
″	۱۶	لایا	لاتا
۱۲۰	۲	روشن	روشنی
″	۴	جارر	ایک چادر
۱۲۳	۳		
۱۲۸	۳	جی ہے	بے ہین
۱۳۱	۱۴	گہنای	گہنای ہوئے
۱۳۲	۷	خال خد	خال و خد
۱۳۳	۱۰	سینے ہین	سینے سے
۱۵۱	۴	نرگیسو	نرگیسو
۱۵۵	۱۸	یہہ اپنا	پہر اپنا
۱۵۷	۱۹	تماشا کی	تماشے کے
۱۶۱	۱۰	فرقت کی چوٹ	تہر کی چوٹ
″	۱۵	کاکل چوٹ	کاکل کے چوٹ
۱۸۱	۱۶	جفای جور	جفا و جور
۱۸۳	۵	عجدوزہ	عجدور وزہ
۱۸۴	۱۰	بخار	غبار

تمام شد صحت نامہ اغلاط دیوان متن

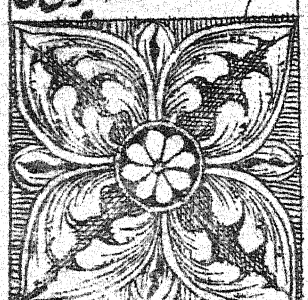

صحت نامہ اغلاط دیوان اول جو کہ حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۸	قند کر	قند مکرر
۹	۸	چل گیا	جل گیا
۱۱	۲۶	جاری خاک	ہماری خاک
۱۲	۲۸	اسنام	اصنام
۱۴	۲۱	کراوٹے	کہ اوٹے
۱۹	۲۳	کسدام	کسدم
۲۱	۳	سرو صنوبر	سرو و صنوبر
۲۲	۲۱	آگے	آگے
۲۷	۳۶	پرہتا	تڑپتا
۳۴	۲۴	کو کئی	کوئی
۳۵	۳۰	اندہی	آندہی
۴۸	۳۱	خاتمہ	خاتمہ
۵۰	۱۳	پڑھائی	سنائے
۵۴	۱۸	غمین	غم مین
۶۶	۳۳	غنچہ ترا	غنچہ تری
۵۸	۱	شام کے	صبح کے
۶۳	۱۰	خشک مزاج	سرد مزاج
۶۷	۲۱	دکھا باد	دکھا کر آباد
۷۱	۱۰	آفتاد	افتاد
۷۲	۱۳	گلچہرے	گلچہرے
″	۲۳	نیاے	نپاے
″	۳۶	جہاڑتا	جہارنا
۷۳	۱۴	فضل	فصل
۷۷	۷	بچا	بجا
۷۸	۲۷	استخون	استخوان
۷۹	۳۱	طامونکو	طامونکو
۸۱	۲۱	کھولو	کو لو
۸۱	۳۱	قند مکرر	قند مکرر
۸۳	۳۶	سزوار	سزاوار
۹۸	۲۹	ہون آگاہ	نہ آگاہ
۱۰۲	۲۹	لا	ہم اونکی
۱۰۵	۴	بیداد	بیداد
۱۰۸	۳۳	رہا ہی چوری	رہا چوری
۱۱۵	۵	دلبر	دلبر کے
۱۱۸	۳	جانی بعد	جانی کے بعد
۱۲۱	۳	چشم	چشم
۱۲۲	۱۸	پہر آما	پہر آتا
۱۲۵	۳۵	ہو پیدا	پیدا ہو
۱۲۷	۳۷	گلست	گلگشت
۱۳۲	۲۸	برگ گل	برگ گل
۱۳۳	۳۶	تو	لو
۱۳۶	۳	دوسردن	دوسرے دن
۱۴۳	۲۰	رسید کال	رسیدگان
۱۴۷	۲	کو	کوئی
۱۴۸	۲۸	بزنگ نگ	بزنگ ق
۱۴۸	۳۴	شوخی ہے	شوخی سے
۱۵۰	۱۴	نہین ہو	نہین ہوتی
۱۵۶	۲۹	ڈاک	ڈھاک
″	۳۶	سرین سمن	نسرین سمن
۱۵۹	۳۵	چوڑاے	چوڑاے
۱۶۰	۳۱	قسمت	قیمت
۱۶۴	۲۹	چاک	چاک
۱۶۵	۳۷	جون	جوان
۱۶۹	۱	خفان	خفقان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۹	۳۶	بہروہ	وہ پہر
۱۷۲	۱۵	د ندن	دندان
۱۷۴	۸	واسطے	وصف سے
۱۷۶	۱۵	دکھانا	دکھائی
۱۷۷	۴	یوں	یون کیا
۱۹۶	۴	خدا تو	خدا دی تو
۱۹۳	۲۳	آنی	آنی
۱۹۴	۱۴	آئی	آنے
۱۹۷	۱۰	چاک	چالاک
۲۰۰	۷	جیسے	جب سے
۲۰۱	۱	جاکر	جانکر
۲۰۲	۳۷	نطا	نکلا
۲۱۳	۱	تاریخ الخ	ای فی تاریخ دیوان ہا تاریخ کا جو نہ ہو
″	۶	صافیان	صوفیان
۲۱۴	۱۴	گلہ	جگہ
″	۳۶	حسد سے	حسد ہے
″	۳۷	ظلوم و جول	ظلوم و جہول
۲۱۶	۱۹	نظر آیا ہے	نظر آیا
۲۱۹	۲۵	نہین ہے	نہین رہے
۲۲۲	۸	پیپو نگو	پیپو نگو
۲۲۳	۴	لب رنگین	لب شیرین
″	۱۰	چھوڑائی	چھوآئے
″	۲۷	چا کی	چلکے
۲۲۶	۳	خوف	خبط
۲۲۸	۳۸	تصور	تصویر
۲۲۹	۱۴	کوئی	کچھ نہ ہے
۲۳۰	۱۴	کوئی	کوئی

صحت نامہ اغلاط دیوان حاشیہ
تمام ہوا

صحت نامہ اغلاط دیوان ذوق جو کہ متن میں ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۳	بڑ ہین	پڑ ہین گے
۶	۴	مصنف	منصف
۷	۵	کہے کو	کہئے تو
″	۱۴	پاجاؤن	پاؤن
۸	۲	چاہنا والا	چاہنی والا
۱۲	۱۱	خیال نگ	خیال ننگ
۲۰	۵	قاعدہ وہ الم	قاعدہ جلیانہ وہ غالب مغفور کا
۲۳	۴	روز	زور
″	۱۹	فریاد	فرہاد
۲۸	۵	عمل کا	عمل کو
۲۹	۹	بس دم نکل گیا	بس کے رہ گئی
۳۳	۱۹	جھوکے ساتہ	جھوکے کے ساتہ
۳۴	۹	جانان	جانان ہین
۳۵	۷	ڈوڑا	دوڑا
″	۱۴	ایاک	ایک ایک
۳۶	۱۹	چکہئے گا	چکہے گا
۴۳	۱۳	حیا طرح	حیا کی طرح
۴۵	۱۱	لازم سے	لازم ہے
۴۹	۱۹	یا صبا	باد صبا
۵۰	۱۵	ترکو نکو	ترکونکو
۵۴	۱۷	جان دی جب الخ	ایکآہ کہنیکا جب فرقت مین جاوے
۵۶	۱۲	لوٹنا	لوٹا
۶۰	۱۷	جلوہ بازی	جلوہ باری
۷۴	۱۲	کہ یہ ہے	کہ ہے
″	۱۴	کیہای	کیہای
۱۸۶	۱۳	عام ہے	عام کے
۱۹۰	۱۰	جینے	جیتے
۱۹۴	۴	جمت	جمعیت
″	۱۳	بنے	ہے
۱۹۸	۲	حسرت درد	حسرت و درد
۱۹۹	۴	کارگر	کارگہ
″	۱۰	پہونگ	پہونک
۲۰۸	۲	حمایت کر	حمایت کو
۲۱۱	۱۰	جب پوہی	جب پوچہی
۲۱۷	۱۶	جورہائی	جورسائے
۲۱۸	۱	ڈبونہا	ڈبوندینا
۲۱۹	۶	رنگین آگے	رنگین کے آگے
۲۲۰	۶	رودین	رودینگے
۲۲۱	۹	بہارآئی	بہارای
۲۲۲	۱	جہکنے	جہکنے لڑ اوے
″	۱۹	لڑاوے	
۲۲۳	۱۱	ہے ہین	رہے ہے
۲۲۴	۶	جنسے	جنسے
۲۲۷	۱	ہزارونکون	ہزارونکو
۲۲۸	۵	ہای ہائی	ہائی
۲۳۰	۱۰	کاہی کو	کاہی کو دے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۵	۱۴	سیو جاک	پرجاک
۷۷	۱۵	بچھوڑا	بچوڑا
۸۴	۲	کیون بجے	کیون بجتے
۸۶	۱۱	گہرین	گہرکرین
۹۲	۷	یہ ظلم ہین	یہ ظلم ہے
۹۶	۲	تارہین	تارہین
۹۹	۱۹	الکہون	لاکہون
۱۰۶	۱۷	ہم	ہم
۱۱۳	۱۲	بیوفائی ہے	بیوفائی سے
″	۱۹	نقل	نقل
۱۱۴	۱۲	جو دشب	جو شب
۱۱۶	۷	ایسو	گیسو
″	۱۶	لایا	لاتا
۱۲۰	۲	روشن	روشنی
″	۴	جارر	ایک چادر
۱۲۳	۳		
۱۲۸	۳	جی ہے	بے ہین
۱۳۱	۱۴	گہنای	گہنای ہوئے
۱۳۲	۷	خال خد	خال و خد
۱۳۳	۱۰	سینے ہین	سینے سے
۱۵۱	۴	نرگیسو	نرگیسو
۱۵۵	۱۸	یہہ اپنا	پہر اپنا
۱۵۷	۱۹	تماشا کی	تماشے کے
۱۶۱	۱۰	فرقت کی چوٹ	تہر کی چوٹ
″	۱۵	کاکل چوٹ	کاکل کے چوٹ
۱۸۱	۱۶	جفای جور	جفا و جور
۱۸۳	۵	عجدوزہ	عجدور وزہ
۱۸۴	۱۰	بخار	غبار

تمام شد صحت نامہ اغلاط دیوان متن

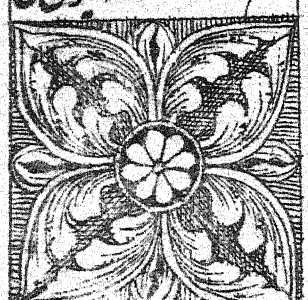

صحت نامہ اغلاط دیوان اول جو کہ حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۸	قند کر	قند مکرر
۹	۸	چل گیا	جل گیا
۱۱	۲۶	جاری خاک	ہماری خاک
۱۲	۲۸	اسنام	اصنام
۱۴	۲۱	کراوٹے	کہ اوٹے
۱۹	۲۳	کسدام	کسدم
۲۱	۳	سرو صنوبر	سرو و صنوبر
۲۲	۲۱	آگے	آگے
۲۷	۳۶	پرہتا	تڑپتا
۳۴	۲۴	کو کئی	کوئی
۳۵	۳۰	اندہی	آندہی
۴۸	۳۱	خاتمہ	خاتمہ
۵۰	۱۳	پڑھائی	سنائے
۵۴	۱۸	غمین	غم مین
۶۶	۳۳	غنچہ ترا	غنچہ تری
۵۸	۱	شام کے	صبح کے
۶۳	۱۰	خشک مزاج	سرد مزاج
۶۷	۲۱	دکھا باد	دکھا کر آباد
۷۱	۱۰	آفتاد	افتاد
۷۲	۱۳	گلچہرے	گلچہرے
″	۲۳	نیاے	نپاے
″	۳۶	جہاڑتا	جہارنا
۷۳	۱۴	فضل	فصل
۷۷	۷	بچا	بجا
۷۸	۲۷	استخون	استخوان
۷۹	۳۱	طامونکو	طامونکو
۸۱	۲۱	کھولو	کو لو
۸۱	۳۱	قند مکرر	قند مکرر
۸۳	۳۶	سزوار	سزاوار
۹۸	۲۹	ہون آگاہ	نہ آگاہ
۱۰۲	۲۹	لا	ہم اونکی
۱۰۵	۴	بیداد	بیداد
۱۰۸	۳۳	رہا ہی چوری	رہا چوری
۱۱۵	۵	دلبر	دلبر کے
۱۱۸	۳	جانی بعد	جانی کے بعد
۱۲۱	۳	چشم	چشم
۱۲۲	۱۸	پہر آما	پہر آتا
۱۲۵	۳۵	ہو پیدا	پیدا ہو
۱۲۷	۳۷	گلست	گلگشت
۱۳۲	۲۸	برگ گل	برگ گل
۱۳۳	۳۶	تو	لو
۱۳۶	۳	دوسردن	دوسرے دن
۱۴۳	۲۰	رسید کال	رسیدگان
۱۴۷	۲	کو	کوئی
۱۴۸	۲۸	بزنگ نگ	بزنگ ق
۱۴۸	۳۴	شوخی ہے	شوخی سے
۱۵۰	۱۴	نہین ہو	نہین ہوتی
۱۵۶	۲۹	ڈاک	ڈھاک
″	۳۶	سرین سمن	نسرین سمن
۱۵۹	۳۵	چوڑاے	چوڑاے
۱۶۰	۳۱	قسمت	قیمت
۱۶۴	۲۹	چاک	چاک
۱۶۵	۳۷	جون	جوان
۱۶۹	۱	خفان	خفقان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۹	۳۶	بہروہ	وہ پہر
۱۷۲	۱۵	د ندن	دندان
۱۷۴	۸	واسطے	وصف سے
۱۷۶	۱۵	دکھانا	دکھائی
۱۷۷	۴	یوں	یون کیا
۱۹۶	۴	خدا تو	خدا دی تو
۱۹۳	۲۳	آنی	آنی
۱۹۴	۱۴	آئی	آنے
۱۹۷	۱۰	چاک	چالاک
۲۰۰	۷	جیسے	جب سے
۲۰۱	۱	جاکر	جانکر
۲۰۲	۳۷	نطا	نکلا
۲۱۳	۱	تاریخ الخ	ای فی تاریخ دیوان ہا تاریخ کا جو نہ ہو
″	۶	صافیان	صوفیان
۲۱۴	۱۴	گلہ	جگہ
″	۳۶	حسد سے	حسد ہے
″	۳۷	ظلوم و جول	ظلوم و جہول
۲۱۶	۱۹	نظر آیا ہے	نظر آیا
۲۱۹	۲۵	نہین ہے	نہین رہے
۲۲۲	۸	پیپو نگو	پیپو نگو
۲۲۳	۴	لب رنگین	لب شیرین
″	۱۰	چھوڑائی	چھوآئے
″	۲۷	چا کی	چلکے
۲۲۶	۳	خوف	خبط
۲۲۸	۳۸	تصور	تصویر
۲۲۹	۱۴	کوئی	کچھ نہ ہے
۲۳۰	۱۴	کوئی	کوئی

صحت نامہ اغلاط دیوان حاشیہ
تمام ہوا